بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۲٦ (26)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۷۲۳۲۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

پارہ ۲۶

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید کی اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
۲۷۹- بریٹو روڈ- فون: ۷۲۳۲۳۵۴

www.drhasanrizvi.com

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمہ اوقاف سندھ) کراچی

تصدیق نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

"نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ"

میں نے "پاک محرم ایجوکیشن، نمائش" کا شائع کردہ "**چھبیسواں پارہ** مع ترجمہ و تفسیر" کو بغور پڑھا ہے، اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اب اَلْحَمْدُلِلّٰہ! ترمیم و اصلاح کے مراحل سے گزر کر تمام غلطیوں سے مبرا ہو گیا ہے۔

دورانِ طباعت اگر زبر، زیر، پیش، جزم، تشدید یا نقطہ وغیرہ چھپائی میں خراب ہو جائے تو اس کا متنِ کتابت کی صحت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

علی عمران صدیقی
مدرس دارالعلوم نعیمیہ، کراچی
خطیب جامع مسجد بیت المعمور، اورنگی

www.drhasanrizvi.com

فہرست عناوین پارہ ۲۶

شمار	عناوین	صفحہ
۱	سورۂ احقاف کے فضائل وخصوصیات	۴۹۴۶
۲	سورۃ الاحقاف	۴۹۴۷
۳	جناب سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ کا خطبہ	۴۹۴۸
۴	علمی آثار سے یہاں مراد	۴۹۴۹
۵	کافروں کا قرآن کو جادو کہنا	۴۹۵۱
۶	آیت ۱۰ کا استدلال	۴۹۵۴
۷	بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد	〃
۸	خداوندِ عالم کا قانونِ ہدایت	۴۹۵۵
۹	شانِ نزولِ آیت ۱۱	۴۹۵۷
۱۰	کامیابی کی دو۲ شرطیں	۴۹۵۸
۱۱	حضرت امام حسینؑ کی ولادت باسعادت	۴۹۶۰
۱۲	حضرت امام حسینؑ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا	〃
۱۳	ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے	۴۹۶۱
۱۴	خلوصِ عمل کا اجر	۴۹۶۲
۱۵	خدائے کریم کے شاکر بندوں کے لیے عطائیں	۴۹۶۳
۱۶	"اُف" ناگواری کی شکل میں سب سے چھوٹا لفظ ہے	۴۹۶۵
۱۷	بنی اسرائیل کی تحریف	۴۹۶۶
۱۸	شانِ نزولِ آیت ۱۷	۴۹۶۷
۱۹	دنیا میں مزے اُڑانے والے	۴۹۶۹
۲۰	حضرت امام علیؑ کا ایثار	۴۹۷۰
۲۱	حضرت ہودؑ کا پیغام	۴۹۷۲
۲۲	قرآن اور حضور اکرمؐ جنوں کے لیے بھی ذریعۂ ہدایت ہیں	۴۹۷۷
۲۳	آیت ۳۲ کی دوسری شانِ نزول	۴۹۷۸
۲۴	قرآن مجید کی حقانیت پر جنوں کا استدلال	۴۹۷۹
۲۵	قرآن مجید کو غور سے سننے کا اثر	〃
۲۶	صبر و برداشت سے کام لینے کا مشورہ	۴۹۸۱
۲۷	اولوالعزم پیغمبرؑ پانچ ہیں	۴۹۸۲
۲۸	کارِ رسالت میں صبر کرو	۴۹۸۲
۲۹	جناب رسولِ خداؐ کا عزم اور صبر	۴۹۸۳
۳۰	سورۃ محمدؐ کے فضائل وخصوصیات	۴۹۸۴
۳۱	سورۃ محمدؐ	۴۹۸۶
۳۲	شانِ نزولِ آیت ۱	۴۹۸۷

شمار	عناوین	صفحہ
۳۳	نتائج اور اُس کا مطلب	۴۹۸۵
۳۴	خدا کی راہ سے روکنے کے طریقے	"
۳۵	ہمارے نبیؐ کی اہمیت	۴۹۸۸
۳۶	جہاد کی عظمت	۴۹۹۲
۳۷	شہادت کی قسمیں	۴۹۹۳
۳۸	بندگانِ خدا سے مدد مانگنا اللہ کی سنت ہے	۴۹۹۴
۳۹	مولیٰ کے معنی	۴۹۹۶
۴۰	حق کا انکار کرنے والے مثل جانوروں کے ہیں	۴۹۹۸
۴۱	مومن اور کافر کا فرق	۴۹۹۹
۴۲	مَآءٍ غَیۡرِ اٰسِنٍ کے معنی	۵۰۰۳
۴۳	اللہ سے استغفار یا معافی کی اہمیت	۵۰۰۷
۴۴	کلمۂ توحید اور استغفار کے فائدے	۵۰۰۸
۴۵	اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پر غور و فکر نہ کرنے کی بار بار شکایت فرمائی ہے	۵۰۱۱
۴۶	غور و فکر کا نتیجہ اور علامات	۵۰۱۲
۴۷	منافق کی پہچان (علیؑ کی ذات سے)	۵۰۱۷
۴۸	خداوندِ عالم کے علم کے بارے میں خطبۂ امیر المومنینؑ	۵۰۱۹
۴۹	تقابلی مطالعہ	۵۰۲۰
۵۰	اعمال کے برباد ہونے کے اسباب	۵۰۲۱
۵۱	اسلام دینِ صلح ہے	۵۰۲۱
۵۲	دنیاوی زندگی کھیل تماشا ہے	۵۰۲۳
۵۳	جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ کا خطبہ	۵۰۲۴
۵۴	سوال ؟	۵۰۲۵
۵۵	پہلا جواب ۔ دوسرا جواب	۵۰۲۶
۵۶	یہ کونسی قوم ہے ؟	"
۵۷	ایرانی قوم کی فضیلت	۵۰۲۷
۵۸	سورۃ الفتح کے فضائل اور خصوصیات	۵۰۲۹
۵۹	سورۃ الفتح	۵۰۳۱
۶۰	فتح مبین سے مراد	"
۶۱	شانِ نزول	۵۰۴۱
۶۲	خدا سے بدگمان لوگ	۵۰۴۲
۶۳	مومن کو خدا سے حسنِ ظن رکھنا چاہیے	۵۰۴۳
۶۴	رسولؐ سے بیعت اللہ سے بیعت ہے	۵۰۴۶
۶۵	رسولؐ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے	"
۶۶	عذرِ گناہ بدتر از گناہ	۵۰۴۹
۶۷	شریعتِ اسلامی کی آسانیاں	۵۰۵۵
۶۸	خدا کا وعدہ حضرت امام علیؑ کے ذریعے پورا ہوگیا	۵۰۵۸

www.drhasanrizvi.com

شمار	عناوین	صفحہ
۶۹	حضرت عمر نے اُس درخت ہی کو کٹوا دیا	۵۰۵۹
۷۰	بیعت کے معنی اور طریقہ	۵۰۶۰
۷۱	بیعت کا توڑنا گناہِ کبیرہ ہے	۵۰۶۱
۷۲	بیعت کے تقاضے	״
۷۳	یہ شرف حضرت امام علیؑ کو ملا	۵۰۶۲
۷۴	آیت ۲۰ کے نتائج	۵۰۶۴
۷۵	اگر حدیبیہ کے موقع پر جنگ ہو جاتی	۵۰۶۶
۷۶	جاہلانہ حمیت	۵۰۷۱
۷۷	اہم الفاظ کے معنی و تشریح	״
۷۸	سکینہ، حمیت، کلمۃ التقویٰ، محمدؐ و آلِ محمدؐ	۵۰۷۲
۷۹	اعتراض ـ عمرۃ القضاء	۵۰۷۴
۸۰	اللہ تعالیٰ نے حضرت امام علیؑ کی صفات یہاں بیان فرما دیں	۵۰۷۷
۸۱	اصحابِ رسولؐ کے صفات	۵۰۷۸
۸۲	آنحضرتؐ نے اپنے بھائیوں کو یاد فرمایا	۵۰۷۹
۸۳	سورۃ الحجرات کے فضائل اور خصوصیات	۵۰۸۰
۶۴	سورۃ الحجرات کی شانِ نزول	۵۰۸۱
۶۵	ایمان کا اوّلین تقاضا	۵۰۸۲

شمار	عناوین	صفحہ
۶۶	شانِ نزولِ آیت ۲	۵۰۸۳
۶۷	ادب و تعظیم کی تاکید اور تعلیم	۵۰۸۴
۶۸	تقویٰ کا معیار	״
۶۹	ادب بہترین سرمایہ ہے	۵۰۸۵
۷۰	اللہ کا احترام	۵۰۸۶
۷۱	اُستاد کا احترام	״
۷۲	قبرِ رسولؐ کا احترام	״
۷۳	شانِ نزولِ آیت ۶	۵۰۸۸
۷۴	دوسری شانِ نزول	״
۷۵	صلح کرانے اور عدل و انصاف کا حکم	۵۰۹۱
۷۶	نتائج اور تعلیمات	۵۰۹۳
۷۷	مومن کی اہمیت اور قدر و منزلت	۵۰۹۵
۷۸	مومن کے مومن پر تیس ۳۰ حق	۵۰۹۶
۷۹	شانِ نزولِ آیت ۱۱	۵۰۹۸
۸۰	بُرے نام سے پکارنے کی مذمت	״
۸۲	بُرے القاب سے مت پکارو	۵۰۹۹
۸۳	شانِ نزولِ آیت ۱۲ ـ غیبت کی مذمت	۵۱۰۰
۸۴	غیبت کی تعریف	۵۱۰۱

www.drhasanrizvi.com

د

شمار	عناوین	صفحہ
۸۵	لوگوں کے پوشیدہ راز نہ تلاش کرو	۵۱۰۲
۸۶	نسلی تفاخر کی ممانعت	۵۱۰۳
۸۷	نتائج و تعلیمات آیات۔	۵۱۰۵
۸۷	ایمان اور اسلام میں فرق	״
۸۸	شانِ نزول آیت ۱۴	۵۱۰۶
۸۹	احادیث اہلبیتؑ' اسلام اور ایمان کی حقیقت	״
۹۰	مومن کی اصل پہچان	۵۱۰۷
۹۱	پیغام اور مشورہ	۵۱۰۸
۹۲	تقوے کی اہمیت وحقیقت	۵۱۰۹
۹۳	ایمان اور اسلام لاکر احسان جتانے کی مذمت	۵۱۱۱
۹۴	سورۃ قٓ کی فضیلت اور خصوصیات	۵۱۱۳
۹۵	سورۃ قٓ کی تفسیر	۵۱۱۴
۹۶	آسمان میں شگاف نہیں ہے	۵۱۱۷
۹۷	اصحابُ الرّس کا ذکر	۵۱۲۰
۹۸	پیدائشِ عوام قیامت کے بعد بھی ہوگی	۵۱۲۱
۹۹	کراماً کاتبین کا ذکر	۵۱۲۳
۱۰۰	سکراتِ موت	۵۱۲۵
۱۰۱	موت کی فضیلت	۵۱۲۷
۱۰۲	جنابِ رسولِ خداؐ اور حضرت امام علی المرتضیٰؑ بدکاروں کو جہنم میں ڈالیں گے	۵۱۳۰
۱۰۳	جنّت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے علیؑ ہیں	۵۱۳۱
۱۰۴	خدا کے عادل ہونے کا ثبوت	۵۱۳۴
۱۰۵	سوال اور جواب	״
۱۰۶	جہنم کا یہ کہنا کہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْد	۵۱۳۵
۱۰۷	خدا اپنا پیر جہنم میں ڈالدے گا (بخاری)	۵۱۳۶
۱۰۸	اَوَّاب - حفیظ سے مراد	۵۱۳۹
۱۰۹	بِقَلْبٍ مُّنِیْب کے معنی	۵۱۴۰
۱۱۰	خوف اور خشیت کا فرق	״
۱۱۱	قلب سے مراد	״
۱۱۲	شانِ نزولِ آیت ۳۸	۵۱۴۳
۱۱۳	تین اوقات میں پانچ نمازوں مع نوافلِ شب کا ذکر	۵۱۴۴
۱۱۴	ان اذکار سے صبر حاصل ہوتا ہے	۵۱۴۵
۱۱۵	الصَّیحة - (سخت چیخ)	۵۱۴۶
۱۱۶	یہ کفار کے اعتراض کا جواب ہے	۵۱۴۷
۱۱۷	شانِ نزولِ آیت ۴۵	۵۱۴۸
۱۱۸	اصل پیغامِ آیت، نتیجہ اور دعا	۵۱۴۹

شمار	عناوین	صفحہ	شمار	عناوین	صفحہ
	سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت ۵۱				
۷۰	سورۃ الذٰریت کے فضائل اور خصوصیات	۵۱۵۰	۷۸	تحقیقِ حق کی طلب رکھنے والوں	۵۱۶۷
۷۱	قرآن کا اعجاز	۵۱۵۴	۷۹	نشانیوں سے مراد	"
۷۲	خَرّٰصُوْنَ کے معنی	۵۱۵۶	۸۰	خطبہ جنابِ سیدہ فاطمہ زہراؑ	"
۷۳	متقین سے مراد اور معنی	۵۱۵۹	۸۱	انسان کے وجود میں نشانیاں موجود ہیں	۵۱۶۹
۷۴	نمازِ شب کا ذکر	۵۱۶۳	۸۲	مَا تُوْعَدُوْنَ سے مراد	۵۱۷۱
۷۵	نمازِ شب کی فضیلت	"	۸۳	حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی	۵۱۷۳
۷۶	نمازِ شب کے فوائد	۵۱۶۴	۸۴	مہمان نوازی کے آداب	۵۱۷۴
۷۷	محروم کے معنی	۵۱۶۶	۸۵	نتائج اور اسباب آیت (آخری صفحہ پارہ ۲۶)	۵۱۷۷ "

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

(۱) یہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے (اے رسولؐ!) آپؐ (کے سینے) پر اُتارا ہے تاکہ لوگ اِس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔ (القرآن) "سورۃ صٓ ۳۸: آیت ۲۹"

(۲) عبادت یہ نہیں ہے کہ بس تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع و سجود ہی کیے جاؤ، بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔ (الحدیث)

(۳) ایک ساعت غور و فکر کرنا ستر برس عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الاحقاف کے فضائل ۴۶

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "جو شخص اِس سورۃ مجیدہ کی ہر روز یا ہر جمعہ تلاوت کرے وہ دنیا میں ہر قسم کی گھبراہٹ اور آخرت میں ہر طرح کے خطرے سے محفوظ رہے گا۔" (تفسیر بُرہان)

★ حدیثِ نبوی میں ہے کہ جو شخص اِس سورۃ کی تلاوت کرے گا، تمام زمین پر چلنے والے انسانوں سے دس گنا نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں درج ہوں گی، اور دوسرے نسخے میں ریگِ دنیا سے دس گنا نیکیاں درج ہوں گی۔ اور اُس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور دس درجات بلند ہوں گے۔ (مجمع البیان - انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اِس سورۃ کو لکھ کر آبِ زمزم سے دھو کر پیے گا تو لوگوں میں محبوب ہوگا، اور اُس کی بات کو رد نہ کیا جا سکے گا اور جس چیز کو سُنے اُس کو فراموش نہ کرے گا، اِس کو لکھ کر اپنے پاس رکھنا ہر مطلب کے لیے مفید ہے۔ اور اِس کو دھو کر اُس پانی سے مریض کو غسل دیا جائے تو وہ باذنِ پروردگارِ عالم صحت یاب ہوگا۔

اگر اِس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو جنات کے شر سے محفوظ رہے گا، اور لکھ کر سر کے نیچے رکھے تو جن و انس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (فوائد القرآن)

(تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین، انوار النجف)

نوٹ: تلاوت سے مراد ایسی تلاوت جو عقل و ضمیر کو بیدار کر دے جس میں غور و فکر اور عمل ہو

www.drhasanrizvi.com

حٰمٓ پارہ ۲٦

اٰیٰتُهَا ۳۵ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے جو سب ہی کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

حٰمٓ ۞ (۱) حا۔ میم

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ (۲) اس کتاب کا اُتارا جانا اللہ کی طرف سے ہے، جو بے حد زبردست طاقت والا، عزت والا (عزیز) اور دانائی کے ساتھ گہری حقیقتوں کے مطابق ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا (حکیم) ہے

★ "حامیم" کے الفاظ (حروف) بیان کرنے سے اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ اس قدر سادہ حروفِ تہجی سے قرآن جیسی اس قدر عظیم کتاب کا وجود میں لانا کتنا بڑا معجزہ ہے۔ (تفسیر نمونہ)

★ جب خدا کی شانِ قدرت یہ ہے کہ وہ حروفِ تہجی کے الفاظ استعمال فرما کر قرآن جیسی عظیم کتاب بنا دیتا ہے تو انسان جیسی عظیم مخلوق اگر قرآن پر عمل کرے، تو خدا اس کو کیا سے کیا بنا دے گا؟ (سبحان اللہ) (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ③

(۳) ہم نے آسمانوں اور زمین کو، اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں، برحق، بامقصد، بالکل ٹھیک ٹھیک سچی حقیقت کے طور پر، ایک مقررہ مدت تک کے لیے پیدا کیا ہے۔ اب جن لوگوں نے کفر و انکار کی راہ اختیار کی، وہ اُس حقیقت سے جس سے اُن کو خبردار کیا گیا ہے، منہ کو موڑے ہوئے ہیں۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ہم نے نہیں پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو، اُن کے درمیان کی چیزوں کو مگر حق بجانب۔" یعنی: ہم نے تمام کائنات کو بے مقصد، خواہ مخواہ، غلط طور پر نہیں پیدا کیا۔ (تفسیر تبیان)

★ خداوندِ عالم نے کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا، از خود، اتفاقاً پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اِس بات سے دہریت کا عقیدہ باطل کر دیا، اور روح اور مادّے کے قدیم ہونے کے تصوّر کو بھی رد کر دیا۔

★ خداوندِ عالم نے یہ فرما کر، کہ "ہم نے ہر چیز کو برحق (یعنی) بامقصد پیدا کیا ہے۔" اِس بات کی قطعاً تردید فرما دی کہ کائنات کی تخلیق کا کوئی مقصد نہیں۔ اِس طرح آخرت کو ثابت کر دیا۔ تاکہ لوگ خدا کی عبادت کریں۔ پھر ہر شخص کو آخرت میں اُس کے نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے۔ جناب سیّدہ فاطمہؑ نے اپنے خطبہ میں فرمایا:

"تمام تر حمد اُس خدا کے لیے ہے جس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا، اور اُس کا شکر خاص طور پر اِس بات پر ہے کہ اُس نے ہم پر وحی اور الہام فرما کر ہماری ہدایت فرمائی۔ خداوندِ عالم نے اِس کائنات کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا، اور اپنی مشیت سے اُس کو جاری فرمایا..... یہ سب کچھ اُس نے اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے نہیں پیدا کیا، اور نہ اُس کو اُن کو صورت دینے سے کوئی فائدہ حاصل کرنا مقصود تھا۔ بلکہ مقصد یہ تھا کہ اِس تخلیق سے اُس کی حکمت انسانوں پر ثابت ہو جائے اور اُن کو خدا کی اطاعت کی ترغیب و تنبیہ دے دی جائے۔ پھر اُس نے اپنی اطاعت پر اجر و ثواب اور نافرمانی پر اپنی سزا دینا مقرر فرمایا۔" (خطبہ جناب فاطمہ زہراؑ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ائْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۴

(۴) اُن سے کہہ دیجیے کہ کیا تم نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہ لوگ جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، تو اگر تم سچے ہو تو مجھے دکھاؤ کہ اُنھوں نے کونسی زمین پیدا کی؟ یا اُن کا آسمانوں (کی تخلیق و تدبیر) میں کیا حصّہ ہے؟ پچھلی کسی کتاب میں دکھا دو یا کسی علمی روایت، ذریعۂ علم یا کسی صاحبِ علم کا بیان ہی لے آؤ جس میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور نے کائنات کی کسی بھی چیز کی پیدائش کی ابتدا کی ہے، اگر تم سچے ہو۔ ؟

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "علمی آثار" (اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ) سے اوّلین مراد اوصیاء انبیاء کا علم ہے۔ (علم الاوصیاء الانبیاء) (تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے روایت فرمایا ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: "یہاں "کتاب" سے مراد توراۃ و انجیل ہیں۔ اور "علمی آثار" سے مراد انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا علم ہے۔" (تفسیر کبیر امام رازی)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "کوئی علمی روایت پیش کرو، اگر تم سچے ہو" یعنی پہلے کے کسی مستند صاحبِ علم کا بیان ہی پیش کرو جس میں بتایا گیا ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور نے بھی کائنات کی کسی چیز کو پیدا کیا ہے۔ (تفسیر جلالین فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا (۵) تو اُس سے زیادہ گمراہ ریا، بہکا ہوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر انھیں

یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ پکارے جو قیامت تک اُسے جواب

الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ تک نہ دے سکیں، بلکہ انھیں اُن کے

غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ پکارنے کی خبر تک نہ ہو۔

خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "جھوٹے خدا اُن کی پکار سے بےخبر ہیں۔" دنیا بھر میں جتنے مشرکین ہیں وہ تین قسم کے جھوٹے خداؤں کو پکارتے ہیں۔ (۱) بے روح، بے عقل مخلوقات یا بُت۔ وہ نہ سُن سکتے ہیں، نہ سمجھ سکتے ہیں اس لیے وہ بےخبر ہیں۔ (۲) بزرگ انسانوں کی ارواح، جو خود خدا کے عبادت گذار، اطاعت کرنے والے نیک لوگ تھے۔ لوگ اُن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں، خداوندِ عالم اُن کی آوازیں اُن بزرگوں تک نہیں پہنچنے دیتا اس لیے وہ اُن کی فریادوں سے بےخبر ہیں۔ اور پکار سننے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

(۳) تیسرے قسم کے جھوٹے خدا وہ ہیں جو خود خدائی کے دعوے کیا کرتے تھے۔ وہ جابر بادشاہ، امیر، سردار، وڈیرے حکمراں لوگ یا جھوٹے مذہبی پیشوا وغیرہ۔ وہ بھلا اُن فریاد کرنے والوں کی فریادیں کیا سُنیں گے جبکہ وہ خود خدا تعالےٰ کے ہاں گرفتارِ عذاب ہیں۔ اپنے کیے کی سخت سزائیں بھگت رہے ہیں۔ بھلا وہ اُن کی پکار کیسے سن سکتے ہیں۔

نتیجہ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جو واقعًا خدائے بزرگ و برتر کے نیک بندے ہیں، خداوندِ عالم اُن کو اُن لوگوں کی دعائیں اور وہ نیک اعمال کے تحفے پہنچا دیتا ہے جو دنیا کے لوگ اُن کے لیے انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح بُرے لوگوں کو وہ لعنتیں پہنچا دیتا ہے جو لوگ دنیا میں اُن پر بھیجتے ہیں تاکہ اُن کی تکلیفوں میں اور اضافہ ہو۔
★ غرض ثابت ہو گیا کہ مردے سنتے ہیں، احساس رکھتے ہیں۔ (تفہیم۔ تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ انوار النجف)

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا (۶) لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾

اور جب لوگ محشر میں جمع ہوں گے، تو وہ خود اپنے پکارنے والوں کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی بندگی تک سے انکار کر بیٹھیں گے۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا (۷) بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾

اب جب ان کے سامنے ہماری صاف صاف کھلی ہوئی دلیلیں، باتیں اور آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ حق کے انکاری ان سچی باتوں کے لیے کہتے ہیں کہ "یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔"[1]

★[1] "کافروں کا قرآن کو جادو کہنا" یہ بتا رہا ہے کہ قرآن کافروں کے نزدیک بھی ایک غیر معمولی چیز تھی یعنی خارقِ عادت تھی جسے جادو کے بجائے انھیں معجزہ کہنا چاہیے تھا۔ اصل میں ان کا قرآن کو جادو کہنا ایک طرح سے قرآن کو معجزہ ماننا ہے۔ (فصل الخطاب)

★ اصل میں قرآن مجید زبان اور بیان اس قدر شدید اور زبردست اثر رکھتا تھا کہ عرب خوب اچھی طرح سے سمجھ چکے تھے کہ یہ کلام کسی بشر کا نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ جاہلیتِ عرب کے بڑے بڑے مانے ہوئے شعراء نے تو کعبہ میں سورۂ کوثر کے نیچے یہ مصرعہ لکھ دیا تھا: "مَا هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ" (یہ کلام بشر کا نہیں ہو سکتا۔) (سیرت ابن ہشام، تاریخ طبری)

www.drhasanrizvi.com

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ (۸) کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اسے رسول
اِنِ افۡتَرَیۡتُهٗ فَلَا تَمۡلِکُوۡنَ نے خود گھڑ لیا ہے ؟ تو آپ کہہ دیجیے
لِیۡ مِنَ اللّٰهِ شَیۡـًٔا ؕ هُوَ اَعۡلَمُ کہ اگر میں نے اسے خود جھوٹ گھڑ لیا
بِمَا تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡهِ ؕ کَفٰی بِهٖ ہے تو تم مجھے اللہ کے مقابلے میں ذرا
شَهِیۡدًۢا بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَکُمۡ ؕ وَ بھی بچا نہیں سکتے۔ لیکن جو باتیں
هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۸﴾ تم قرآن کے بارے میں بناتے ہو انھیں اللہ

خوب جانتا ہے، وہی میرے اور تمھارے درمیان گواہی دینے کے لیے بہت کافی ہے اور وہ (اپنی اصلاح کر لینے والوں کو) بہت معاف کرنے والا بھی ہے، اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی

★ خداوند عالم کا جناب رسولِ خدا ص سے یہ کہلوانا کہ: "خدا میرے اور تمھارے درمیان گواہی دینے کے لیے بہت کافی ہے" اس کے معنی یہ ہیں کہ خداوندِ عالم کی طرف سے یہ بات ایک نہ ایک دن ثابت ہو کر رہے گی کہ رسولِ اکرم ص کا دعویٰ بالکل سچا ہے کہ ایک نہ ایک دن سب کو خدا کے سامنے حساب دینا ہے، اور یہ قرآن خدا ہی کا کلام ہے۔ (تبیان)

★ رہا یہ سوال کہ خدا تمھیں، مجھے (رسول ص کو) جھٹلانے کی سزا فوراً کیوں نہیں دیتا؟ تو وہ اس لیے ہے کہ خدا تمھیں موقع پر موقع اور مہلت پر مہلت دیے چلا جا رہا ہے تاکہ شاید تم خدا، رسول ص اور قرآن کے حق ہونے سے انکار سے باز آجاؤ عقل کا ناخن لو، اس طرح ہمیشہ ہمیشہ کی تباہی سے بچ جاؤ، تاکہ خدا تمھیں معاف فرما دے کیوں کہ وہ غفور و رحیم ہے۔
(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ ‎(۹)‎ ان سے کہہ دیجیے کہ میں کوئی انوکھا نرالا
الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ رسول تو نہیں ہوں، اور نہ مجھے یہ خبر ہے
بِي وَلَا بِكُمْ ۖ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے۔ میں
مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا تو صرف اُس پیغام کی پیروی کرتا ہوں
نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٩﴾ جو میری طرف وحی کے ذریعہ بھیجا جاتا
ہے۔ اور میں ایک صاف اور واضح طور پر بُرے کاموں کے بُرے انجام سے ڈرانے والے کے
سوا کچھ نہیں ہوں۔

★ آیت کا پیغام یہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ سے کہلوایا جارہا ہے کہ میری تعلیم کوئی نئی نرالی انوکھی تعلیم نہیں ہے۔ بنیادی طور پر میری تمام تعلیمات وہی ہیں جو تمام انبیاء کرامؑ ہمیشہ سے دیتے چلے آئے ہیں۔ میں پہلا رسولؐ نہیں ہوں، مجھ سے پہلے بھی انبیاء و مرسلین آتے رہے ہیں، اور تم اُن کی رسالت کو جانتے اور مانتے رہے ہو۔ (تبیان لقول ابن عباسؓ، ابن مجاہدؒ، قتادہؒ)

★ جب مجھ سے پہلے مجھ جیسے بہت سے انبیاء کرامؑ گزر چکے ہیں تو پھر تم میری رسالت کا انکار کس بنیاد پر کر رہے ہو۔؟ (تفسیر جلالین)

★ اور جناب رسولِ خداؐ سے یہ کہلوانا کہ "مجھے یہ خبر نہیں ہے کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے؟" یعنی: میںؐ ذاتی طور پر اپنے علم و قیاس سے کچھ نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ جو کچھ جانتا ہوں خدا کے دیے ہوئے علم سے جانتا ہوں۔

اب جو مشرکین کے ساتھ خود اپنے آپؐ کو بھی شریک کر لیا، تو یہ ایک کھلا ہوا اندازِ رواداری بھی ہے، اور انتہاء درجہ کی انکساری اور شانِ بندگی بھی۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ (۱۰) آپ اُن سے کہیئے کہ کیا کبھی تم نے یہ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بھی غور کیا ہے کہ اگر یہ (قرآن) اللہ
بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ ہی کی طرف سے ہوا، اور تم نے اُس کا انکار
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ کیا (تو تمہارا کیا حشر ہوگا؟) جبکہ بنی اسرائیل
فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ میں سے ایک گواہ نے ایک ایسے ہی پیغمبر
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰﴾ یا کلام کے آنے کی گواہی بھی دے دی ہے ع ۱

اور وہ گواہ ایمان بھی لے آیا ہے، مگر تم تکبر سے ہی کام لیتے رہے ہو۔ حقیقت یہ ہے اللہ تعالیٰ بے انصاف لوگوں کو ہدایت دے کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔

آیت کا استدلال | اِس آیت میں اسی قسم کا استدلال ہے جیسا کہ حضرت امام علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ایک منکرِ خدا سے فرمایا تھا، کہ اگر خدا نہ ہوا تو ہمیں وہاں خدا کے اقرار سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا اور اگر خدا موجود ہوا جبکہ تم اُس کے وجود و صفات کا انکار کر رہے ہو، تو پھر تم سوچ لو کہ تمہارا کیا حشر نشر ہوگا؟ (تفسیر جلالین)

بنی اسرائیل کے گواہ سے مراد | حضرت موسیٰؑ ہیں۔ (ابنِ جریر۔ معالم)

بعض مفسرین نے عبداللہ بن سلام کو مراد لیا ہے۔ حالاں کہ عبداللہ بن سلام نے تو مدینہ میں اسلام قبول کیا تھا، جبکہ یہ سورۃ مکی ہے۔

(تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

خداوند عالم کا قانونِ ہدایت

آخر میں خداوندِ عالم نے یہ فرماکر کہ "خدا بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں فرمایا کرتا۔" اپنے اس قانونِ ہدایت کا اعلان فرمایا ہے کہ جو لوگ انصاف کے ساتھ غور و فکر نہیں کرتے، تعصبات اور اپنے مفادات کی عینک چڑھائے رکھتے ہیں، تو خداوند تعالیٰ زبردستی اُن کو سیدھے راستے پر نہیں لگائے گا۔ ایسے لوگ ہمیشہ خدا کی توفیقات و ہدایات سے محروم رہتے ہیں۔ (تفسیر ماجدی۔ فصل الخطاب)

مدینہ میں یہودیوں کی کسی عید کا دن تھا، جناب رسولِ خدا ان کے کنیسہ (عبادت گاہ) میں تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ نے اُن کو مخاطب کرکے فرمایا: "اے قومِ یہود! تم اپنے بارہ آدمی میرے سامنے لاؤ جو خدا کی وحدانیت اور میری نبوّت کی گواہی دیں، اِس طرح خداوندِ کریم تمام دنیا کے یہودیوں سے اپنا غضب اُٹھالے گا۔"

سارے یہودی خاموش رہے۔ جناب رسولِ خداؐ نے یہی بات تین مرتبہ دہرائی، مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: "تم لوگوں نے حق بیان کرنے سے انکار کیا ہے جبکہ خداوندِ عالم نے مجھے "حاشر" اور "عاقب" (کے القاب سے توراۃ میں) یاد فرمایا ہے۔ چاہے تم ایمان لے آؤ یا تکذیب کرو"

یہ فرماکر آپؐ اُٹھے اور واپس جانے لگے۔ ابھی کنیسہ سے آپؐ نے صرف ایک قدم باہر نکالا تھا کہ ایک یہودی اُن میں آیا اور اُس نے آواز دی: "اے محمدؐ! ٹھہر جاؤ۔ پھر یہودیوں سے کہا: "تم مجھے کیسا آدمی پاتے ہو؟" سارے یہودیوں نے کہا: "خدا کی قسم ہمارے درمیان تم سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔"

اُس یہودی عالم نے کہا: "میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ یہ وہی پیغمبرؐ ہیں جن کا اکثر ذکر توراۃ و انجیل میں آچکا ہے۔"

یہ سنتے ہی سارے یہودیوں نے اُسے خوب جی بھر کے گالیاں دیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: "تم سب جھوٹے ہو، اقرار کے بعد تمہارا انکار قبول نہیں۔" (تفسیر مراغی جلد ۲۶)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۱۱) اور جن لوگوں نے قرآن کو ماننے سے

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ انکار کر دیا ہے، وہ ایمان داروں کے

خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَ بارے میں کہتے ہیں کہ اگر اس کتاب کو

اِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ مان لینا کوئی اچھی بات ہوتی تو یہ

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ ایمان دار لوگ اس کے ماننے میں ہم (جیسے

سمجھ دار اور بڑے لوگوں) سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ اب جبکہ اُنھوں نے اس کتاب سے ہدایت ہی نہیں پائی، اِس لیے اب یہ ضرور کہیں گے کہ: "یہ وہی پُرانا جھوٹ ہے۔

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى (۱۲) حالاں کہ اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما

اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ اور رحمت بن کر آچکی تھی، اور یہ قرآن اُس

مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا کی) تصدیق کرتا ہے، وہ بھی نہایت فصیح و بلیغ

لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ وَ ترین الفاظ دیا) عربی زبان میں، تاکہ ظالموں کو

بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ ڈرائے اور نیکوں کو خوشخبری دے۔

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول آیت ۱۱

یہ آیت حضرت ابوذر غفاری کے بارے میں اُتری ہے جب وہ مکّہ میں اسلام لائے تو کفارِ قریش نے کہا کہ اگر اسلام کوئی اچھی چیز ہوتا تو شہر کے بڑے بڑے امیر زادے اسلام قبول کر لیتے۔ رہے یہ صحرا کے رہنے والے کنگلے فقیر۔ تو ان کے اسلام لانے کی کوئی حقیقت قیمت نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ بے وقعت لوگ ہیں۔ اگر اسلام واقعی سچا دین ہوتا تو یہ معمولی لوگ ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ یہ طنز تھا حضرت ابوذرؓ غفاری پر جو صحرا نشین قبیلے کے فرد تھے۔ ان کے علاوہ صہیبؓ رومی، بلالؓ حبشی، عمارؓ یاسر بھی غریب و نادار لوگ تھے جو اسلام لائے تھے۔ پھر جب عبداللہ بن سلام جیسے علماء ایمان لائے تو ان باتوں سے قریش بُری طرح چڑنے لگے اور کہنے لگے کہ اگر اسلام کوئی اچھی چیز ہوتا تو یہ فقیر و نادار ہم سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔

(تفسیر قرطبی جلد ۹، مجمع البیان)

سے

رحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا ؟ تو غریب — آکے ہوتے ہیں جو مسجد میں صف آرا ؟ تو غریب

سجدہ کرتا ہے اگر کوئی ہمارا ؟ تو غریب — نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا ؟ تو غریب

اُمرا نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے

دیں ہمارا جو ہے قائم ؟ غربا کے دم سے

(جوابِ شکوہ از علامہ اقبال)

★ وہ دوسرا استدلال یہ پیش کرتے تھے کہ یہ قرآن پرانا جھوٹ ہے۔ وہ اسے نیا جھوٹ اس لیے نہیں کہہ سکتے تھے کہ تمام آسمانی کتابوں میں ہمیشہ سے یہی توحید، رسالت اور آخرت کا پیغام دیا جا رہا ہے اس لیے قرآن کو انھوں نے پرانا جھوٹ کہا۔ اُن کا مطلب یہ تھا کہ سارے سرپھرے انبیاء (معاذاللہ) یہی خرافات بکتے چلے آئے ہیں کہ خدا اکیلا (ایک) ہے۔ ہم اللہ کا پیغام سنانے آئے ہیں، اور ایک دن تمھیں اللہ کے سامنے اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہوگا۔ یہ سب پرانے گھڑے گھڑائے جھوٹ ہیں۔ (تفسیر کبیر، تفہیم، مجمع البیان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا (١٣) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اِس بات کے
اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا قائل ہیں کہ اللہ ہمارا پالنے والا مالک
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ ہے، اور پھر اِسی بات پر جمے بھی رہے،
يَحْزَنُوْنَ ﴿١٣﴾ اُن کے لیے نہ تو آئندہ کا کوئی خوف ہوگا اور
نہ انھیں اپنے ماضی پر کوئی افسوس ہوگا۔

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ (١٤) وہ تو جنّت کے سرسبز و شاداب گھنے باغوں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا میں رہنے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ اپنے اُن کاموں کے بدلے میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

کامیابی کی دو شرطیں (١) ایمان لانا (٢) پھر اُس پر قائم رہنا۔

★ اصل میں یہ اُن لوگوں کی تعریف کی جارہی ہے جو ہمیشہ حق پر ڈٹے رہتے ہیں، کبھی باطل سے نہیں دبتے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ کسی دور کے یزید کی بیعت نہیں کرتے۔ دنیا والے انھیں ضدی کہتے ہیں مگر قرآن اُن کی تعریف کر رہا ہے، اور اُن کے کردار کو مثالی حیثیت سے پیش کر رہا ہے۔ (فصل الخطاب)

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز ⁂ چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

موسیٰ و فرعون و شبیر و یزید
ایں دو قوت از حیات آمد پدید (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
(۱۵) اور ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے

اِحْسٰنًا ۭ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا
والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے (کیوں کہ)

وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ وَحَمْلُهٗ
اُسکی ماں نے تکلیف (پر تکلیف) اٹھا اٹھا کر اُسے اپنے

وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۭ
پیٹ میں رکھا اور پھر تکلیف اُٹھا کر اُسے جنا، اُس کے

حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ
پیٹ میں رہنے اور دودھ چھڑانے میں تیس (۳۰) مہینے

اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ
لگ گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ انسان جوانی کی پوری طاقت

اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
کو پہنچا اور اُس کی عمر چالیس (۴۰) سال تک پہنچ گئی

الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي
تو اُس نے دعا کی: ”اے میرے پالنے والے مالک! مجھے

وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
توفیق عطا فرما کر اس قابل کر دے کہ میں تیری

تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ
اُن نعمتوں اور احسانات کا شکر ادا کرتا رہوں جو تُو نے

ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّىْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ
مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائے، اور یہ کہ میں ایسا

اِنِّىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۵
اچھا کام کرتا رہوں جس سے تُو راضی ہو جائے

اور میری اولاد کو بھی نیک بنا دے، میں تجھ سے لو لگائے تیری ہی طرف

www.drhasanrizvi.com

پوری توجہ کیے ہوئے ہوں (یا) میں تیرے سامنے (اپنی کوتاہیوں پر) توبہ کرتا ہوں۔ اور میں تیرے سامنے سرِ تسلیم و اطاعت جھکائے ہوئے ہوں۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین علیہم السلام کے حوالوں سے روایت فرمایا ہے کہ:

(امام حسینؑ کی ولادت)

"جب حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی والدۂ ماجدہ طاہرہ جناب فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا کے حمل میں تھے تو جبرئیل نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا کہ عنقریب جو بچہ جناب فاطمہ زہراء ؑ کے ہاں تولد ہوگا، آپؐ کی امت اُسے قتل کردے گی۔"

اسی بناء پر جناب سیدہ طاہرہ ؑ کو رنج ہوا۔ اسی لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر جبرئیل، جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ خوشخبری لائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپؐ پر سلام بھیجتا ہے اور یہ خوشخبری دیتا ہے کہ وہ اِس بچے (امام حسینؑ) کی اولاد میں امامت، ولایت اور وجاہت کو قرار دے گا۔"

(امام حسینؑ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا)

اِس پر جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں راضی ہوں۔"

پھر جب جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر جناب فاطمہ زہراء صلوات اللہ علیہا کو سُنائی تو وہ بھی راضی ہوگئیں۔" اور امام حسینؑ نے کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔ حضور اکرمؐ اپنا انگوٹھا اُن کے منھ میں دیدیتے تھے جس سے دودھ جاری ہوتا تھا، اور وہی اُن کی غذا تھی۔ لہٰذا اُن کا گوشت اور خون پیغمبر اکرمؐ کے خون سے بنے۔ (تفسیر انوار النجف ص ۴۲)

★ یہ آیت امام حسین علیہ السلام کی دعا قرار پائی۔

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: اگر امام حسینؑ نے "اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ" (میری اولاد میں کچھ کی اصلاح فرمادے) کے بجائے "اَصْلِحْ لِیْ ذُرِّیَّتِیْ" (میری پوری

www.drhasanrizvi.com

اولاد کی اصلاح فرمادے) فرمایا ہوتا تو آپؑ کی ساری کی ساری اولاد "امام" ہوتی۔
نیز یہ کہ سوا حضرت یحییٰ علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے کوئی بچہ چھ ماہ کا پیدا ہوکر زندہ نہیں رہا۔
(تفسیر صافی ص ۲/۶۳ بحوالہ کافی)

★ محققین نے لکھا: کیوں کہ حمل اور دودھ بڑھائی کی مدت یہاں تیس۳۰ مہینے بتائی گئی ہے۔
اور دوسری جگہ قرآن مجید میں خود دودھ بڑھائی کی مدت "حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ" (پورے دو سال) بتائے ہیں۔ اب اگر تیس۳۰ مہینوں میں سے دو سال کے چوبیس۲۴ مہینے نکال دیے جائیں تو صرف چھ مہینے بچتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی رو سے کم سے کم مدت حمل چھ مہینے ہے۔
(تفسیر تبیان، انوار النجف)

نتائج و تعلیمات

(۱) ماں کا حق باپ کے حق سے زیادہ ہے۔ کیوں کہ ماں بچے کے لیے باپ سے کہیں زیادہ تکلیفیں برداشت کرتی ہے۔ اسی لیے روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ "خدا کے بعد مجھ پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے"؟
آپؐ نے فرمایا: "اُمُّكَ" "تیری ماں کا۔" انھوں نے پھر دریافت کیا کہ: "پھر کس کا؟"
آپؐ نے فرمایا: "اُمُّكَ" "تیری ماں کا۔" انھوں نے پھر دریافت کیا کہ: "پھر کس کا؟"
آپؐ نے فرمایا: "اُمُّكَ": "تیری ماں کا۔"
جب چوتھی مرتبہ بھی یہی دریافت کیا گیا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: "اَبُوْكَ" (اب تیرے باپ کا حق ہے۔)
(بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد۔ ادب المفرد، تفسیر کبیر تفسیر مجمع البیان: تفسیر روح المعانی جلد ۲۶) ۔ اور اصول کافی)

(۲) دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ بچہ استقرار حمل کے بعد چھ مہینے میں بھی پیدا ہوسکتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ (۱۶) اِسی طرح کے لوگوں سے ہم اُن کے
عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا اچھے اچھے کام، جو اُنھوں نے کیے ہیں،
وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ قبول کریں گے، اور اُن کی غلطیوں کو
فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعْدَ معاف کردیں گے۔ وہ جنّتی لوگوں
الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا میں شامل ہوں گے، اُس سچے وعدے
يُوعَدُونَ ﴿۱۶﴾ (کی بنا پر) جس کا اُن سے وعدہ
کیا جاچکا تھا۔

★ خداوندِ عالم کا مومن کے لیے یہ فرمانا کہ: "اور اُن کی غلطیوں کو معاف کردیں گے"۔
اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ خداوندِ عالم کے اِن الفاظ سے خارجیوں کا یہ عقیدہ باطل ہوگیا کہ: "مومن وہ ہوتا ہے جو گناہ نہیں کرتا"۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

خلوصِ عمل کا اجر

مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کی یہ دعا، یا یہ آرزو تھی (۱) اُنھوں نے جو دنیا میں اچھے کام کیے ہوں گے اُن میں ہر کام کا اجر ہم وہ دیں گے جو اُن کا سب سے بہترین عمل ہوگا، یعنی، اُن کے گھٹیا عمل کا بدلہ بھی سب سے بڑھیا عمل کے برابر دیں گے۔ (۲) دوسرا کام ہم یہ کریں گے کہ اُن کی لغزشوں، گناہوں، کمزوریوں، خطاؤں پر اُنھیں نہیں پکڑیں گے، یہ بالکل اُسی طرح سے ہے جیسے کوئی سخی شریف آقا اپنے خادموں کی چھوٹی چھوٹی خطاؤں کو اِس لیے نظر انداز کردیتا ہے کہ اُنھوں نے کوئی بڑا کارنامہ کیا ہوتا ہے۔ (۳) یہ کہ ہم اُن کو ہر حال میں جنّت والوں میں قرار دیں گے اِس کو کہتے ہیں قدردانی، اور ہمارا مالک سخی کریم ہے کہ مخلص خادموں کی کس قدر عزّت افزائی اور قدردانی فرمارہا ہے۔
(تفسیر مجمع البیان، انوار النجف۔ تفہیم۔ تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

خدائے کریم کے شاکر بندوں کے لیے عطائیں

(۱) خداوندِ کریم و رحیم نے ارشاد فرمایا: "ہم اُن کے بہترین اعمال قبول فرماتے ہیں۔"

یعنی اُن کے اعمال کی قبولیت کی ضمانت دی جارہی ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "وہ عمل چھوٹا عمل نہیں ہوسکتا جس کو خدائے بزرگ و برتر کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل ہوجائے۔" (الحدیث النبوی)

(۲) دوسرے یہ کہ ایسے لوگوں کے دوسرے، تیسرے، چوتھے درجے کے نیک اعمال کا ثواب بھی اُن کے اوّل درجے کے بہترین اعمال کے برابر دیا جائے گا۔ یعنی اُن کے کم درجے کے نیک اعمال کو بلند و برتر Upgrade کردیا جائے گا۔

(۳) ایسے لوگ اصحابِ جنّت میں سے ہوں گے۔

(۴) اور یہ بات یقینی طور پر ہوگی، کیوں کہ اُن کے لیے تاکیداً فرمایا: "اُن سے یہ کیا جانے والا وعدہ سچا وعدہ ہے۔"

(۵) اُن کے گناہوں کو معاف کردیا جائے گا۔ کیوں کہ خود فرمایا: "ہم اُن کے گناہوں سے درگذر کریں گے۔"

اب اس کے بعد کیا نعمت اور کونسی کامیابی باقی رہ گئی؟

ؔ مقامِ ہمسفروں سے ہو اس قدر آگے ٭ کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں تجھ کو
(اقبالؔ)

★ اِس سے ثابت ہوا کہ دین و ایمان کا حاصل جذبۂ شکر ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کی نعمتوں میں مسلسل اضافہ ہی ہوتا چلا جائے اور کبھی کمی نہ ہو، اُس کو چاہیئے کہ وہ خداوندِ عالم کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر بجالاتا رہے۔" (الحدیث نبوی)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

"عبادتیں تین قسم کی ہیں: (۱) اِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰہَ رَغْبَۃً فَتِلْکَ عِبَادَۃُ التُّجَّارِ" (ایک جماعت نے اللہ کی عبادت ثواب کی رغبت اور اُمید میں کی، یہ تاجروں جیسی عبادت ہے۔)

(۲) "وَاِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰہَ رَھْبَۃً فَتِلْکَ عِبَادَۃُ الْعَبِیْدِ" (اور ایک گروہ نے اللہ کی عبادت عذاب کے خوف سے کی، یہ غلاموں جیسی عبادت ہے)

(۳) "وَاِنَّ قَوْمًا عَبَدُوا اللّٰہَ شُکْرًا فَتِلْکَ عِبَادَۃُ الْاَحْرَارِ" (اور ایک جماعت نے اللہ کی عبادت از راہِ شکر گذاری کی، یہ (البتہ) آزاد (اور شریف) لوگوں جیسی عبادت ہے)

"وَتِلْکَ اَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ" (اور یہ سب سے افضل عبادت ہے۔)

(تحف العقول - الکافی - بلاغۃ الحسین ؑ ص ۲۳۳)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مناجات میں عرض کیا

"مالک! میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے نہیں کرتا، نہ تیری عبادت جنت کے لالچ میں کرتا ہوں بلکہ میں تیری عبادت صرف اس لیے کرتا ہوں کہ "اَنْتَ اَھْلٌ لِلْعِبَادَۃِ" (تو عبادت کے لائق ہے)

(نہج البلاغہ)

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کھانا کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا ثواب ایسا ہے جیسے اللہ کے لیے روزہ رکھنے کا ثواب۔"

صاحبِ عافیت کا عافیت پر شکر ادا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مبتلائے بلا ہو اور اس پر صبر کرے، اور مالدار کا شکر ادا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی حالتِ فقر میں قانع رہا ہو۔"

(روح الحیات علامہ مجلسی رح)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"بندے کو ہر نعمت پر زبان سے الحمدللہ کہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ اگر دولت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرنا یہ ہے کہ ضرورت مندوں کی مدد کرے ... الخ (روح الحیات) ص ۲۶۳

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ (۱۷)	اور وہ شخص جس نے اپنے والدین سے
اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیْۤ	کہا: اُف کیا مصیبت ہے، میں تم
اَنْ اُخْرَجَ وَ قَدْ خَلَتِ	لوگوں سے تنگ آچکا ہوں، کیا تم مجھے
الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ ۚ وَ هُمَا	یہ خوف دلاتے ہو کہ میں (موت کے بعد
یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ وَیْلَكَ	پھر قبر سے) نکالا جاؤں گا، حالانکہ بہت سی
اٰمِنْ ۖۗ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ	نسلیں تو مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں،
فَیَقُوْلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ	(اور ان میں سے تو کوئی قبروں سے نہیں نکالا گیا
الْاَوَّلِیْنَ (۱۷)	یہ سن کر) ماں باپ دونوں اللہ

سے فریاد کرتے رہے "ارے بدنصیب! بُرا ہو تیرا، ایمان لے آ، حقیقتوں کو مان لے۔ واقعاً اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے۔" مگر وہ (بدبخت) یہی بکتا رہا: "یہ کچھ نہیں ہے، مگر صرف پُرانے (لوگوں کے) قصے کہانیاں ہیں"

"اُفٍّ" ناگواری کی شکل میں سب سے چھوٹا لفظ "اُف" بولا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس لفظ کو بھی ماں باپ کے سامنے بولنا حرام کر دیا۔ نیز فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

www.drhasanrizvi.com

سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر اُف سے بھی کوئی چھوٹا لفظ ناگواری کے اظہار کے لیے ہوتا تو خداوندِ بزرگ و برتر اُس کو بھی (والدین کے بارے میں) حرام قرار دیتا۔"
(الحدیث)

★ اِس سے خداوندِ عالم کی بارگاہ میں ماں باپ کا مقام اور احترام کی حد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے گویا خداوندِ تعالیٰ نے ماں باپ کے سامنے ادنیٰ سے ادنیٰ تنگدلی کے اظہار کو بھی منع فرمایا ہے۔
(تفسیر ماجدی)

★ عربی میں "اُف" کا لفظ جی گھٹنے اور تنگدل ہونے کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے۔
(لغات القرآن نعمانی، بقول ثعلب اور اصمعی)

بنی اُمیّہ کی تحریف

"امیر معاویہ نے اپنے مدینے کے گورنر کو خط لکھا کہ لوگوں سے میرے بیٹے یزید کے لیے بیعت لو۔" جب یہ خط ملا تو مروان نے سارے اہلِ مدینہ کو جمع کیا اور امیر معاویہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ حضرت عبدالرحمن ابنِ ابوبکر بھی تشریف فرما تھے۔ انھوں نے بلند آواز میں فرمایا کہ معاویہ کا یہ کام ہرقل اور کسریٰ (روم اور ایران کے بادشاہوں کا لقب ہے) بادشاہوں جیسا ہے۔ وہ لوگ بھی اپنے بیٹوں ہی کو اپنا جانشین بناتے تھے، چاہے وہ کتنے ہی نااہل کیوں نہ ہوں۔

یہ سن کر مروان نے غصّے میں چلّا کر عبدالرحمن بن ابوبکر سے کہا: "خاموش رہ۔ تو وہی ہے جس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت اُتری ہے۔ پھر اُس نے اِسی آیت کو پڑھا: یعنی: "جو شخص اپنے ماں باپ سے کہتا ہے کہ اُف کیا مصیبت ہے میں تم دونوں سے تنگ آچکا ہوں۔"

حضرت عائشہؓ (اُم المومنین) نے مروان سے خطاب کر کے فرمایا: "تو جھوٹا ہے، میں خوب جانتی ہوں کہ یہ آیت کس کی شان میں اُتری تھی۔ اگر تو کہے تو اُس کا نام و نسب بھی بتا دوں؟ البتہ یہ سن لے کہ خدا و رسولؐ نے تیرے باپ پر اُس وقت لعنت کی تھی جب تو اُس کی پشت میں تھا۔ یہ تو دراصل خدا و رسولؐ کی لعنت تجھ پر ہے۔"
(تفسیر روح الجنان ابوالفتوح رازی جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۹۔ تفسیر قرطبی جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۱)

www.drhasanrizvi.com

★ یاد رہے کہ حضرت عائشہؓ کا اشارہ قرآن کی اُس آیت کی طرف تھا جس میں بنی اُمیّہ کو "شجرِ ملعون" فرمایا گیا ہے۔ "وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ"... الخ)
(القرآن - سورۃ بنی اسرائیل آیت ٦٠ پارہ ١۵)

★ یاد رہے کہ مروان، حکم کا بیٹا تھا۔ ابی العاص کا پوتا تھا اور اُمیّہ کا پڑپوتا تھا۔
(تفسیر نمونہ)

★ گویا بنی اُمیّہ کا چشم و چراغ تھا۔
(مؤلف)

شانِ نزولِ آیت ١٧

اِس آیت کی شانِ نزول مستند طریقے سے نہیں آئی ہے صرف نقلِ منقول کی حیثیت سے عبدالرحمٰن ابنِ ابوبکر کا نام آیا ہے۔ کیوں کہ کتبِ تاریخ میں لکھا ہے کہ جب عبدالرحمٰن ابنِ ابوبکرؓ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کردیا' تو امیر معاویہ نے کہا کہ اُس کے بارے میں تو یہ آیت اُتری ہے۔ (پھر اِسی آیت کو پڑھا)

اِس پر جناب عائشہؓ نے انکار کردیا' اور فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ یہ آیت دوسرے شخص کے بارے میں اُتری ہے، عبدالرحمٰن ابنِ ابی بکرؓ کے بارے میں نہیں اُتری ہے۔

بہر حال آیت کا مضمون بھی کسی خاص نام سے نہیں آیا ہے' نہ کسی خاص آدمی کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔ اب جو شخص بھی ایسا ہوگا' آیت اُسی پر چسپاں ہوجائے گی۔
(فصل الخطاب - مجمع البیان)

★ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ مجیدہ میں والدین سے نیکی کرنے کا حکم دیا ہے اور والدہ کے خصوصی حق کا الگ تذکرہ فرمایا ہے۔ گویا والدہ کے حق میں زیادہ تاکید فرمائی ہے پس اولاد پر واجب ہے کہ اپنے والدین کے حقوق کے پیشِ نظر اُن کی کما حقّہٗ، خدمت بجالائیں جب انسان اپنی جوان اولاد کے ذریعہ سے اپنے والدین کے حقوق کو عملی طور پر سمجھنے کے قابل ہوتا ہے تو اپنے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنے پروردگار سے توفیق کا طالب ہوتا ہے جس کا ذکر آیتِ مجیدہ میں فرمایا گیا ہے:... الخ
(انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ (۱۸) یہی وہ لوگ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ
الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ صادر ہو چکا ہے۔ اُن سے پہلے اور انسانوں کے
مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ إِنَّهُمْ جو اِس قسم کے، گروہ گذر چکے ہیں اُنہیں
كَانُوا خَاسِرِينَ ⑱ گروہوں میں یہ لوگ بھی شامل کر دیے گئے
حقیقتاً یہ سخت نقصان اُٹھانے والے لوگ ہیں۔
وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِّمَّا عَمِلُوا (۱۹) ہر ایک کو جو اُنھوں نے عمل کیے ہیں،
وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ اُسی لحاظ سے (الگ الگ) درجے حاصل
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ⑲ ہوں گے۔ اور یہ اس لیے ہوگا تاکہ اُنھیں اُن کے
اعمال کا پورا پورا بدلہ مل جائے اور اُن پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

آیت ۱۸: فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے آنے (اور معذّب قسم کے لوگوں) کی علامت یہ ہے کہ وہ لوگ نجوم پر یقین رکھتے ہوں گے اور خداوندِ عالم کی قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔ حقیقی علم مٹ جائے گا، اور جہالت کا غلبہ ہوگا، خمر (شراب) نوشی اور زناکاری عام ہوگی۔ مرد کم، اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں پر صرف ایک مرد ہوگا۔ (یعنی جیسے بکریوں کے ریوڑ میں ایک بکرا ہوتا ہے)
(الکافی)

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ (۲۰) اور جس دن یہ حق کے انکاری کافر

كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ لوگ آگ کے سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے کہا

طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ جائے گا) تم اپنے حصے کی سب دولت اور

الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا نعمتیں اپنی دنیا کی زندگی ہی میں ختم کر چکے

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ اور تم نے ان سے خوب فائدہ اٹھالیا۔ اب

الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ آج تمھیں ذلت کے عذاب کی سزا ملے

فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ گی۔ اس وجہ سے کہ تم دنیا میں ناحق تکبر

ع ۲ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝۲۰ کیا کرتے تھے، اور اس لیے بھی کہ تم نافرمانی

کے برے برے کام بھی کیا کرتے تھے۔

دنیا میں مزے اُڑانے والے

خداوندِ عالم کا فرمانا: "تم نے اپنے حصے کی نعمتوں سے خوب خوب فائدہ اور مزہ اُٹھالیا"۔

عربی میں "اِسْتِمْتَاعُ" کا لفظ لذت اُٹھانے اور مزہ لینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لذت اٹھانا گناہ نہیں ہوتا، لیکن یہاں وہ لذتیں مراد ہیں جو خدائے تعالیٰ اور آخرت کو بھلانے کی وجہ سے حرام چیزوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے خداوندِ بزرگ و برتر اور آخرت کو بھلا کر حرام لذتوں سے جی بھر کے مزہ لیا

www.drhasanrizvi.com

حلال و حرام کا کوئی فرق باقی نہ رکھا۔ اب اُس مزے کا اصل مزہ چکھو جو تمھیں ذلیل کرنے والی سزا سے ملے گا۔ اصل میں یہ لطیف طنز ہے۔

★..... (تفسیرِ صافی)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے سامنے کھجور اور گھی ملا ہوا حلوہ پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اُس کو کھانے سے انکار فرما دیا۔ دریافت کیا گیا کہ: کیا یہ حرام ہے"؟

آپؐ نے فرمایا: "نہیں۔ لیکن میں نے اِس بات کو پسند نہیں کیا کہ کہیں میرا نفس اِس کا شوقین (عادی) نہ ہو جائے۔" پھر آنحضرتؐ نے اِسی آیت کو تلاوت فرمایا۔

★..... (المحاسن)

★ محقّقین نے اِس آیت سے نتیجہ نکالا کہ (۱) لذّاتِ دنیا میں کھو جانا غفلت اور خداوندِ عالم سے دوری کا سبب ہوتا ہے، اور یہ سب سے بڑا خطرہ ہے۔

★..... (مرشد تھانوی)

★ ایک دفعہ حضرت عمر نے حضورِ اکرمؐ کو کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپؐ کے بدن کا کچھ حصّہ مٹّی پر تھا اور سرِ اقدس کے نیچے کھجور کے کچھ پتّے تھے۔ حضرت عمر نے عرض کی: آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں، قیصر و کسریٰ (روم و عجم کے بادشاہ) تو سونے کے تختوں اور ریشمی بستروں پر سوئیں اور آپؐ کی یہ حالتِ زار ہے؟ حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "وہ ایسے لوگ ہیں جن کے طیّبات (نعمتیں) اِسی دنیا میں دے دیے گئے جو جلد ختم ہو جائیں گے، جبکہ خداوندِ تعالیٰ نے ہمارے طیّبات (نعمتوں) کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے۔

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۸)

★ ایک دفعہ حضرت امام علی علیہ السّلام نے بھُنی ہوئی کلیجی اور نرم روٹی کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضرت امام حسینؑ نے کلیجی بھُنوا کر نرم روٹی پکوائی اور آں حضرتؑ کی خدمت میں پیش کی۔ اتنے میں ایک سائل نے دروازے پر دستک دی۔ حضرت امام علیؑ نے حکم دیا کہ یہ سارا کھانا سائل کو دے دیا جائے، مبادا ایسا نہ ہو کہ کل روزِ قیامت ہم اپنا نامۂ اعمال پڑھیں تو اُس میں لکھا ہو: "اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ..." الخ (تم اپنی طیّبات کے مزے دنیا ہی میں حاصل کر چکے۔") (سفینۃ البحار جلد ۲ مادّہ کبد)

www.drhasanrizvi.com

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾

(۲۱) اور اُنھیں عاد کے بھائی (ہُود) کا ذرا قصّہ تو سناؤ جبکہ اُس نے احقاف میں اپنی قوم کو بُرے انجام سے ڈرایا تھا جبکہ بہت سے ایسے خبردار کرنے والے (رسول) اُن سے پہلے بھی گذر چکے تھے اور ان کے بعد (یہی پیغام لے کر) آئے کہ: "اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ میں تمھارے لیے ایک بڑے سخت دن کی سزا سے ڈرتا ہوں۔"

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾

(۲۲) اُنھوں نے کہا: "اچھا تو کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے ہٹادے؟ تو لے آ ہم وہ (عذاب) جس سے تو ڈراتا دھمکاتا ہے اگر تو (ہی) سچا ہے۔"

"احقاف" "حقف" کی جمع ہے۔ عربی میں حُقف ایسے ریتیلے مستطیل اور اونچے میدان کو کہتے ہیں جس کے اونچے نیچے ٹیلے ہوں۔ (تیز معانی۔ مفردات القرآن راغب)

www.drhasanrizvi.com

★ "اَحقاف" سے یہاں مراد قومِ عاد کا علاقہ ہے جو شقوق سے اجفر تک چار منزلوں میں پھیلا ہوا تھا۔ خداوندِ عالم نے حضرت ہودؑ پیغمبر کو یہاں بھیجا۔ مگر لوگوں نے دولتمند ہونے کی وجہ سے اُن کی ایک نہ سنی۔ خداوندِ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر سات سال کے لیے بارش کو روک دیا جس سے قحط پڑ گیا۔ مگر وہ پھر بھی نہ مانے۔ آخر کار اُن کے تمام شہروں سے برکت اُٹھ گئی۔

حضرت ہودؑ نے لاکھ سمجھایا، ڈرایا کہ اب تو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو، ہوش میں آجاؤ، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف لوٹ آؤ۔ مگر اُنھوں نے ایک نہ سُنی۔

آخر کار خداوندِ عالم نے حضرت ہودؑ کو وحی فرمائی کہ اب ان پر ہوا کے ذریعہ بُرا عذاب آئے گا۔ کچھ دیر بعد بادل اُمڈ آئے۔ پوری قوم ناچنے گانے لگی۔ مگر اُن بادلوں سے بارانِ رحمت کے بجائے خوب خوب آگ برسی۔ اس سے قبل حضرت ہودؑ مومنین کو لے کر وہاں سے محفوظ مقام پر چلے گئے تھے۔ ہوا نے اُن منکروں کی لاشیں پہلے مٹی میں دبائیں۔ پھر مٹی بنا کر لاشوں کو سمندر میں پھینک دیا۔

(تفسیر قمی۔ تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ۔ تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر انوار النجف)

حضرت ہودؑ کا پیغام

(۱) حضرت ہودؑ کا پیغام "لَا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ" تھا یعنی : (اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔ یعنی : عاجزانہ اطاعت نہ کرو۔ یہ خالص توحید کا پیغام ہے۔

(۲) پھر فرمایا: "میں تمہارے بارے میں ایک بڑے دن کی سزا سے ڈرتا ہوں"۔ گویا قیامت کے دن سے ڈرایا جارہا ہے۔ مگر قوم نے کہا: "کیا تو اس لیے آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دے"؟

(۳) حضرت ہودؑ نے لاکھ سمجھایا کہ اب تو خدا سے معافی مانگ لو اور اُس کی طرف (اطاعت کی طرف) لوٹ آؤ۔ (القرآن سورۃ ہود آیت ۵۲ پ ۱۲)

www.drhasanrizvi.com

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ
وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ
وَ لٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا
تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

(۲۳) ہودؑ نے فرمایا: "اُس (عذاب کے آنے) کا علم تو بس اللہ ہی کو ہے، میں تو بس تم تک اُس کا پیغام کو پہنچا رہا ہوں جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے، مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جہالت سے کام لے رہے ہو۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ
اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا
عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ
مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ
فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۴﴾

(۲۴) پھر جب اُنھوں نے (عذاب کو) ایک بادل کی صورت میں اپنی وادیوں کی طرف آتا دیکھا، تو کہنے لگے: "آہا ہا! یہ تو بادل ہے جو ہم پر خوب پانی برسائے گا۔" نہیں، بلکہ یہ وہی چیز ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ ایک ہوا ہے جس میں بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا ہے۔

تُدَمِّرُ كُلَّ شَیْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا

(۲۵) جو اپنے مالک کے حکم سے ہر چیز کو تباہ و برباد

www.drhasanrizvi.com

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

کر کے رکھ دے گی، پھر اُن کا حال یہ ہو گیا کہ اُن کے مکانات کے سوا وہاں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ اسی طرح ہم مجرم گناہگاروں کو سزا دیا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ڮ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ

(۲۶) جبکہ ہم نے اُنھیں ایسی حکومت یا اقتدار دیا تھا جو تمھیں نہیں دیا۔ پھر اُن کو ہم نے (سننے والے) کان (دیکھنے والی) آنکھیں اور (سوچنے سمجھنے والا) دل و دماغ بھی دیا تھا، مگر نہ تو اُن کے کانوں نے اُنھیں کوئی فائدہ پہنچایا اور نہ اُن کی آنکھیں اور دل اُن کے کچھ کام آئے، کیوں کہ وہ اللہ کی دلیلوں، حقیقتوں، نشانیوں

ع ۴ ۳

مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۲۶﴾

اور آیتوں کا جان بوجھ کر انکار کرتے تھے پھر انھیں اُسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے ۔

وَلَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى وَصَرَّفۡنَا الۡاٰيٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۷﴾

(۲۷) اور (اِسی طرح) ہم نے تمھارے چاروں طرف کی بستیوں کو بھی ہلاک و برباد کیا (پہلے) ہم نے اپنی دلیلیں اور آیتیں بھیج بھیج کر طرح طرح سے اُن کو سمجھایا "تاکہ شاید وہ اپنی (بُری حرکتوں سے) پلٹ آئیں ۔

فَلَوۡلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قُرۡبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلۡ ضَلُّوۡا عَنۡهُمۡ ۚ وَذٰلِكَ اِفۡكُهُمۡ وَمَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۸﴾

(۲۸) پھر کیوں نہ اُن جھوٹے خداؤں نے اُن کی مدد کی جنھیں اُنھوں نے اللہ کے قُرب کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اپنا خدا بنا رکھا تھا؟ بلکہ وہ تو اُن کے پاس سے غائب ہوگئے اور یہ محض اُن کی گھڑی ہوئی بات تھی

٭ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہماری شفاعت، بغیر خداوندِ عالم کی اطاعت کے تم تک نہیں پہنچ سکتی ۔" (اصول کافی) یعنی: ہم خدا کی اجازت سے قرآن کی شفاعت کر سکتے ہیں جو اللہ کی اطاعت

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا (۲۹) اور جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو
مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ آپؐ کی طرف موڑ کر لے آئے جو قرآن کو
الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ بڑے غور سے سن رہے تھے۔ جب وہ
قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ اُس جگہ پہنچے (جہاں آپؐ قرآن پڑھ رہے تھے)
وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ تو انھوں نے آپس میں کہا: "خاموش سنتے رہو"۔
پھر جب آپؐ قرآن پڑھ چکے، تب وہ اپنی قوم کی طرف پلٹے، خبردار کرنے والے بن کر۔
قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا (۳۰) وہ کہنے لگے: "اے ہماری قوم والو!
كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ہم نے ایک کتاب سنی ہے، جو موسیٰ کے بعد
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ اُتاری گئی ہے، جو تصدیق کرنے والی ہے
يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی۔ وہ
طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ ہدایت کرتی ہے، حق کی طرف اور سیدھے راستے کی طرف
يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ (۳۱) اے ہماری قوم والو! اللہ کی طرف
بلانے والے کی دعوت کو قبول کرلو،

www.drhasanrizvi.com

وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ (۳۱) اور اُن کو دل سے مان لو (اس کے
ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ نتیجے میں) اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳۱ اور تمھیں سخت تکلیف دینے والی سزا سے
پناہ دے کر بچا لے گا۔

وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ (۳۲) اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانے والے کی
اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي بات نہ مانے گا تو وہ دنیا میں بھی اللہ
الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ کے قبضے سے باہر نہیں نکل سکتا
دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ (یا) وہ نہ دنیا میں اتنی طاقت رکھتا ہے
ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۲ کہ خدا کو بے بس کر دے، اور نہ اُس کے
ایسے کوئی حالی موالی دوست، حامی یا سرپرست ہوں گے جو اُسے اللہ (کی پکڑ) سے
بچا لیں۔ ایسے لوگ تو کھلی ہوئی واضح گمراہی میں پڑے ہیں۔"

قرآن اور حضور اکرمؐ جنوں کے لیے بھی ذریعۂ ہدایت ہیں

ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ یہ جنات حضرت موسیٰؑ اور آسمانی کتابوں کو پہلے سے مانتے تھے، اسی لیے قرآن کے سننے کے بعد اُن کو یہ محسوس ہوا کہ یہ وہی تعلیم ہے جو پچھلے انبیاءؑ کرام دیتے چلے آ رہے ہیں اسی لیے وہ قرآن اور ہمارے رسولؐ پر ایمان لے آئے

www.drhasanrizvi.com

دوسری شانِ نزول

یہ لکھی ہے کہ، اور یہ ممکن ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہوا ہو کہ ایک دفعہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے طائف کے بازارِ عکاظ میں تشریف لے گئے۔ زید بن حارثہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ جب وہاں کسی نے آنحضرتؐ کی دعوت قبول نہ کی تو مکہ کی طرف واپس ہوئے۔ جب وادیٔ مجنّہ میں پہنچے تو آپؐ نے نمازِ تہجد پڑھی۔ تو جنّوں کا ایک گروہ آپؐ کے پاس سے گذر رہا تھا، اُنھوں نے جب قرأت قرآن کی آواز سُنی تو قیام کیا اور قرأت سننے میں مصروف ہو گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ خاموشی سے غور اور توجہ کے ساتھ سنو۔ یہ سُن کر وہ بہت متاثر ہوئے۔ جب آنحضرتؐ نے قرأت ختم کی، تو وہ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ جا کر اُن کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ سب حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور آپؐ نے اُن کو اسلام کے احکامات تعلیم فرمائے۔ پھر سورۂ جن نازل ہوا اور آنحضرتؐ نے اُن پر ایک والی بھی مقرر فرمایا، اور وہ وقتاً فوقتاً حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل بھی دریافت کیا کرتے تھے۔ پھر آں حضرتؐ نے اُن کی تعلیم حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کے سپرد فرمائی۔ پس جنّوں میں بھی مسلمان، مومن، یہودی، نصرانی، مجوسی وغیرہ ہر قسم کے افراد ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ سب جانّ کی اولاد ہیں۔ اِس بات سے صاف ظاہر ہے کہ حضورِ اکرمؐ جس طرح انسانوں کے نبیؐ تھے اسی طرح جنّوں کے بھی نبیؐ تھے۔ لہٰذا آں حضرتؐ کے بعد آپؐ کا قائم مقام وجانشین وہی ہو سکتا ہے جو انسانوں اور جنّوں دونوں کو اسلامی مسائل سے مطمئن کر سکے۔★ (تفسیرِ نور الثقلین جلد ۵۔ تفسیر علی ابنِ ابراہیم۔ تفسیر انوار النجف)

★ نیز قومِ جن کے رؤسا میں سے نو جن حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جنھوں نے کفر کو چھوڑ کر ایمان و اسلام کو قبول کر لیا تھا۔ اُن میں سے ایک نصیبین کا رہنے والا تھا اور باقی آٹھ اجر کے علاقے سے عَمرو بن عامر کی اولاد سے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ (١) شضاۃ (٢) مضاۃ (٣) ہملا (۴) رزبان (۵) مزبان (٦) یضاہ (٧) ناضب اور (٨) عمرو۔ اور یہ قوم آں حضرتؐ کی خدمت میں وادیٔ نخل یا وادیٔ مجنّہ میں حاضر ہوئی، اِن کے بعد اکثر ہزار جن آئے جنھوں نے آں حضرتؐ کی بیعت کی تھی۔ (اور یہ فیصل حضرت سلیمانؑ سے بدرجہا بہتر تھا) (تفسیر برہان تبروا احتجاج طبرسی) ۔ تفسیر انوار النجف

www.drhasanrizvi.com

قرآن مجید کی حقانیت پر جنوں کا استدلال

جنوں نے قرآن مجید کی حقانیت پر سات دلیلیں بیان کیں۔

(۱) قرآن مجید پچھلے انبیاءؑ کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے۔

(۲) قرآن مجید حق کی طرف بلاتا ہے۔

(۳) قرآن مجید کی تعلیمات سیدھے راستے پر چلنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ اور سیدھا راستہ دکھاتی ہیں۔

(۴) قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے خداوندِ تعالیٰ پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ کیوں کہ......

قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے انسان و جنّ سب کی اصلاحِ احوال ہو جاتی ہے۔

(۵) قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کر کے انسان و جنّ خداوندِ عالم کے دردناک عذاب سے بچ جاتا ہے۔

جو سب سے بڑی کامیابی ہے۔

(۶) قرآن مجید کی تعلیمات کو جو شخص نہیں مانے گا، وہ ہرگز خداوندِ عالم کے عذاب سے نہ بچ سکے گا۔

(۷) قرآن مجید اور اس کے احکامات کو ماننا اِس لیے ضروری ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے سوا ہمارا کوئی سرپرست اور مددگار نہیں ہے۔ اس سے دشمنی مول لے کر ہم تباہی سے ہرگز نہیں بچ سکتے

* (تفسیر نمونہ، مطابق آیات ۳۰۔۳۱۔۳۲)

قرآن مجید کو غور سے سننے کا اثر

ملاحظہ فرمائیں کہ جنوں نے حضورِ اکرمؐ سے کسی معجزے کا مطالبہ نہیں کیا صرف اور صرف قرآن مجید کو غور سے سُن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً ایمان لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص طلبِ حق رکھتا ہوگا اور وہ قرآن مجید کو غور سے پڑھے یا سُنے گا، وہ ضرور اُس پر ایمان لے آئیگا

بُرا ہو عقل سے کام نہ لینے والوں کا اور طلبِ حق نہ رکھنے والوں کا، اور دنیا طلبی اور مفاد پرستی کی وجہ سے حق کی مخالفت کرنے والوں کا۔ (حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "قرآن مجید اپنے پڑھنے اور غور سے سُننے والوں کی روزِ قیامت شفاعت کرے گا اور خداوندِ کریم سے کہے گا کہ میرے قاریوں اور بغور سننے اور عمل کرنے والوں کو بہترین مقام عطا فرمائیے۔" اور اللہ تعالیٰ اس کی سفارش کو قبول فرمائے گا۔) (الحدیث) مؤلف (از روح الحیات)

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ (۳۳) کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ نے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یہ آسمان اور زمین پیدا کیے ہیں، اور جو اُن کے
وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ پیدا کرنے سے ذرا بھی نہ تھکا، وہ ضرور
عَلٰۤى اَنْ يُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِس بات پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ
اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ کرے۔ کیوں نہیں، حقیقتاً وہ ہر چیز پر
قادر ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۳۴) اور جس دن یہ حق کے منکر کافر لوگ
عَلَى النَّارِ ؕ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ آگ کے سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے پوچھا جائے
قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا گا) "کیا یہ (جہنّم کی) آگ سچی حقیقت ہے
الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ کہ نہیں؟" تو وہ کہیں گے: "کیوں نہیں، ہمارے

پالنے والے مالک کی قسم (یہ سچّی حقیقت ہے)" تب اُن سے
کہا جائے گا: "پھر چکھو اِس سزا کو۔ اِس وجہ سے کہ تم اِس کا
انکار کیا کرتے تھے۔"

www.drhasanrizvi.com

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا (۳۵)
الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا
تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ
يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ ۙ
لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ
نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ
إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

غرض آپ صبر و برداشت سے کام لیجیے جس طرح عزم و ہمت والے (اولوالعزم) رسولوں نے صبر سے کام لیا تھا۔ اور اُن کے معاملے میں جلدی نہ کیجیے۔ جس دن یہ لوگ اُس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا اُنھیں خوف دلایا جا رہا ہے تو اُنھیں یوں معلوم ہوگا جیسے (وہ دنیا میں) دن کے ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے، بس بات پہنچا دی گئی، سو برباد تو وہی ہوں گے جو نافرماں ہوں گے۔

صبر و برداشت سے کام لینے کا مشورہ

خداوندِ عالم کے اِس ارشاد سے کہ "آپ صبر و برداشت سے کام لیجیے جس طرح عزم و ہمت والے (اولوالعزم) رسولوںؑ نے صبر سے کام لیا تھا۔" محققین نے نتیجہ نکالا کہ: صبر کا درجہ اتنا بلند ہے کہ یہ انبیاءؑ کرام اور ائمۂ طاہرینؑ کی خصوصیت ہے (خاص طور سے اولوالعزم رسولوںؑ کی خصوصیت ہے)۔

اولوالعزم پیغمبروںؑ سے مراد صاحبانِ شریعت پیغمبرؑ ہیں، جنھوں نے اپنی شریعتوں کے پھیلانے، سمجھانے اور

www.drhasanrizvi.com

پہنچانے میں سخت کوششیں کیں، ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں اور ہر حال میں ثابت قدم رہے۔ ★ (تفسیر صافی)

اولوالعزم پیغمبرؐ پانچ ہیں

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"اولوالعزم انبیاء کرامؑ پانچ ہیں: (۱) حضرت نوح علیہ السلام (۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۵) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

یہ حضرات اس لیے اولوالعزم ہوئے کہ سب کتاب اور شریعت دونوں کے ساتھ بھیجے گئے۔

اور وہ پیغمبرؑ جو حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ تک آئے، وہ اُسی کتاب اور شریعت کے پھیلانے والے تھے جو حضرت نوحؑ کو عطا ہوئی تھی۔ پھر جب حضرت ابراہیمؑ کے پاس کتاب اور شریعت آئی تو حضرت نوحؑ والی کتاب اور شریعت منسوخ کر دی گئی، پھر حضرت ابراہیمؑ والی کتاب اور شریعت پر عمل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ پر توراۃ اور شریعت آئی۔

اسی طرح ہوتا رہا، یہاں تک کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید اور شریعت لائے۔ پس آں حضرتؐ نے جس چیز کو حلال بتایا، وہ قیامت تک حلال رہے گی اور جس چیز کو حرام بتایا وہ قیامت تک حرام رہے گی۔" ★ .... (الکافی، تفسیر مجمع البیان، انوار النجف، برہان)

کارِ رسالت میں صبر کرو

★ خداوندِ عالم کا جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرمانا کہ: "اور اُن کے معاملے میں جلدی نہ کرو۔" مطلب یہ ہے کہ اے نبیؐ! جس طرح تم سے پہلے انبیاء کرامؑ نے اپنی قوموں کی بے رُخی اور ایذا رسانیوں کو برسوں برداشت کیا اور صبر و سکون کے ساتھ اُن کو سمجھاتے ہی رہے، اُسی طرح تم بھی صبر و سکون کے ساتھ اُن کو سمجھاتے رہو۔ یہ مت سوچو کہ یہ لوگ جلدی سے تمہاری باتیں مان لیں گے، یا پھر خدائے تعالیٰ جلدی سے اپنا عذاب نازل کر دے گا۔ اصلاحی کام جلدی کے نہیں ہوتے، اس کے نتائج دیر سے برآمد ہوا کرتے ہیں۔ عقل و نصیحت کی باتیں آہستہ آہستہ سمجھ میں آتی ہیں۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

جنابِ رسولِ خداؐ کا عزم اور صبر

طائف سے واپسی پر لوگوں نے آپؐ پر پتھر مارے، طعنے کسے، سر سے پاؤں تک لہولہان کر دیا۔ جبریلؑ تشریف لائے اور کہا: آپؐ بددعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیں تو میں ان سب کو نیست و نابود کر دوں۔"

★ آپؐ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھا دیے اور عرض کی:

"اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ"

(اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما، کیوں کہ وہ (مجھے) نہیں جانتے۔)

★ پھر آپؐ نے یوں دعا کی:

"مالک! میں اپنی کمزوریوں، ناتوانیوں اور مجبوریوں، بے احترامیوں کی تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! تو ہی کمزوروں کا پالنے والا مالک ہے تو ہی میرا پالنے والا مالک ہے، تو مجھے کس کے حوالے کرے گا۔؟ کیا دور دراز کے اُن رہنے والوں کے حوالے کرے گا جو مجھے غصے سے دیکھتے ہیں، یا میرے دشمنوں کے حوالے کرے گا۔ اگر تو مجھ سے راضی ہو جائے تو میرے لیے یہ بہت کافی ہوگا۔" ★... (سیرت ابنِ ہشام جلد ۲)

(یہ اخلاص فی العمل کی اعلیٰ ترین مثال ہے) (مؤلف)

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رہبروں پر صبر و استقامت فرض ہے کیوں کہ خداوندِ عالم نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا: "آپؐ صبر کریں جیسے اولوالعزم رسولوںؑ نے صبر کیا۔" اور خداوندِ عالم نے یہ بھی فرمایا: "رسول اللہؐ کی ذات تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ (اس لیے تم سب کو اُن کی پیروی کرنی چاہیے۔) ★... (تفسیر نور الثقلین جلد ۵، احتجاج طبرسیؒ)

سے تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا ✻ میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

۴۹۸۴

سورۃ محمدؐ کے فضائل
اور خصوصیات
(حضرت محمدؐ کے ذکر سے شروع ہونے والا سورہ)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جو شخص ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے احوال دیکھنا چاہے اُسے سورۃ محمدؐ کی تلاوت کرنی چاہیئے۔"

(امام علیہ السلام کے اِن الفاظ سے از خود ثابت ہوگیا کہ تلاوت کے معنی بلا سمجھے پڑھنے کے نہیں ہوتے بلکہ سمجھ کر پڑھنے کے ہوتے ہیں۔)

آپؑ نے فرمایا: "کیوں کہ اِس سورۃ کی ایک آیت ہمارے حق میں ہے اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے۔"

★ ...... (تفسیر مجمع البیان، روح المعانی از آلوسی (ج ۲۶ ص ۳۲)، تفسیر درِ منثور سیوطی جلد ۶ ص ۴۶)

★ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کا کامل نمونہ ائمہ و اہلِ بیتِ رسولِ خداؐ ہیں۔ اور کفر و نفاق کا کامل اور مجسّم نمونہ بنی اُمیّہ کے خلفاء اور اُن کے طرفدار ہیں۔ کیوں کہ سورۃ محمدؐ میں مومن اور منافق گروہوں کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ اِس لیے ان میں سب سے واضح اُن دو مصداقوں کی طرف اشارہ ہے۔ دوسرے معنی میں اِس سورۃ کی آیتیں تمام مومنین اور منافقین پر صادق آتی ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ محمدؐ کی تلاوت کرے گا (یعنی سمجھ کر پڑھے گا) اُس کا خداوندِ کریم پر یہ حق بن جاتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر اُسے جنّت کی نہروں سے سیراب کرے۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

"جو شخص سورۂ محمدؐ کی تلاوت کرے گا (۱) کبھی شک و شبہ اُس کے دین میں داخل نہ ہوگا

(ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ تلاوت کرنے کے معنی صرف الفاظ کو پڑھنا نہیں ہوتا بلکہ سمجھ کر پڑھنا ہوتا ہے، تاکہ سمجھ کر عمل بھی کرے)

(۲) خداوندِ عالم اُس کو کبھی دین کے معاملے میں دوسروں کا محتاج نہ کرے گا، اُس کو بادشاہ کا خوف نہ ہوگا

(۳) آخرِ عمر تک شرک و کفر سے محفوظ رہے گا۔ اور

(۴) جب مرے گا تو خداوندِ کریم ایک ہزار فرشتوں کو حکم دے گا کہ اُس کی قبر میں جاکر نماز ادا کریں اور اُن تمام نمازوں کا ثواب مرنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھیں،

(۵) پھر یہ ایکہزار فرشتے قیامت تک اُسی کے ساتھ ساتھ رہیں گے،

(۶) اور روزِ قیامت اُسے امن و امان کی (محفوظ) جگہ لاکر کھڑا کریں گے،

(۷) وہ شخص ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور محمدؐ مصطفیٰ کی امان میں رہے گا۔"

★...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۵، کتاب ثواب الاعمال)

www.drhasanrizvi.com

آیاتھا ۳۸	سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِیَّۃٌ	رُکُوْعَاتُھَا ۴

محمدؐ کے ذکر والا سورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ ①

(۱) جن لوگوں نے (خدا و رسولؐ کا) انکار کیا اور اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکا' تو اللہ نے اُن کے اعمال کو برباد کر دیا۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "اُن (کافروں) کے اعمال کو اکارت کر دیا۔" مراد وہ اعمال ہیں کہ اگر خدائے تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے یا آخرت میں اجر حاصل کرنے کے لیے کیے گئے ہوتے تو باعثِ ثواب ہوتے، مگر کیوں کہ یہ اعمال نہ خداوندِ عالم کی خوشی کے حصول کے لیے کیے گئے تھے اور نہ آخرت کے اجر کے لیے کیے گئے تھے اس لیے یہ اعمال اکارت ہو گئے۔ مثلاً نیک اعمال دکھاوے یا شہرت وغیرہ کے لیے کیے، اس لیے اُن کا کوئی اجر و ثواب ملے گا۔ (نقل از مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزولِ آیت

جنگِ بدر کے دن قریش کے سرداروں نے فوجیوں کو گوشت کھلانے کے لیے اونٹ نحر (ذبح) کیے تاکہ اُن میں لڑنے کی طاقت آئے۔ ابوجہل نے دس اونٹ، صفوان نے دس، سہیل نے دس اونٹ نحر کر کے فوجیوں کو بطورِ سخاوت کھلائے۔ کیوں کہ اِس کام کا اصل مقصد شرک کو تقویت دینا تھا اِس لیے یہ سخاوت برباد اور اکارت ہو گئی۔

* ...... (تفسیر روح المعانی جلد ۲۶)

نتائج، اِس کا مطلب

یہ ہوا کہ (۱) ہر وہ بظاہر اچھا عمل جو شیطانی یا بُرے مقصد کے لیے کیا جائے ضبط ہو جاتا ہے۔ (۲) خدا، رسولؐ اور آخرت پر ایمان لائے بغیر کوئی سخاوت یا کوئی اچھا عمل خدائے تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ (۳) تمام اعمال کی قبولیت کا دار و مدار نیّتِ عمل پر منحصر ہوتا ہے۔

* ...... (تفسیر نمونہ)

خدا کی راہ سے روکنے کے طریقے

خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ "جن لوگوں نے حق کا انکار کیا اور اللہ کے راستے (لوگوں کو) روکا۔" اللہ کے راستے سے روکنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) آدمی زبردستی کسی کو ایمان لانے اور حق کو ماننے سے روک دے۔

(۲) حق کے ماننے والوں پر اِس قدر ظلم ڈھائے کہ اُس کا حق پر قائم رہنا مشکل ہو جائے۔

(۳) دین کے معاملے میں لوگوں میں شکوک و شبہات پھیلا کر دین سے بدگمان کر دے۔

(۴) اولاد کی ایسی غلط پرورش کرے کہ اُن کے لیے دین و ایمان پر باقی رہنا ناممکن بنا دے۔

(۵) ایسی تعلیم و تربیت اور رسم و رواج عام کیے جائیں کہ دین سے لوگ پھر جائیں۔

(۶) لہو و لعب، موسیقی، بدکاری، کلب کے اڈوں میں جانے کی اجازت دی جائے جس کی وجہ سے لوگ یا اولادیں متنفر ہو جائیں اور بدکاریوں کی طرف توجہ دیں (جیسے آج کل اِس قسم کے اڈے کثیر تعداد میں قائم ہیں۔ جن کی روک تھام نہیں کی جا رہی ہے۔) (تفسیر مجمع البیان، نمونہ، تفہیم، تفسیر کبیر)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا (۲) اور جن لوگوں نے "اللہ کو دل سے
الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا مانا اور اچھے اچھے کام بھی کیے اور
نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ اُس کو بھی دل سے مانا جو محمدؐ پر
الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَفَّرَ عَنْھُمْ اُتارا گیا، جب کہ وہ ہے بھی سراسر
سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ ۲ حقیقت، اُن کے پالنے والے مالک
کی طرف سے، " تو اللہ نے اُن کی بُرائیوں اور غلطیوں کو معاف کر کے اُن سے
دور کر دیا اور اُن کی حالت کو بھی درست کر دیا۔

★ مومنین صادقین کے فخر و شرف کے لیے بس یہی بہت کافی ہے کہ اُن کے اعمالِ صالح کے انبارِ عظیم کے ساتھ جو کچھ گنے چنے چند گناہ ہوں گے، وہ از خود معاف کر دیے جائیں گے، اُن ہی کی نیکیوں کی وجہ سے اور خداوندِ کریم کے فضل و کرم کی وجہ سے۔ ★ (تفسیر ماجدی)

ہمارے نبیؐ کی اہمیت

سوال یہ ہے کہ خداوندِ عالم نے "جو لوگ ایمان لائے" فرمانے کے بعد یہ کیوں فرمایا کہ: "انھوں نے اُس چیز کو بھی مان لیا جو محمدؐ پر اُتاری گئی"۔ جبکہ ایمان لانے میں یہ چیز تو از خود شامل تھی؟ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "پچھلی تمام کتابوں اور انبیاء کو ماننا اُس وقت تک کام نہیں آسکتا جب تک محمدؐ کو اور اُس کتاب کو نہ مانا جائے جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے۔ (تفہیم القرآن۔ تفسیر کبیر امام رازی)

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ✻ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است
(اقبالؒ)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا (۳) یہ اس لیے کیا کہ جن لوگوں نے ابدی
اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ حقیقتوں سے انکار و کفر کی راہ اختیار کی،
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ وہ باطل کے پیچھے پیچھے چل پڑے اور
مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ حقیقتاً جنھوں نے ابدی حقیقتوں کو
اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③ دل سے مانا، اور وہ اُس حقیقت کے
پیچھے پیچھے گامزن ہوگئے جو اُن کے پالنے والے مالک کی طرف سے آئی تھی
(یعنی اُنھوں نے خدائی پیغام پر عمل کیا)، تو اِس طرح اللہ لوگوں کو اُن
کی حیثیت اور مقام ٹھیک بتا دیتا ہے (یا)، اِس طرح اللہ
لوگوں کے لیے اُن کے اوصاف بیان کرتا ہے۔

★ باطل کے پیچھے پیچھے چلنے سے اوّلین مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے جناب رسولِ خداؐ اور حضرت امام علیؑ کے دشمنوں کی پیروی کی۔ ★ (تفسیرِ صافی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسی آیت کو تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا: "سورۃ محمدؐ میں ایک آیت ہمارے (محمدؐ و آلِ محمدؐ) کے بارے میں ہے۔
(مراد آیت ۲ پچھلی آیت) اور ایک (مراد یہی آیت شروع کا حصّہ) ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے۔
★ (تفسیرِ صافی)

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۖۗ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛ ۚ ذٰلِكَ ۛ ؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ ع ۱۲

(۴) تو جب (جنگ میں) تمھارا مقابلہ حق کے منکروں سے ہو جائے تو اُن کی گردنیں اُڑاؤ، یہاں تک کہ جب اُن کی گردنیں خوب مار لو تو پھر اُنھیں قیدی بناؤ۔ اس کے بعد، یا احسان کر کے چھوڑ دو، یا فدیہ وصول کرو، یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال کر بالکل ختم ہو جائے۔ یہ تمھارے کرنے کا کام۔ اگر اللہ چاہتا تو خود اُن سے انتقام لے لیتا، مگر اُس کا مقصد تو یہ ہے کہ تم میں سے ایک کا دوسرے کے ذریعے سے امتحان لے۔ اب وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں گے، تو اللہ اُن کے اعمال کو ہرگز برباد نہ کرے گا۔

www.drhasanrizvi.com

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ (۵) اللہ اُن کو سنبھالے رہے گا اور
بَالَهُمْ ۝ اُن کی حالت کو درست کرے گا۔
وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ (۶) اور انھیں جنت کے سرسبز و شاداب
عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ گھنے باغ میں داخل کرے گا جس کا
تعارف وہ اُن سے کرا چکا ہے۔

اہم الفاظ کے معنی

(آیت ۴) "گردنیں اڑانا" یعنی قتل کرنا۔ * (مجمع البیان)

"جب خوب مار لو" یعنی جب دشمن کی کمر توڑ لو۔ * (تفسیر جلالین)

یعنی اتنا مارو کہ دشمن کی قوت چور چور ہو جائے۔ * (تفسیر جلالین)

جب چور چور کرو اُن کو * (شاہ رفیع الدین)

"تب باقی بچے ہوئے لوگوں کو قیدی بناؤ پھر تمھیں اختیار ہے کہ احسان کرو۔ یعنی بغیر فدیہ کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔" (القرآن)

"اثخن" کے معنی قہر و غلبہ حاصل کرنا۔ * (لسان العرب)

* اور خداوند عالم کا فرمانا "اگر خدا چاہتا تو خود اُن سے بدلہ لے لیتا۔" یعنی: خدا چاہتا تو تمھیں جہاد کرنے کا حکم نہ دیتا، اپنا عذاب بھیج کر حق کے دشمنوں، منکروں کو ختم کر دیتا، مگر پھر تمھارے ایمان و عمل کا امتحان نہ ہوتا * (فصل الخطاب)

نتائج فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ: (۱) کافر حربی سے جب تک مسلمانوں کو جانی نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو، تو اُسے قتل کرنے کے بجائے قید کرنے پر اکتفا کرنا چاہیئے، مگر عورتوں، بوڑھوں اور بچوں

کو کبھی قتل نہ کیا جائے، بلکہ قید کیا جائے یا زندہ چھوڑ دیا جائے۔ * (مدارک)

(۲) اور کافرِ حربی جب اسلام قبول کرلیں یا حکومتِ اسلامی سے جنگ نہ کرنے پر تیار ہو جائیں پھر ان کو قتل کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور نہ وہ پھر قید کیے جائیں گے، اب وہ آزاد ہوں گے۔ * (ماجدی)

* معلوم ہوا کہ قتل کرنا صرف اُن کو چاہیے جو قتال کریں اور مسلمانوں سے جنگ کرنا ہی چاہتے ہوں۔ (مؤلف)

* جنگی قیدی وہ ہوتا ہے جو میدانِ جنگ میں گرفتار ہو۔ مسلمانوں کو اس کے بارے میں تین میں سے ایک کام کا حکم ہے:

(۱) غیر مشروط طور پر اُن کو چھوڑ دیا جائے۔ (۲) فدیہ یا معاوضہ لے کر اُن کو آزاد کر دیا جائے،

(۳) اُنھیں غلام بنا کر اُن کی تمام ضروریات پوری کی جائیں۔ بہرحال اُس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ غلام بنانے کا مسئلہ روایات سے تو ثابت ہے مگر قرآن سے ثابت نہیں ہے۔

* (کنز العرفان جلد ۱ صفحہ ۳۶۵، شرائع الاسلام، شرح لمعہ در احکامِ غنیمت)

جہاد کی عظمت

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "میری اُمت میں جہاد اُس وقت تک جاری رہے گا جب تک میری اُمت کا آخری شخص دجّال سے لڑتا رہے گا۔" (مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۹۸)

* دجّال کئی مکّار بادشاہ ہوں گے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ حضرت امام مہدیؑ اُن کا قلع قمع فرمائیں گے (تفسیر نمونہ)

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی ماہِ رمضان کی دعا میں عرض کی: "وَقَتْلاً فِی سَبِیْلِکَ یُوَفِّقْ لَنَا" یعنی (اے اللہ! ہمیں اپنی راہ میں قتل ہونے کی توفیق عطا فرمائیے۔)

* (مفاتیح الجنان شیخ عباس قمیؒ)

* اندازہ فرمائیں کہ اُمت کا امامؑ نبیِ آخرؐ کا وارث شہادت کے مرتبے کا طلب گار ہے۔ کس قدر بلند درجہ ہے شہادت کا

* جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: "خدا کی راہ میں جہاد (کوشش) کرنے والے جنتیوں کی قیادت کریں گے۔" (بحار الانوار جلد ۱۰۰)

* "خدا کے نزدیک خون کا کوئی قطرہ اُس قطرے سے زیادہ محبوب نہیں ہے جو راہِ خدا میں بہایا جاتا ہے، یا پھر آنسو کا وہ قطرہ جو رات کے اندھیرے میں خدا کے خوف سے بہایا جاتا ہے۔ اور کوئی قدم خدا کو اُس قدم سے زیادہ محبوب نہیں جو صلۂ رحمی (رشتہ داروں کا حق ادا کرنے) کے لیے اُٹھایا جائے۔ یا پھر وہ قدم جو خداوندِ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے کے لیے بڑھایا جائے۔" * (بحار الانوار جلد ۱۰۰) از امام محمد باقر علیہ السلام

www.drhasanrizvi.com

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:
"اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جب شہدا میدانِ قیامت میں پہنچیں گے اگر انبیائے کرامؑ بھی اُن کے راستے میں سواری پر بیٹھے ہوں گے تو اُن کے نور اور اُن کی شان و شوکت کی وجہ سے اپنی اپنی سواریوں سے اُتر پڑیں گے۔ ہر ہر شہید اپنے خاندان اور پڑوسیوں، ساتھیوں میں سے ستر ستر ہزار لوگوں کی شفاعت کرے گا۔"
(بحار الانوار جلد ۱۵ ص ۱۴)

شہادت کی قسمیں

(۱) شہادت خاص (۲) شہادت عام

شہادت خاص: تو یہ ہے کہ انسان اللہ کے دین اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے میدانِ جنگ میں لڑتے ہوئے قتل کیا جائے۔ ایسے مقتول کو فقہِ اسلامی کی رُو سے نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن۔

شہادت عام: یعنی شہادت کا وسیع تصور یہ ہے کہ وہ شخص بھی شہادت کا مرتبہ پائے گا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مارا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا فریضہ ادا کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہے۔ (سفینۃ البحار)

★ حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بھی فرمایا:
"جو شخص علم حاصل کرتے ہوئے مرجائے وہ شہید مرتا ہے۔" (سفینۃ البحار جلد مادّہ شہید)
"جو شخص آلِ محمدؐ کی محبت پر مرجائے وہ شہید مرتا ہے۔" (ینابیع المودۃ، کفایۃ الیقین)
* (تفسیر کبیر، صواعق محرقہ)
* (تفسیر مجمع البیان)

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا:
"جو شخص اس حالت میں مرے کہ وہ خداوندِ عالم کی عظمت کو پہچانتا ہو، جناب رسولِ خداؐ کی معرفت رکھتا ہو (آپؐ کو خدا کا رسولؐ مانتا ہو) اور اہلِ بیتِ رسولؐ کے مقام کو پہچانتا ہو، وہ شہید مرتا ہے۔" (بحار الانوار جلد ۱۷)

www.drhasanrizvi.com

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ (۷) اے خدا و رسولؐ کو دل سے مان
تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ لینے والے ایماندارو! اگر تم اللہ کی
يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۞ مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کریگا
اور تمہارے قدم مضبوطی سے جمادے گا۔

بندگانِ خدا سے مدد مانگنا اللہ کی سنّت ہے

چونکہ اللہ مطلقاً پورے طور پر بے نیاز ہے۔ یعنی اللہ کو کسی کی مدد کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا اللہ کی مدد کرنے کے معنی دینِ خدا کی تبلیغ کے سلسلے میں کوششیں کرنا ہے۔ کیوں کہ اللہ کے دین اور رسول اللہ کی مدد کرنا اللہ کی مدد کرنا ہے۔ اب اللہ نے ان لوگوں سے جو دینِ خدا کی یا خدا کے رسولوں کی مدد کرتے ہیں، یہ وعدہ فرمالیا ہے کہ ان کو اپنے دین پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

★ اب اگر کوئی فرد یا جماعت میدانِ جہاد میں ثابت قدم نہ رہے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ خدا کا وعدہ غلط ثابت ہوگیا، بلکہ پھر یہ کہنا پڑے گا کہ میدانِ جہاد سے بھاگنے والے درحقیقت خدا یا دینِ خدا یا خدا کے رسولؐ کی مدد ہی نہیں کر رہے تھے، وہ تو اپنے کچھ ذاتی مفادات کی خاطر میدانِ جنگ میں نظر آرہے تھے۔
★ (فصل الخطاب)

★ اس آیت میں خود خداوندِ عالم اپنی مخلوق سے مدد کا طلبگار ہے معلوم ہوا کہ کسی کو خدا نہ سمجھ کر (غیر اللہ سے) مدد مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی خدا کی مخلوق سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔ تو پھر خدا کے اولیاءؑ، انبیاءؑ سے مدد مانگنا بدرجہا اولیٰ و بہتر ہے، بشرطیکہ اُن کو خدا سمجھ کر مدد نہ مانگی جائے۔ (القرآن المبین مولانا امداد کاظمی)

★ اللہ کی مدد کرنے کا سیدھا سا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے دین کو ترقی دینے کے لیے اپنی جان اور مال سے جہاد یعنی سخت کوششیں کرنا۔ ★ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ (۸) اور جن لوگوں نے خدا و رسولؐ سے
وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ انکار کیا' اُن کے لیے ہلاکت ہے اور اللہ نے
اُن کے کاموں کو برباد کر دیا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا (۹) اِس وجہ سے کہ اُنھوں نے اُس چیز
مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ کو پسند نہیں کیا جسے اللہ نے اُتار'
اَعْمَالَهُمْ ۝ تو اللہ نے اُن کے (تمام) کام برباد کر ڈالے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ (۱۰) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تھے کہ
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ اُن لوگوں کا انجام دیکھتے جو اُن سے پہلے تھے
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ اللہ نے اُن کا بُری طرح تیا پانچا کر ڈالا'
عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۝ اور حق کے منکروں کے ایسے ہی انجام ہوتے ہیں

آیت ۹ : فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت (آدلین معنی میں) جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں اُتری ہے۔ مطلب ہے "کَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ حَقِّ عَلِيٍّ" (یعنی:) "اُن لوگوں نے اُس حکم کو ناپسند کیا جو حضرت علیؑ کے حق میں اُترا تھا۔"

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى (۱۱) یہ اِس لیے کہ خدا اور رسولؐ کو دل سے
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِیْنَ ماننے والے ایمانداروں کا "مولیٰ" (یعنی)
لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۟ (۱۱) حامی، مددگار اور کام بنانے والا اللہ ہے
اور کافروں کا "مولیٰ" (کام بنانے والا) کوئی نہیں۔

ع

★ یہاں "مَوْلٰی" کے معنی دشمنوں کے خلاف مدد کرنے والا ہے۔

★ اور خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں" یعنی، اُن سے خدا کا عذاب دفع کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔

یہ آیت اُس آیت کے خلاف نہیں ہے جس میں فرمایا گیا تھا کہ: "پھر وہ اللہ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو اُن کا حقیقی مولیٰ ہے۔" (القرآن سورۃ الانعام ۶ آیت ۶۲ پ ۷)

کیوں کہ یہاں پر "مولیٰ" کے معنی حقیقی مولیٰ یا مالک یا پالنے والے کے ہیں۔ (تفسیر صافی)

شانِ نزول جنگِ اُحد میں جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم زخمی تھے اور ایک گھاٹی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اُس وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا: "لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَكُمْ" (یعنی) "ہمارے پاس عُزّٰی ہے اور تمہارے لیے کوئی عُزّٰی نہیں۔" (عُزّٰی مشرکین کے بُت کا نام ہے)

جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: "اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ" (یعنی) "اللہ ہمارا حامی، ناصر و مددگار ہے اور تمہارا کوئی حامی، ناصر و مددگار نہیں۔" (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تبیان)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم ایک جنگ سے واپسی پر ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے

www.drhasanrizvi.com

اچانک ایک مشرک وہاں آپہنچا، اور تلوار نکال کر آں حضرتؐ کو جگایا اور پوچھا کہ: "اب بتاؤ تم کو میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے"؟

جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بڑے اطمینان سے فرمایا: "اللہ"

حضورِ اکرمؐ کا یہ اطمینان دیکھ کر مشرک سراسیما اور بدحواس ہوا اُس کے پاؤں ڈگمگانے لگے اور ہاتھ کانپنے لگے اور یکایک اُس کے ہاتھ تلوار چھوٹ کر زمین پر گر گئی۔

حضورِ اکرمؐ نے وہ تلوار فوراً اٹھالی اور فرمایا: "اب بتاؤ تمھیں میرے ہاتھ سے اور تمھاری اِس تلوار سے کون بچا سکتا ہے"؟

اُس نے خوفزدہ ہو کر کہا: "کوئی نہیں"۔

پھر وہ مشرک آپؐ کے قدموں پر گرا اور ایمان لے آیا۔

(تفسیر روح البیان جلد ۸)

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا ۔۔۔ نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(اقبال)

★ کتنا سچ ارشاد فرمایا خداوندِ عالم نے کہ: "ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" (یہ اِس لیے ہے کہ اللہ تو تمام مومنین کا مولیٰ (مددگار، حامی، سرپرست، پناہ گاہ) ہے۔)

"وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ" (اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہوتا)

(القرآن)

★ خاص بات یہ ہے کہ اِس آیت میں گناہگار مومنوں کو بھی الگ قرار دے کر مستثنیٰ نہیں فرمایا ہے۔ گویا ہر مومن کے لیے ولایتِ خاصہ کا اعلان کیا گیا ہے۔ تاریخِ عالم گواہ ہے کہ مومنین کو خداوندِ عالم نے سخت ترین مصائب سے بچایا ہے اور ہر مومن کو اپنی زندگی میں ایسی مدد اور حمایت کے نمونے ملتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ (۱۲)	حقیقت یہ ہے کہ خدا ابدی
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	حقیقتوں کو دل سے ماننے والے ایماندار وں
جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا	کو اور جنھوں نے اچھے اچھے کام کیے اُن کو
الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا	بہشت کے سر سبز و شاداب گھنے
يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ	باغوں میں داخل کرے گا، جن کے
كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ	نیچے سے نہریں بہ رہی ہوں گی۔
وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ⑫	رہے وہ لوگ جو ابدی حقیقتوں کے انکاری

(کافر) ہیں، وہ (چند دنوں کی زندگی کے) مزے لوٹ رہے ہیں، وہ جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں، اور اُن کی آخری ابدی قرار گاہ، ٹھکانا جہنم کی بھڑکتی دہکتی آگ ہے۔

* خداوندِ عالم نے اُن لوگوں کو جو حق کا انکار کرتے ہیں جانوروں کی طرح فرمایا ہے۔

کیوں کہ جانور جو کچھ دنیا میں کھاتے پیتے ہیں، اُس کی سزا اُن کو آخرت میں نہیں ملے گی، مگر کفّار اور مشرکین کی دنیا کی زندگی مثل جانوروں کے ہے، مگر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اُن کو آخرت میں بہت سخت دائمی سزا بھی ملے گی۔ اس طرح وہ جانوروں سے بھی بدتر رہیں گے۔

* (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

مومن اور کافر کا فرق

(۱) مومن جب کوئی نعمت پاتا ہے تو عطا فرمانے والے منعمِ حقیقی کے احسان کو سوچتا ماننتا ہے

(۲) مومن منعمِ حقیقی کا احسان مند اور اطاعت گذار رہتا ہے

(۳) مومن کائناتِ عالم کے نظام پر غور و فکر کرتا ہے۔

جبکہ کافر کو سوا لطف اُٹھانے کے کسی چیز سے غرض نہیں ہوتی۔

(۴) کافر کھاتے جاتے ہیں اور موٹی بکری کی طرح ذبح ہونے سے قریب تر ہوتے چلے چلے جاتے ہیں،

جبکہ مومن دنیا سے ضرورت بھر پر اکتفا کرتا ہے اور جو نعمت استعمال کرتا ہے، اُس پر خدا کا شکریہ ادا کرتا ہے، اِس طرح خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا چلا جاتا ہے

(۵) مومن کھانا کھاتا ہے تو صرف حلال کا، جبکہ کافر کے ہاں حلال و حرام کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔

(۶) مومن ادب سے کھانا کھاتا ہے، اِس لیے وہ اُسے خدا کی عطا سمجھتا ہے،

جبکہ کافر ہر نعمت جانوروں کی طرح استعمال کرتا ہے۔

(۷) کافر شہوت رانی کے لیے کھانا کھاتا ہے، جبکہ مومن خدا کی اطاعت کے لیے۔

(۸) کافر کی زندگی بے مقصد ہوتی ہے، جبکہ مومن کی زندگی کا مقصد خدا کی اطاعت، اور دنیا اور آخرت کی کامیابی ہوتا ہے۔

(۹) مومن کو خدا جنّت کے گھنے باغوں میں پہنچائے گا، جبکہ کافر کا ٹھکانہ جہنّم کی آگ ہے۔

(۱۰) خدا نے مومن کی تعریف فرمائی ہے اور کافر کی مذمّت۔

(۱۱) کافر اپنی خواہشات کا بندہ ہوتا ہے جبکہ مومن حکمِ خدا کا پابند ہوتا ہے۔

(تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ (۱۳) کتنی ہی بستیاں ہیں جو آپ کی
اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ اُس بستی (مکہ والوں) سے کہیں
الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ زیادہ طاقتور تھیں جس نے آپ کو
فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ نکال دیا گیا، انھیں ہم نے اِس طرح
ہلاک کیا کہ کوئی اُن کا مدد کرنے والا نہ تھا۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ (۱۴) تو کیا جو اپنے پالنے والے مالک کی طرف
مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ سے ایک صاف واضح کھلے ہوئے راستے یا
لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا دلیل پر ہیں، وہ اُن کی طرح ہو سکتے
اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ ہیں جنھیں اُس کے بُرے کام سجا بنا کر
خوب صورت بنا دیے گئے ہیں اور جو اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پیچھے
چلے ہیں۔؟

(آیت ۱۴) خداوندِ عالم کا فرمانا: "کیا وہ شخص جو اپنے پالنے والے مالک کی طرف سے کھلی دلیل پر ہے۔" یہاں شخص سے اوّلین مراد حضرت امام علیؑ ہیں۔" (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

★ یہ اس لیے کہ جس شدّت کے ساتھ حق پر قیام حضرت امام علیؑ نے فرمایا اس کی مثال پورے مسلمانوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ★ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "جس کے لیے اُس کے اعمال کی بُرائی زینت بن گئی" یعنی سج بن گئی، تو اُس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی" اس آیت سے مراد منافق لوگ ہیں۔

★ --- (تفسیر صافی - تفسیر مجمع البیان)

★ مطلب یہ ہے کہ منافق لوگ جو سیاست چل رہے ہیں اور خود کو بڑا عقلمند سمجھ رہے ہیں تو ایسے منافق اور مومن برابر نہیں ہو سکتے۔ اِس لیے کہ مومنین جنّتی ہیں اور منافقین جہنمی۔

★ --- (فصل الخطاب)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"اِس آیت کے آخری حصّے سے اوّلین مراد منافقین ہیں۔"

★ --- (تفسیر مجمع البیان)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "کیا وہ جو اپنے پالنے والے مالک کی طرف سے کُھلے ہوئے سیدھے راستے پر ہے۔" یعنی اُس راستے پر ہے جس پر اُس کا ضمیر مطمئن ہے کہ اُس کا اختیار کیے جانے والا راستہ بالکل صحیح ہے۔

(فصل الخطاب)

"اُن لوگوں کے برعکس وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی۔"

اُن سے اوّلین مراد "منافقین" ہیں۔ ★ (بقول امام محمد باقرؑ - تفسیر مجمع البیان)

★ یہ دُو قسم کے لوگ کبھی ایک جیسے نہیں ہو سکتے۔ کیوں کہ پہلے والا گروہ نجات پاکر جنّت میں جائے گا، اور دوسرا شر پسند گروہ داخلِ جہنم ہوگا۔

اِس لیے دونوں گروہ برابر کہاں ہوئے؟ کیا جنّتی اور جہنّمی بھی بھلا کہیں برابر یکساں ہو سکتے ہیں؟

"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"

★..... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ (۱۵) جنت کے جس سرسبز و شاداب گھنے باغ
الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ کا وعدہ برائیوں سے بچنے والے "متقین" سے
مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ کیا گیا ہے اُس کی شان بان تو یہ ہے کہ
اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ اُس میں نہریں بہ رہی ہیں ایسے پانی کی
طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ جس کے رنگ میں ذرا سی بھی تبدیلی نہیں
لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ آتی، اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا
مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ مزہ کبھی نہیں بدلتا، اور ایسی شراب کی
فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے بہت
وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ لذیذ ہے، اور صاف و شفاف شہد کی
كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ نہریں ہیں، نیز اُن کے لیے اُس (جنت) میں
وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ ہر طرح کے پھل ہیں، پھر اُن کے لیے
اَمْعَآءَهُمْ (۱۵) اُن کے پالنے والے مالک کی طرف سے معافی
اور بخشش بھی ہے۔ (کیا ایسا متقی شخص) اُن (بدکار) لوگوں کی طرح

www.drhasanrizvi.com

ہوسکتا ہے جو ہمیشہ آگ میں رہنے والا ہو (یعنی جہنم میں رہنے والا) اور جنھیں ایسا (شدید) گرم پانی پلایا جائے گا جو اُن کی آنتوں کے ٹکڑے اُڑا دے گا۔

مَآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ: (ایسا پانی جس کے رنگ و بُو میں ذرا سی بھی تبدیلی نہ ہو)

"**اٰسِنٍ**" کے معنی ہیں ایسا پانی جس کا رنگ و مزہ بدلا ہوا ہو۔ جس میں کچھ بُو ہو یا گدلا ہو۔ دنیا کا پانی آسن ہوتا ہے۔ اُس میں کچھ نہ کچھ بُو ہوتی ہے، ریت ملی ہوتی ہے، نباتات وغیرہ کے مل جانے سے کچھ نہ کچھ رنگ بھی بدل جاتا ہے۔ جنّت کے دریاؤں کا پانی آسن نہ ہوگا یعنی بالکل خالص، صاف ستھرا پانی ہوگا۔

اِسی طرح جنّت میں دودھ جانوروں کے تھنوں سے نکلا ہوا نہ ہوگا اِسی طرح شہد، خمر (شراب) ہوگی۔ یہ سب جنتی چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے پیدا ہوں گی۔ دنیاوی چیزوں سے اُن کی کوئی مماثلت نہیں ہوسکتی۔ جیسے سورۂ واقعہ میں فرمایا:

"اُس شراب کے پینے سے نہ سر میں درد ہوگا، نہ خُمار ہوگا، نہ آدمی بہکے گا۔" (سورۂ واقعہ آیت ۱۹)
★ (مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ)

★ "تفسیر عمدۃ البیان" میں ہے کہ: شبِ معراج حضورِ اکرمؐ نے جنّت کی سیر فرمائی تو جنّت کی چار نہروں کے منبع کو دیکھنے کے لیے ایک قُبّہ میں داخل ہوئے، وہاں ایک ستون دیکھا جس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھا خالص پانی کی نہر بسم اللہ کے میم کے حلقے سے، دودھ کی نہر لفظ اللہ کے ہا (ہ) کے حلقے سے، شہد کی نہر الرحمٰن کے میم کے حلقے سے، اور شراب کی نہر الرحیم کے میم کے حلقے سے جاری تھی اور بسم اللہ کی با پر لکھا ہوا تھا کہ "دنیا میں جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا اُس کو یہ چاروں نہریں عطا ہوں گی۔"

(تفسیر عمدۃ البیان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّسۡتَمِعُ (۱۶)	اور اُن میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں
اِلَيۡكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوۡا	جو (بظاہر تو) آپؐ کی بات کان لگا کر
مِنۡ عِنۡدِكَ قَالُوۡا	سنتے ہیں، پھر جب وہ آپؐ کے پاس سے
لِلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ	نکلتے ہیں تو اُن سے جنھیں علم ملا ہے
مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۚ اُولٰۤئِكَ	پوچھتے ہیں کہ انھوں نے ابھی ابھی کیا
الَّذِيۡنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى	کہا تھا؟ یہ وہ ہیں جن کے دلوں پر مہر
قُلُوۡبِهِمۡ وَاتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ (۱۶)	لگادی ہے اور جنھوں نے اپنی بُری نفسانی
	خواہشوں کی پیروی کی ہے۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "یہ وہ ہیں کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مُہر لگادی ہے":
محققین نے نتیجہ نکالا اور لکھا کہ "یہ غیر مسلموں ہی کا ذکر نہیں ہے بلکہ اُن مسلمانوں کا بھی ذکر ہے جو کان لگا کر
حضورِ اکرمؐ کی باتیں سُنا کرتے تھے، مگر اُن کا اصل مقصد اپنی خواہشات کی تسکین تھا، ہدایت حاصل کرنا نہ تھا۔ ایسے
اُن کے دلوں پر رسولِ خداؐ کی باتوں کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا، وہ تو چکنے گھڑے کی طرح ہر بات بھول جاتے تھے۔
اس لیے خداوندِ عالم نے اُن کے بارے میں فرمایا کہ: اللہ نے اُن کے دلوں پر مُہر لگادی ہے۔ یعنی اُن کی سمجھ میں حق کی بات
نہیں آتی۔ وہ خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اب قرآن کی روشنی میں پوری کی پوری جماعت کو بلا استثناء ہدایت
کر سکنے کا تمغہ دینا قرآن کے خلاف ہوگا۔ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ محققین و عارفین نے نتیجہ نکالا :

"صرف ہم نشینی (ساتھ بیٹھنا) بڑے بڑے مرشد کی بھی بے اثر ثابت ہو سکتی ہے جب تک ساتھ بیٹھنے والے کے دل میں طلبِ حق نہ ہو، علم حاصل کرنے کا شوق نہ ہو۔
(تفسیر ماجدی۔ مرشد تھانوی)

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ✻ مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر
★ (اقبال)

ناقصاں را نکند صحبتِ صالح کامل ✻ بوئے ماہی نرود گرچہ درونِ دریا

یعنی: "برے لوگوں کو صالح و نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا کامل انسان نہیں بنا سکتا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مچھلی اگرچہ ہر وقت دریا کے صاف ستھرے پانی میں رہتی ہے لیکن بدبو پھر بھی اُس سے دور نہیں ہوتی۔"

★ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی دلوں پر مُہر لگانے۔ یا گمراہ کرنے۔ یا۔ گمراہ قرار دینے کا ذکر فرمایا ہے، وہیں پر یہ بات بھی پوری پوری طرح ظاہر فرما دی گئی ہے کہ اِس مہر لگانے یا گمراہ قرار دینے یا گمراہی میں چھوڑ دینے کا اصل سبب تو اُن لوگوں کا کوئی اختیاری جُرم یا بے اعتنائی یا حق دشمنی ہے۔

اِسی طرح قرآن مجید میں جہاں بھی ہدایت کی توفیقات دینے کا ذکر کیا گیا ہے، وہیں یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ ہدایت کی توفیق اِس لئے دی ہے کہ اُنھوں نے خود اپنے اختیارات استعمال کر کے سیدھے راستے کو تلاش کیا۔ مثلاً اگلی آیت میں فرمایا: "جن لوگوں نے ہدایت کو قبول فرمایا، خدا نے اُن کی ہدایت میں اضافہ فرما دیا، اور اُن کو شایانِ شان پرہیزگاری (کی توفیق) عطا فرمائی۔" (القرآن)

اِسی طرح دوسری جگہ فرمایا: "اور جو لوگ ہمارے راستے پر چلنے کی کوششیں کرتے ہیں تو ہم ضرور بالضرور اُن کو اپنے راستے کی ہدایت عطا فرما دیتے ہیں۔" (سورۂ عنکبوت آیت ۶۹ پارہ ۲۱) (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِیۡنَ اهۡتَدَوۡا زَادَهُمۡ (۱۷) رہے وہ جنھوں نے ہدایت قبول کی
هُدًی وَّ اٰتٰىهُمۡ تَقۡوٰىهُمۡ ﴿۱۷﴾ تو خدا نے اُن کی ہدایت میں اور اضافہ
فرمادیا اور اُن کو اُن کے حصّے کا تقویٰ یا
صلاحیّت یا توفیق عطا فرمادی۔

فَهَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا السَّاعَةَ (۱۸) تو کیا اب یہ لوگ بس قیامت
اَنۡ تَاۡتِیَهُمۡ بَغۡتَةً ۚ فَقَدۡ کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ایکدم سے
جَآءَ اَشۡرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰی لَهُمۡ اچانک اُن پر ٹوٹ پڑے۔ تو اُس
اِذَا جَآءَتۡهُمۡ ذِکۡرٰىهُمۡ ﴿۱۸﴾ کی علامتیں تو آہی چکی ہیں (مثلاً
آخری نبیؐ کا آنا) پس جب وہ آہی جائے گی تو اُنھیں نصیحت کے قبول کرنے
کا کہاں موقع ہوگا؟

★ قیامت کے آنے کی اہم علامت آخری رسولؐ کا تشریف لانا ہے۔ اِسی لیے حضور اکرمؐ نے فرمایا: "اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیۡنِ" یعنی "میں اور قیامت (کا آنا) اِن دو انگلیوں کی طرح ہے۔" (یعنی: میرے بعد بس قیامت آئے گی کوئی نبی نہ آئے گا)

★ (تفسیر ترجمان، مجمع البیان، تفسیر کبیر، صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد بقول انس، سہل، بریدہ)

★ موت اور قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر کافروں کا ایمان لانا بے وقت کی راگنی ہوگی، اُس کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا کیوں کہ ایمان لانے کا جو وقت تھا وہ دنیا کی زندگی تھی۔ وہاں تو حق کا مذاق اُڑاتے رہے، اب جو موت اور قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھا تو لگے عاجزی سے سر جھکانے "اب پچھتاوے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔" (تفسیر نور)

www.drhasanrizvi.com

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ ع ۸

(۱۹) تو خوب جان لیجیے کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں (یعنی، اللہ کے سوا کوئی بندگی کا مستحق نہیں)، اور اپنے قصور پر اور مومنین اور مومنات کے لیے اللہ سے معافی طلب کرتے رہیے۔ اللہ تمہاری سرگرمیوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے آخری ٹھکانے کو بھی جانتا ہے۔

اللہ سے استغفار یا معافی کی اہمیت

ایک شخص نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی: "مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میری زبان کی تیزی مجھے جہنم میں نہ لے جائے۔" آں حضرتؐ نے فرمایا: "تم استغفار سے کیوں غافل ہو؟ میں تو خود روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔"
* ...... (تفسیر مجمع البیان جلد ۹)

* آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "جو بندہ مرنے سے ایک سال قبل استغفار کر لے اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔" پھر فرمایا: "ایک ماہ قبل۔" پھر فرمایا: "ایک ہفتہ قبل، بلکہ قبل موت جبکہ موت کے آثار ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ موت کے یقین ہونے کے بعد اور آثارِ موت نمایاں ہونے کے بعد توبہ قبول نہیں ہوتی۔" * (روح الحیات علامہ مجلسیؒ ص ۲۶۷)

* جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ: "مجھے تعجب ہے اس پر جو اللہ کی رحمت سے ناامید ہے حالاں کہ گناہوں کو مٹانے والی شے (استغفار) اس کے پاس ہی ہے۔" پھر فرمایا کہ: "خود کو توبہ و استغفار سے معطر کرو، تاکہ گناہوں کی بدبو تمہیں شرمندہ نہ کرے۔" (روح الحیات علامہ مجلسیؒ ص ۲۶۷)

www.drhasanrizvi.com

کلمۂ توحید اور استغفار کے فائدے

"تفسیر مجمع البیان" میں حضور اکرمؐ سے مروی ہے کہ "جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پڑھے، وہ یقیناً جنت میں داخل ہوگا۔"

"تفسیر برہان" میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" (کا پڑھنا دل کی گہرائی سے) بہترین عبادت ہے۔ اور۔ استغفار (گناہوں سے توبہ کرنا) بہترین عبادت ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر آپؐ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی (فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ الخ)

فرزند رسول خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ روزمرہ ستر مرتبہ استغفار اور ستر مرتبہ توبہ دہراتے تھے یعنی "اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ" ستر مرتبہ اور پھر "اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ" ستر مرتبہ پڑھتے تھے۔ اور جہاں حضور اکرمؐ بیٹھتے اور کھڑے ہوتے تھے کم از کم پچیس مرتبہ استغفراللہ کا ورد فرماتے تھے۔ حضور اکرمؐ بغیر کسی گناہ کے ہر روز ستر مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ سو مرتبہ بغیر گناہ کے استغفار پڑھا کرتے تھے۔

★ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر برہان، انوار النعمانیہ)

★ صاحبِ جلالین نے لکھا: "حضرتؐ سے باوجود معصوم ہونے کے کہا گیا کہ معافی طلب فرمائیں تاکہ آپؐ کی امت اس طریقے کی پیروی کرے۔" ★ (تفسیر جلالین)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم استغفار دینا بظاہر عجیب سا معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ معرفتِ الٰہی کا عظیم ترین مقام ہے خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی نیکیوں کو بھی بہت کم تر سمجھنا اور اللہ کی عظمت اور احسانات کے مقابلے پر اپنے شکر اور اطاعت کو کچھ نہ سمجھ کر خود کو قصوروار، گناہگار قرار دے کر اللہ سے معافیاں طلب کرنا انتہائی اعلیٰ درجے کی عبودیت ہے جس کو عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ اکابرین کے لیے دعائے مغفرت صرف گناہوں پر موقوف نہیں ہوا کرتی، اکابرین اپنی نیکیوں کو خدا کے احسانات کے مقابلے میں کمتر سمجھتے ہیں (فصل الخطاب سے گزر منزل تسلیم و رضا مشکل ہے ۔:۔ جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے (انیسؔ)

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا (۲۰) نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۙ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ (۲۰)

جو لوگ خدا و رسولؐ کو دل سے مان چکے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ کوئی اور نئی سورۃ کیوں نہیں اُتاری جاتی (جس میں ہمیں جنگ کی اجازت دی جاتی) تو جب کوئی بالکل واضح سورۃ اُتاری جاتی ہے جس میں مرنے مارنے کا حکم ہوتا ہے، تو آپؐ اُن کو دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ وہ آپؐ کی طرف اِس طرح دیکھتے ہیں جیسے موت سے بے ہوش ہو جانے والا دیکھتا ہے۔ عنقریب اُن کی شامت آنے والی ہے۔

★ شاہ عبدالقادر صاحب نے لکھا: "مسلمان سورۃ مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذا سے تنگ آکر آرزو کرتے تھے کہ اللہ حکم دے جہاد کا تاکہ جو ہو سکے کر گذریں۔ مگر جب حکم جہاد آگیا تو کچھ لوگوں پر بھاری پڑا، مُردے کی طرح بے رونق آنکھیں لگے دیکھنے ہیں کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں بے حد خوف کے عالم میں آنکھ کی رونق نہیں رہتی۔"

★ بعض مفسرین نے لکھا کہ: جب وحی نازل ہونے میں دیر ہوتی تھی تو کچھ مسلمانوں کا دل گھبرانے لگتا تھا پھر وہ تقاضا کرتے تھے کہ کوئی سورۃ اتنے عرصے سے کیوں نہیں اُتری؟ لیکن جب جہاد کا حکم آتا تو اُن کی حالت بری ہو جاتی تھی۔ (تفسیر تبیان)

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل ✻ کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۚ (۲۱) (اُن کی) اطاعت اور بات چیت
فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۚ فَلَوْ (کی حقیقت) معلوم ہے۔ پھر جب لڑائی
صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا ٹھن جائے تو اگر وہ (اس وقت) اللہ سے سچے رہتے
لَّهُمْ ۚ ﴿۲۱﴾ تو یہ اُن کے لیے کہیں بہتر ہوتا۔
فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ (۲۲) تو اب کیا تم سے اس کے سوا
اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ کچھ اور توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر تم
وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ لوگوں کے حاکم بن گئے تو زمین پر فساد
برپا کرو گے اور اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتے ہوئے آپس میں ایکدوسرے کے گلے کاٹو گے؟

★ آیت ۲۲ کی تشریح

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تین قسم کے لوگ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوں گے (۱) جادوگر (۲) قطعِ رحمی کرنے والا (اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی یا قطع تعلق کرنے والا) (۳) شرابی۔ ★ (خصال شیخ صدوق ؒ) جناب امیرالمومنین ؑ نے فرمایا: "یہ آیت بنی اُمیہ کے متعلق ہے۔" (برہان)

★ جناب امام زین العابدین ؑ سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا ؐ نے فرمایا کہ: "قاطعِ رحم سے دوستی نہ کرو کیوں کہ قرآن میں اُس پر دو جگہ لعنت ہوئی ہے (۱) اِس جگہ آیت ۲۳ میں (۲) سورہ رعد ۱۳ آیت ۲۵، اور سورۃ البقرہ ۲ آیت ۲۷ میں اُس کے خسارے کی وعید ہے۔ ★... (اصول کافی جلد ۲ - تفسیر برہان - انوار النجف)

★ معلوم ہوا کہ قطعِ رحمی سب سے بڑے جرائم میں سے ہے۔ نیز زمین میں فساد پھیلانا - ایکدوسرے کے گلے کاٹنا۔ حکمرانوں کے لیے یہ کام کہیں زیادہ بڑے جرائم بن جاتے ہیں۔ (مولف)

www.drhasanrizvi.com

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ (۲۳) یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے
اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى لعنت کی ہے اور اُنھیں اندھا
اَبْصَارَهُمْ ۝۲۳ اور بہرا بنا دیا۔
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (۲۴) تو کیا وہ قرآن پر غور و فکر نہیں
اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝۲۴ کرتے یا اُن کے دلوں پر تالے
پڑے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پر غور و فکر نہ کرنے کی بار ہا شکایت فرمائی ہے

★ محققین نے لکھا کہ: خداوندِ عالم نے کہیں پورے قرآن میں، قرآن مجید کے حفظ نہ کرنے کی کوئی شکایت نہ کی، بلکہ ہمیشہ اِس بات کی بار بار شکایت کی، کہ لوگ قرآن کے معانی و مطالب، اشارات، حقائق و دقائق پر مطلق غور و فکر نہیں کرتے۔ ★ (فصل الخطاب)

★ علامہ طبرسیؒ نے نتیجہ نکالا کہ اگر قرآن کا مطلب سمجھنا بالکل ناممکن ہوتا، اور صرف خواص یا ائمہ معصومین ؑ ہی قرآن کے مطالب کو سمجھ سکتے، تو خداوندِ عالم عام لوگوں سے قرآن کے مطالب و معانی پر غور و فکر نہ کرنے کی شکایت نہ فرماتا۔ ★ (تفسیر تبیان)

★ اِس کے برعکس قرآن مجید نے سات سَو (۷۰۰) مقامات پر قرآن مجید پر غور و فکر نہ کرنے کی شکایت فرمائی ہے۔ مثلاً: فرمایا: "اُن کے کان ہیں مگر وہ (قرآن) نہیں سُنتے، اُن کی آنکھیں ہیں مگر وہ (کتابِ کائنات) کو نہیں دیکھتے، اُن کے دل ہیں مگر غور و فکر نہیں کرتے۔ وہ چوپائے ہیں

www.drhasanrizvi.com

بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں۔" (القرآن) (سورۃ التوبۃ آیت ۱۷۹ پ ۷)

★ قرآن واحد کتاب ہے جسے مسلمان بغیر سمجھے پڑھتے ہیں۔

★ ورنہ دنیا کی کوئی کتاب بغیر سمجھے نہیں پڑھی جاتی، جبکہ کسی بھی آسمانی کتاب نے سات سو (۷۰۰) مرتبہ اپنے اوپر غور و فکر کرنے کی دعوت نہیں دی۔ ★ (مؤلف)

★ قرآن مجید میں اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید نازل فرمانے کا مقصد یہ بتلایا ہے کہ:

"یہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ کے اوپر اُتارا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں، اور تاکہ عقل والے سبق حاصل کریں۔" (سورۃ صٓ آیت ۲۹ ۳۸ پارہ ۲۳)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"عبادت یہ نہیں ہے کہ کثرت سے نماز کے لیے کھڑا رہا جائے، اور لمبے لمبے رکوع و سجود کیے جائیں، بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

★..... (الکافی، کتاب العقل والجہل بروایت امام علی رضاؑ)

★ آں حضرتؐ نے فرمایا: "ایک ساعت غور و فکر کرنا ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔" ★ (الکافی)

★ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "لَا تِلَاوَةَ بِلَا تَدَبُّرٍ" (تلاوت بلا غور و فکر کے نہیں ہوتی۔) (نہج البلاغۃ)

یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل ☆ یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مسلکِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست ☆ یہ مذہبِ مُلّاں و نباتات و جمادات
★ (اقبالؒ)

غور و فکر کرنے کا نتیجہ اور علامات

حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا: "غور و فکر کرنے والے لوگ وہ ہوتے ہیں: (۱) جو رات کے وقت کھڑے

www.drhasanrizvi.com

سو کر نماز (شب) پڑھتے ہیں۔

(۲) قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر سمجھ کر پڑھتے ہیں۔

(۳) قرآن مجید پڑھتے ہوئے اپنا محاسبہ کرتے ہیں۔

(۴) قرآن مجید میں اپنے درد اور مرض کی دوا تلاش کرتے ہیں۔

(۵) جب کسی ایسی آیت کو پڑھتے ہیں جس میں کسی چیز کا شوق دلایا گیا ہے تو اُس کی طرف بڑے ذوق وشوق اور جوش کے ساتھ مائل ہوتے ہیں۔

(۶) قرآن مجید کو شوق اور طلبِ حق کی آنکھوں سے پڑھتے ہیں۔

(۷) خداوندِ بلند و برتر کی بارگاہ میں اپنی کوتاہیوں سے عذر و معافی مانگتے رہنے کو اپنا وطیرہ اور نصب العین قرار دیتے ہیں۔

(۸) جب کسی ایسی آیت کو پڑھتے ہیں جس میں خداوندِ عالم نے اپنے عذاب یا کسی بُرے کام کے نتیجے سے ڈرایا ہے تو دل کے کانوں کو اُس کی طرف جُھکا دیتے ہیں۔

(۹) اور پھر خود کو اس حالت میں پاتے ہیں کہ گویا جلا دینے والی جہنم کی آگ میں جل رہے ہیں اور جہنمیوں کی چیخ و پکار اور جہنم کے شعلوں کی چٹاخ پٹاخ کی آوازیں اُن کے کانوں میں گونج رہی ہیں۔"

(۱۰) وہ (رکوع میں) اپنی کمریں جُھکائے اور (سجدے میں اپنی پیشانیاں، ہتھیلیاں، گھٹنے اور پیروں کے انگوٹھوں کے کنارے زمین پر بچھائے) اپنے اللہ کی جناب میں گلوخلاصی کی التجائیں کرتے ہیں۔ (ایسے ہوتے ہیں قرآن پڑھنے والے) ★ (نہج البلاغہ - خطبہ ۱۹۱)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو ہدایت کرنا چاہتا ہے تو اُس کے دل و دماغ کے کان کھول دیتا ہے، اور جب اس کے برعکس اُن کے دلوں کے کانوں پر مہر لگا دیتا ہے پھر اُن کی کبھی اصلاحِ حال نہیں ہو سکتی۔ یہی معنی ہیں اس آیت کے الفاظ "کیا اُن کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟" (نور الثقلین جلد ۵)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى (۲۵) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت کا راستہ[1]
اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ ظاہر اور واضح ہونے کے بعد اُس سے پھر گئے
لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ تو شیطان نے انھیں ورغلا کر اُس (غلط)
سَوَّلَ لَهُمْ ۭ وَاَمْلٰى لَهُمْ ۲۵ راستے کو آسان بنا دیا اور انھیں ڈھیل
دے کر جھوٹی توقعات کا سلسلہ اُن کے لیے کھول دیا۔
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ (۲۶) اِسی لیے اُنھوں نے اللہ کے اُتارے ہوئے دین کو[2]
كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ پسند نہ کرنے والوں سے کہہ دیا کہ "ہم چند باتوں
فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ښ وَاللّٰهُ میں تمھارا کہنا مان لیں گے"؛ جبکہ اللہ اُن کی
يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ۲۶ اندرونی کارروائی کو خوب جانتا تھا۔

---

[1] * مدینہ کے منافقین یہودیوں کے پاس آئے تاکہ یہودی رسولِ خداؐ کی مخالفت میں اُن کا ساتھ دیں۔ حالاں کہ مدینے کے یہودی شدت سے آنحضرتؐ کی آمد کے منتظر تھے کیوں کہ توراۃ میں لکھا تھا کہ وہ "رسولؐ" مدینہ میں تشریف لائیں گے۔ لیکن جب رسولؐ تشریف لائے تو یہودی حسد و تکبر اور اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے رسولِ خداؐ کے مخالف ہو گئے اور منافقوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ * (تفسیر نمونہ)

[2] * اعمال کی قبولیت کا دار و مدار اللہ کی پسند پر ہے۔ لیکن منافقین اُس چیز کو پسند ہی نہیں کرتے جو خدا نے نازل فرمائی مثلاً حضرت امام علیؑ کی ولایت کو وہ قطعاً پسند نہیں کرتے تو پھر اُن کے اعمال کیوں کر قبول ہو سکتے ہیں، اُن کے نمائشی اعمال اکارت جانے ہی جانے ہیں۔ (بے حبِ اہلِ بیتؑ عبادت حرام ہے) * (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ (۲۷) تو اُن کا کیا حال ہوگا اُس وقت جب فرشتے

الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ اُن کی روح قبض کر رہے ہوں گے، اور ان کے

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝۲۷ چہرے اور پیٹھوں پر مارتے ہوئے انھیں

لے جائیں گے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا (۲۸) یہ اس وجہ سے ہوگا کہ وہ اُس طریقے

مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا پر چلے جو اللہ کو ناراض کرنے والا تھا

رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۲۸ اور اُنھوں نے خدا کی پسند کو پسند نہ کیا ع ۵

اسی وجہ سے خدا نے اُن کے تمام اعمال کو برباد کر دیا۔

★ اِس آیت ۲۷ سے ثابت ہوگیا کہ (۱) مرنے کے بعد عذابِ قبر اور عالمِ برزخ ہے

(۲) سخت بُرے کام کرنے والوں پر مرتے ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

(۳) اور اگر بُروں پر مرتے ہی عذاب شروع ہو جاتا ہے تو لازماً نیکوں پر مرتے ہی خدا کی خاص رحمتیں نازل ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ کیوں کہ خداوندِ عالم نے فرمایا: "خدا کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے" (القرآن) (مؤلف)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "خدا کا غضب (غصہ) اُس کا عذاب ہے اور خدا کی رضامندی اُس کا ثواب ہے۔" (تفسیر المیزان جلد ۸، توحید صدوقؒ)

★ اِس سے معلوم ہوا کہ خدا کا غصہ ہمارے غصّے کی طرح نفسانی تاثرات کی کیفیت خدا کے اندر پیدا نہیں کرتا۔ کیوں کہ خدا تاثرات سے بلند و بالا ہے۔ اُس کا غصہ عذاب ہے اور اُس کی رضامندی اُس کے ثواب سے ظاہر ہوتی ہے (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾

(۲۹) تو کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کبھی اُن کے دلوں کی کھوٹ اور دشمنی کو ظاہر نہ کرے گا؟

وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾

(۳۰) اور اگر ہم چاہیں تو ہم آپؐ کو انھیں دکھا دیں۔ پس آپؐ اُن کے چہرے مُہرے، ناک نقشے یا حلیے ہی سے اُنھیں پہچان لیتے۔ بہر حال اُن کے بات کرنے کے انداز ہی سے اُنھیں ضرور پہچان لیں گے، اللہ تم سب کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

★ آیت ۳۰ کی تشریح: خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "آپؐ انھیں لحنِ القول (بات کرنے کے انداز) ہی سے پہچان لیں گے" اِس سلسلے میں ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ اندازِ گفتگو سے مراد حضرت امام علیؑ سے دشمنی کا انداز بھی ہے۔

★ جابرؓ ابنِ عبداللہ انصاری اور عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ ہم اپنی اولاد کی پہچان علیؑ کی محبت سے کیا کرتے ہیں۔ جس کو علیؑ کا دشمن پاتے ہیں سمجھ لیتے ہیں کہ اُس کی ولادت حلال طریقے سے نہیں ہوئی

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ ابوسعید خدری نے فرمایا: "ہم جناب رسولِ خداؐ کے زمانے میں منافقوں کو علیؑ کی دشمنی سے پہچان لیا کرتے تھے۔" یہی بات جابرؓ ابنِ عبداللہ انصاری اور عبادہؓ بن صامت نے بھی فرمائی ہے۔
★ (تفسیر مجمع البیان)

★ فطرتِ انسانی یہ ہے کہ اگر انسان کسی چیز کو دل میں چھپائے رکھے تو آخرِ کار اُس کے لب و لہجہ اشارے کنائے سے وہ بات ظاہر ہونے لگتی ہے۔ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:
"کوئی آدمی اگر کسی بات کو دل میں چھپائے رکھتا ہے تو پھر آخرِ کار باتوں باتوں میں غیر شعوری طور پر وہ بات اُس کے چہرے پر ظاہر ہونے لگتی ہے۔"
★..... (کلمات قصار ۲۶ - از نہج البلاغہ)

★ اِس آیت کے بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف لب و لہجہ، بلکہ چہرے کے تاثرات سے ہی منافقوں کو پہچان لیا کرتے تھے، اور خاص طور پر جہاد کے موقع پر اور مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر۔
پھر اِسی لب و لہجہ (لحن القول) سے حضرت امام علیؑ سے نفرت بھی ظاہر ہو جاتی تھی۔ اِسی لیے ابوسعید خدریؓ صحابیِ رسولؐ فرماتے ہیں کہ: "ہم پیغمبر اکرمؐ کے زمانے میں منافقوں کو "علیؑ دشمنی" سے پہچان لیا کرتے تھے۔"
★ (تفسیر مجمع البیان، استیعاب از ذھبی، صاحبِ فضائل از ابنِ عبدالبر، تاریخ اسلام ابن اثیر، کفایۃ المطالب، طبری نے ریاض النضرۃ، سیوطی نے تفسیر درمنثور، آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے "احقاق الحق جلد سوم ص۱۱")

★ ابوسعید خدری کے الفاظ آج بھی سچ ہیں، آج بھی علیؑ کا نام لے کر چہرہ، لب و لہجہ دیکھ لیجیے، آج بھی معلوم ہو جائے گا کہ مومن ہے یا منافق؟ ★ (مؤلف)

★ اِسی لیے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یا علیُّ حُبُّکَ اِیمانٌ وَ بُغضُکَ کُفرٌ و نِفاقٌ"
یعنی: (اے علیؑ! تمھاری محبت ایمان ہے اور تم سے بغض و نفرت، کفر و نفاق ہے) (الحدیث)

"یا علیُّ اَنتَ قسیمُ الجنّۃِ والنّار" (اے علیؑ! تم جنت اور جہنم تقسیم کرنے والے ہو) (الحدیث)

؎ یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مومن ٭ قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ (۳۱) اور ہم ضرور تم لوگوں کا امتحان لیں گے

الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَ یہاں تک کہ ہم یہ معلوم کریں کہ تم میں سے جہاد

الصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَاۡ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ کرنے والے کون ہیں، اور اس طرح ہم

تمھارے حالات کی جانچ پڑتال کریں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا (۳۲) اب جب لوگوں نے کفر و انکار کا راستہ

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا اختیار کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے

الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ سے روکا، اور رسولؐ سے اختلاف اور

لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا جھگڑا کیا، باوجود اس کے کہ اُن پر ہدایت

اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيُحْبِطُ کا راستہ بالکل واضح ہو چکا تھا، تو وہ

اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا

سکتے، بلکہ اللہ اُن کے سارے اعمال، اُن کا سب کیا کرایا برباد کر دے گا۔

آیت ۳۱ کی تشریح

خداوندِ عالم کا فرمانا: "یہاں تک کہ ہم یہ معلوم کرلیں کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں؟" خداوندِ عالم کے علم کی صفت اُس کی عینِ ذات ہے۔ خداوندِ عالم کسب و تجربے سے علم حاصل نہیں کرتا۔ اِس لیے اُس کے ہاں جہل کا ہونا ہی محال ہے، اِسی لیے قرآن مجید نے

www.drhasanrizvi.com

جہاں جہاں بھی خداوندِ عالم کے لیے علم کی صفت بیان فرمائی ہے وہ اسی معنی میں ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہوگا سب کا سب اُس کو پوری پوری طرح معلوم ہے، جو نہ ہوگا اُس کا بھی اُسے پورا علم ہے ________ اور اگر وہ ہوتا تو کیوں کر ہوتا، یہ بھی وہ خوب اچھی طرح سے جانتا ہے۔ غرض خدائے تعالیٰ کے علم کی صفت اُس کی عینِ ذات ہے

★ (حاشیہ: القرآن المبین امداد حسین کاظمی)

★ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے خداوندِ عالم کے علم کی ہمہ گیری کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ وَلَا يُغَيِّرُهُ زَمَانٌ وَلَا يَحْوِيهِ مَكَانٌ وَلَا يَصِفُهُ لِسَانٌ، لَا يَعْزُبُ عَنْهُ عَدَدُ قَطْرِ الْمَاءِ وَلَا نُجُومِ السَّمَاءِ وَلَا سَوَافِي الرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ وَلَا دَبِيبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا، وَلَا مَقِيلِ الذَّرِّ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ يَعْلَمُ مَسَاقِطَ الْأَوْرَاقِ وَخَفِيَّ طَرْفِ الْأَحْدَاقِ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غَيْرَ مَعْدُولٍ بِهِ"

یعنی: "خداوندِ عالم کو ایک حالت دوسری حالت سے سدِ راہ نہیں ہوتی، نہ زمانہ اُس میں تبدیلی پیدا کرتا ہے، نہ کوئی جگہ اُسے گھیرتی ہے اور نہ زبان اُس کا وصف بیان کر سکتی ہے اُس سے پانی کے قطروں اور آسمان کے ستاروں اور ہوا کے جھکڑوں کا شمار، اور چکنے پتھر پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور اندھیری رات میں چھوٹی چیونٹیوں کے قیام کرنے کی جگہ کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہوں اور آنکھ کے چوری چھپے اشاروں کو بھی جانتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ نہ اُس کا کوئی ہمسر ہے ... الخ

(خطبہ ۱۷۸ از نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾	(۳۳) (اِس لیئے)، اے ابدی حقیقتوں کو دل سے ماننے والے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو، اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿۳۴﴾	(۳۴) (اِس لیے کہ) یہ حقیقت ہے، کہ جنھوں نے کفر و انکار کا راستہ اختیار کیا، اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا، پھر وہ اپنی اُسی حالتِ کفر میں مر گئے تو اللہ اُنھیں کبھی معاف نہیں کرے گا۔

تقابلی مطالعہ — اِن آیات میں مومن اور کافر کے اعمال کا اور ایمان کا مقابلہ کیا گیا ہے۔

آیت ۳۳ میں مومن کو ہدایت فرمائی جارہی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت (کی حفاظت) کرو اور (نافرمانی کرکے) اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔" جبکہ کافر نافرمانی کرتا ہے، خدا اور رسولؐ پر ایمان نہیں رکھتا جبکہ مومن کی ساری محبتوں کا مرکز خدا اور رسولؐ ہوتے ہیں۔ مومن خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چاہتا ہے، جبکہ کافر، خود تو خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چاہتا نہیں، بلکہ دوسروں کو بھی خدا کے راستے سے روکتا ہے۔ (اگر کافر اِسی حالت میں مرجائے تو اللہ اُسے معاف نہ کرے گا) تفسیر نور

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا مومن سے یہ فرمانا کہ: "اپنے (نیک) اعمال کو برباد نہ کرو"
یعنی: بِالشَّكِّ وَ النِّفَاقِ (یعنی) دین کے معاملات میں شک کرنے، اور منافقت کا طرزِ عمل اختیار کرکے اپنی نیکیوں کو برباد نہ کرو۔"
★ (تفسیر مجمع البیان بقول عطا)

★ معلوم ہوا کہ نیک اعمال کی حفاظت اسی طرح کرنی چاہیئے جیسے دنیا کے مال و دولت کی حفاظت چور اور ڈاکوؤں سے کی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر انسان دین کی حفاظت شکوک اور شبہات کے دور کرنے سے نہ کرے یا دل میں کفر اور زبان پر ایمان رکھے تو اُس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ کیوں کہ اس عالم میں وہ نیک کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے یا آخرت کا اجر حاصل کرنے کے لیے نہیں کرتا، بلکہ دُنیوی مفادات حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔
★ (مؤلف)

مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ؂ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
★ (اقبالؔ)

اعمال کے برباد ہونے کے اسباب

(۱) کسی کے ساتھ نیکی کرکے اُس کا احسان جتانا۔ اور دکھاوے کے لیے نیکیاں کرنا۔ خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا:
"اے ایمان والو! اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کرکے لوگوں کو احسان جتا کر تکلیف پہنچا کر (اپنی نیکیوں کو) ضائع و برباد نہ کرو، اُس شخص کی مانند جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔ (کیوں کہ) وہ خدا اور یومِ آخرت کو دل سے نہیں مانتا۔" (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۴)

(۲) "تکبر اور خود کو بڑا سمجھنا، خود پسندی۔ حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: "تکبر اور خود پسندی نیکیوں کو یوں ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ ایندھن کو۔" (تفسیر روح البیان جلد ۸)

(۳) "حسد" آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "حسد سے بچو کہ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا ڈالتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔" ★ (بحار الانوار جلد ۳)

★ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا: "حاسد کے لیے دو آگیں ہیں۔ ایک حسد کی آگ، دوسری جہنم کی آگ۔ (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى (۳۵) پس تم ہمت نہ ہارو اور اپنی طرف
السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ سے صلح کی بھیک نہ مانگو (آخر کار)
وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ تم ہی غالب رہنے والے ہو (کیوں کہ)
اَعْمَالَكُمْ ۝۳۵ اللہ تمھارے ساتھ ہے، وہ تمھارا اعمال

ہرگز برباد نہ کرے گا۔ (یا) وہ ہرگز تمھارے اعمال (کے اجر) میں کمی نہیں کرے گا۔

اسلام دینِ صلح ہے مگر "ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد" ہر چیز کا ایک محل اور موقع ہوتا ہے۔ خداوندِ عالم نے فرمایا: "اگر وہ صلح کی بات کر کے تمھیں دھوکا دینا چاہیں (تو ان کی باتوں میں نہ آنا) کیوں کہ یقیناً تمھارے لیے خدا بہت کافی ہے۔" (سورۃ الانفال آیت ۶۲)
(ڈرنے کی کوئی بات نہیں)

★ جناب امیرالمومنین ؑ نے اپنے فرمان میں، جو مالکِ اشتر کو لکھا تھا، دونوں صلحوں کے بارے میں یوں تحریر فرمایا: "جب دشمن تمھیں صلح کرنے کی دعوت دے جس میں خدا کی رضامندی بھی ہو تو اس کی پیش کش کو مت ٹھکراؤ۔" (نہج البلاغۃ خطبہ ۵۳)

★ اس لیے مسلمان کو صلح اور جنگ کے موقع پر یہ بات پہچاننی ضروری ہے کہ یہ صلح کی پیش کش واقعاً صحیح ہے یا صرف دھوکا یا حملہ کرنے کی مہلت مانگی جارہی ہے۔ اس لیے یہ ایک پیچیدہ ترین مسئلہ ہے جس کو صرف ماہرین جو اہلِ فہم ہوں وہی حل کرسکتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

★ رہی امام حسن ؑ کی صلح، تو وہ آپ نے اس لیے قبول فرمائی کہ آپ کے اکثر ساتھی جہاد پر آمادہ نہ تھے۔
نیز حضورِ اکرم ؐ نے فرمادیا تھا: "ھُمَا اِمَامَانِ قَامَا اَوْ قَعَدَا" میرے یہ دونوں نواسے امام حسن ؑ اور امام حسین ؑ یہ دونوں امام ہیں خواہ جہاد کے لیے کھڑے ہوں یا صلح کرکے بیٹھ جائیں۔ (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝۳۶

(۳۶) یہ دنیا کی زندگی تو محض ایک کھیل تماشا ہے۔ لیکن اگر تم خدا اور رسولؐ کو دل سے مان کر ان پر ایمان لاؤ اور خدا کی ناراضگی اور برائیوں سے بچتے رہنے کی زندگی اختیار کرو، تو اللہ تمھیں تمھارا اجر عطا فرمائے گا اور وہ تم سے تمھارا مال نہیں مانگے گا۔

دنیاوی زندگی کھیل تماشا ہے

قرآن مجید میں دنیا کی زندگی کو جہاں جہاں بھی لھو ولعب (یعنی) کھیل تماشا فرمایا ہے، وہ ہمیشہ آخرت کی زندگی کے مقابلے پر فرمایا ہے۔ متناہی اور لامتناہی زندگی کا مقابلہ ہی کیا؟ جس زندگی کو کھیل تماشا فرمایا گیا ہے اُس سے مراد ایسی دنیوی زندگی ہے جس میں انسان خدا اور آخرت کو بھول کر دنیا کی رنگینیوں میں کھو جائے ہے ...... (فصل الخطاب، تفسیر ماجدی)

چیست دنیا از خدا غافل شدن ۔۔۔ نے قماش و نُقرہ و فرزند و زن

یعنی: دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہو جانا۔ ورنہ مال و دولت، سونا، چاندی، بیوی بچے دنیاداری نہیں ہے۔ (مولانا روم)

مال و دولت، بیوی بچے یہ سب چیزیں انسان کی دنیوی زندگی کے لیے ضروری ہیں مگر ان کو اسبابِ زندگی سمجھنا چاہیے، مقصدِ زندگی نہیں بنا لینا چاہیے۔ (مؤلف)

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں ۔۔۔ محفل گداز! گرمیٔ محفل نہ کر قبول (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

لَھْو و لَعِب ایسے کھیل کو کہتے ہیں جس میں خیالی تنظیم بھی پایا جائے اور ایک خیالی مقصد تک پہنچا جا سکے۔ "لَھْو" ایسی زبردست مشغولیت کو کہتے ہیں جو انسان کو پوری طرح اپنی طرف متوجہ کر لے اور ہر اہم کام سے توجہ ہٹا دے۔

★ (مفردات القرآن امام راغب - لسان العرب)

★ دنیا کی زندگی "لعب" بھی ہے اور "لھو" بھی۔ کیوں کہ جب انسان آخرت سے بے خبر ہو کر دنیا کی حلال و حرام لذّتوں میں کھو جاتا ہے تو آخرت اور فرائضِ الٰہیہ، حلال و حرام سب بھول جاتا ہے۔ پھر اُس کا مقصد صرف دنیا کی ناپائیدار لذّتوں کو حاصل کرنا رہ جاتا ہے۔

★ (تفسیر نمونہ)

★ جبکہ ایمان اور تقویٰ کی زندگی کھیل تماشا نہیں کیوں کہ اس کا واضح و ٹھوس مقصد خدا کو راضی کرنا اور اس کا دائمی اجر حاصل کرنا نہیں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ایمان اور تقویٰ کی زندگی کا اختیار کرنا ہے جس کا اصل مقصد خدا کی رضا اور آخرت کا انعام حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ "اگر تم ایمان اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرو گے تو خدا تمھیں اُس کا بھرپور اجر عطا فرمائے گا۔"

جناب سیّدہ فاطمہ زہرا ص نے اپنے خطبۂ لمہ میں فرمایا

تمام تعریف (حمد) اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا، اسی کے لیے شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی وحی و الہام کے ذریعہ ہماری ہدایت فرمائی۔۔۔۔ اُس نے ساری کائنات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا، اور اپنی مشیّت سے جاری فرمایا، صرف اس لیے کہ اُس کی حکمت ثابت ہو جائے اور اُس کی اطاعت کی طرف لوگ مائل ہو جائیں۔۔۔۔ پھر اُس نے اپنی اطاعت پر بے حد ثواب رکھا، اور اپنی نافرمانی پر سزا رکھی۔"

(خطبۂ لمہ از جناب فاطمۃ الزہرا ص بحار الانوار، ناسخ التواریخ وغیرہ)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "خدا تم سے تمھارے اموال نہیں مانگتا" مطلب یہ ہے کہ (۱) خدا اپنی ہدایت فرمانے کے بدلے تم سے کوئی مال نہیں مانگتا۔ (۲) بعض نے لکھا کہ تم سے تمھارا سارا کا سارا مال نہیں مانگتا، بلکہ تھوڑا سا مال مانگتا ہے، وہ بھی تمھارے ہی فائدہ کے لیے۔ (۳) بعض نے لکھا کہ: صرف چندے کے لیے مانگتا ہے۔ (نمونہ - تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

اِنْ یَّسْــَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ یُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿۳۷﴾ اگر خدا تم سے تمہارا مال مانگتے ہوئے اصرار بھی کرے تو تم بخل سے کام لوگے اور اس طرح وہ تمہاری ناگواری ظاہر کردے۔ (۳۷)

هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾ ع ۸

دیکھو کہ تمہاری تو حالت یہ ہے کہ جب تمہیں اس بات کی دعوت دی جاتی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں سے کچھ لوگ تو بخل کرتے ہیں حالانکہ جو بھی بخل کرتا ہے وہ حقیقت میں خود اپنے سے کنجوسی کرتا ہے (کیونکہ) اللہ تو غنی ہے البتہ تم خود محتاج ہو۔ اب اگر تم منھ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔ (۳۸)

سوال: یہ ہے کہ پچھلی آیت ۳۶ میں تو خداوند عالم نے فرمایا کہ "خدا تم سے مال کا مطالبہ نہیں کرتا"۔ پھر اس

www.drhasanrizvi.com

آیت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے؟

پہلا جواب آیت کا دوسرا حصّہ اِس کا جواب ہے کہ: "جو شخص کنجوسی کرتا ہے وہ خود اپنے سے کنجوسی کرتا ہے، (یعنی) اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔" کیوں کہ سخاوت سے طبقاتی فاصلے کم ہوتے ہیں، معاشرے میں امن و امان، محبت، بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے۔ یہ تو دنیا کا ثواب ہے۔ رہا آخرت کا اجر، تو اُس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی و بے نیاز ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اصولی طور پر ساری کائنات جو ممکن الوجود ہے، اپنے وجود میں ہونے اور باقی رہنے میں اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ اگر ایک لمحہ اللہ جلّ شانہٗ کی رحمت کا فیض رُک جائے تو ساری کائناتِ عالم بھک سے اُڑ جائے۔

اِس لیے خداوندِ عالم نے فرمایا کہ اگر تم نے اپنی ذمّہ داروں کو نہ پہچانا تو یاد رکھنا کہ خدا غنیٔ مطلق ہے، اُس کو تمھاری قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے، اُس کا مقصد تمھارا امتحان لینا ہے اگر تم اِس کے لیے تیّار نہیں ہو، اور اپنی ذمّہ داریاں ادا نہیں کرتے تو پھر تمھاری چھٹّی کر دی جائے گی، (اور تمھاری جگہ اسی درسگاہِ عالم میں دوسروں کی کلاس جمے گی) اسی لیے خداوندِ عالم نے فرمایا:

"اے ایماندارو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین و ایمان سے پھر گیا (تو وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا کیوں) خدا ایسی قوم کو (تمھاری جگہ) لے آئے گا جسے وہ دوست رکھتا ہوگا، اور وہ قوم بھی اللہ کو دوست رکھتی ہوگی، جو مومنین سے انکساری اور تواضع کے ساتھ پیش آنے والی ہوگی، اور کافروں کے سامنے ڈٹ جانے والی ہوگی، وہ ایسے لوگ ہوں گے جو خدا کی راہ میں جہاد کریں گے، اور وہ بُرا بھلا کہنے والوں کی بُرائیوں ملامتوں کی کوئی پرواہ نہ کریں گے۔" (سورۃ المائدہ ۵ آیت ۵۴ پارہ ۶)

"یہ کونسی قوم ہے"؟ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "خدا کی قسم، خدا نے

www.drhasanrizvi.com

اپنے اس وعدے کو پورا فرما دیا اور غیر عرب کو جو عربوں سے کئی گنا بہتر ہیں اُن کا جانشین قرار دیا۔

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۱۰۸)

★ اصحاب کرام رضہ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ: "وہ کون لوگ ہوں گے جن کے بارے میں خداوندِ عالم فرما رہا ہے کہ: "اگر تم منہ پھیرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا، وہ پھر تمہارے جیسے نہ ہوں گے۔" ؟

حضور اکرم ص نے قریب بیٹھے ہوئے حضرت سلمان فارسی رض کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا: "یہ اور اس کی قوم۔ قسم ہے اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد ص کی جان ہے، اگر ایمان ثریا پر بھی لٹک رہا ہو گا تو فارس کے لوگ (ایرانی) اُسے وہاں سے بھی لے آئیں گے۔"

★ (تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان) تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۶۷

اور اہلسنت کی اہم ترین کتابیں مثلاً: محدث بیہقی، ترمذی، قرطبی، تفسیر روح البیان، ابوالفتوح تفسیر کبیر امام رازی۔

ایرانی قوم کی فضیلت

★ خداوندِ عالم کا فرمانا: "اگر تم نے منہ موڑا تو تمہارے بدلے اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو لے آئے گا۔ پھر وہ تمہاری ایسی نہیں ہوگی۔"

★ اس کی تفسیر میں جناب شیخ طوسیؒ نے کئی احادیث لکھی ہیں کہ "اُن سے مراد ایرانی قوم ہے۔"

★ (تفسیر علی ابن ابراہیم: تفسیر تبیان)

★ علامہ طبرسیؒ نے بھی کئی حدیثیں لکھی ہیں جن میں سے ایک حدیث بطریق اہلسنت بھی لکھی ہے اور دو حدیثیں ائمہ اہل بیت ع سے لکھی ہیں جن میں حضور اکرم ص نے فرمایا کہ: "اس قوم سے مراد ایرانی قوم ہے۔"

(تفسیر مجمع البیان)

حدیث کے الفاظ یہ ہیں: "لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مَنُوْطًا بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنْ فَارِسٍ"۔

یعنی: "اگر ایمان ثریا کے ساتھ بندھا ہوا ہو تا تب بھی ایرانی لوگ اُسے حاصل کر لیتے۔" (انوار النجف مجمع البیان)

★ حقائق اور تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کی جو خدمت فی زمانہ ایران کے لوگوں نے کی، کسی قوم نے نہیں کی،

www.drhasanrizvi.com

عالمِ اسلام کے فقہ کے ائمہ ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد ابنِ حنبل عجمی تھے۔
عالمِ اسلام کے تفسیر کے امام فخر الدین رازی عجمی تھے۔ امام غزالی جن کو امام رازی بھی اپنا امام لکھتے ہیں، عجمی تھے۔

★ اس صدی میں ایران ہی میں اسلامی حکومت قائم ہوئی جس نے امریکہ، روس اور تمام عالمی طاقتوں کا مقابلہ کیا اور کر رہی ہے۔
★ (مؤلف)

؎ طہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا ⁂ شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

★ بُرا ہو متعصب عرب قوم پرست مصنفین کا جو عجمیوں سے حسد اور عربیوں کے احساسِ برتری کی وجہ سے اکثر عرب مصنفین عجمیوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ "اُن سے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا" اصل میں یہ صرف حسد اور تکبر اور اُن کے احساسِ کمتری کا نتیجہ ہے۔
★ (فصل الخطاب)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ "اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں ہمیشہ خود ہمارا اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے، اور اس بات کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے کہ ہمارے بُخل و کنجوسی سے خداوندِ عالم کو کوئی نقصان ہو۔ کیوں کہ ہماری ساری کی ساری دولت خدائے تعالیٰ ہی کی بخشش اور مہربانی سے ہے۔ اور اُس کی دولت کے سامنے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔"
"چہ پدی چہ پدی کا شوربا۔"
(تفسیر ماجدی)

؎ محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے ⁂ ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند
(اقبالؔ)

★ "سورۃ محمدؐ کی تفسیر ختم ہوئی"

www.drhasanrizvi.com

سُورۃ الفتح ۴۸ کے فضائل

اور خصوصیات

★ عبداللہ ابنِ مسعود کہتے ہیں کہ حُدیبیہ سے حضورِ اکرمؐ بے حد غمگین لوٹ رہے تھے کہ سورۃ الفتح نازل ہوئی۔ اِس پر آپؐ اِس قدر خوش ہوئے کہ اُس خوشی کی انتہا بس خدا ہی جانتا ہے۔

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: " جو شخص اِس سورۃ کو سمجھ کر پڑھے گا، وہ اُس شخص کی مانند ہوگا فتحِ مکّہ کے موقع پر میرے ساتھ ساتھ میرے لشکر میں آیا ہے اور اُس شخص کی مانند بھی ہوگا جس نے اُس درخت کے نیچے جو حُدیبیہ میں تھا میری بیعت کی۔

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۱۰۸)

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: " مجھ پر ایک آیت ایسی اُتری ہے جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔" (مراد سورۃ الفتح کی پہلی دو سری آیات)

(تفسیر مجمع البیان جلد ۹)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرتِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: " اپنے مالوں، عورتوں، اور املاک و اموال

www.drhasanrizvi.com

کو سورۃ الفتح پڑھ کر محفوظ کرلو۔

* جو شخص مسلسل سورۃ الفتح کو پڑھتا رہے گا، قیامت کے دن ایک پکارنے والا اُسے اس طرح پکارے گا کہ تمام مخلوق اُس پکار کو سُنے گی، وہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے پکارے گا: "یہ میرے مخلص بندوں میں سے ہے۔ اسے میرے صالح بندوں کے ساتھ ملا دو، اور اسے جنت کے نعمتوں سے بھرے گئے باغوں میں داخل کردو، اور جنتوں کے خاص الخاص مشروبات سے اسے سیراب کرو۔"

* (تفسیر نور الثقلین جلد ۵ ص۴۶، کتاب ثواب الاعمال)

* ظاہر ہے کہ کسی چیز کے پڑھنے کے اسقدر زبردست فضائل، طوطے کی طرح بے سمجھے پڑھنے سے تو ہرگز حاصل نہیں ہوسکتے۔ یہ تمام فضائل صرف اُسی وقت حاصل ہوسکتے ہیں کہ انسان اس سورۃ کو بغور سمجھ کر پڑھے گا، تاکہ اس کا علم اُس کا جزو بن سکے اور اس طرح وہ ذہنی، روحانی، اخلاقی اور ایمانی طور پر ترقی کرے اور اُس کا کردار سورۃ کی تعلیمات کے مطابق درست ہوجائے۔

(تفسیر نمونہ)

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:
"جو شخص لڑائی جھگڑے کے وقت اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا وہ محفوظ رہے گا، اور اُس پر خیر کے دروازے کھل جائیں گے۔
اور جو شخص اس سورۃ کا پانی دھوکر پیے گا اُس کے دل کی دھڑکن معمول پر آجائے گی، بحری سفر میں اس سورۃ کو اپنے ہمراہ رکھے تو غرق ہونے سے محفوظ رہے گا۔
(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

آیاتها ۲۹	سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ	رُکُوعَاتُها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فائدے اور فیض پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا (۱) حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ کو
مُّبِيْنًا ۝۱ ایک کھلی ہوئی نمایاں فتح دی ہے۔

فتحِ مبین سے مراد : تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ خداوندِ عالم نے "فتحِ مبین" "صلحِ حُدَیبیہ" کو فرمایا ہے یعنی صلحِ حُدیبیہ کھلی ہوئی فتح ہے۔

☆ (تفسیر کبیر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مجمع البیان، تفسیر میزان، فی ظلال القرآن، کشاف، تفسیر نمونہ۔ تفسیر انوار النجف)

★ اب بالکل واضح ہو گیا کہ اسلام کے نزدیک فتح لوٹ مار کو نہیں کہتے، بلکہ صلح و آشتی کو کہتے ہیں۔ پھر ملاحظہ فرمائیں کہ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر فتح کا اعلان بھی صیغۂ ماضی میں کیا جا رہا ہے، گویا صلح ہی فتح ہے یعنی جب صلح ہو گئی تو فتح ہو چکی مستقبل میں فتح کا وعدہ نہیں کیا جا رہا ہے۔ اسی لیے صدرِ اوّل کے تمام صحابہ حُدیبیہ ہی کو فتح مبین کہا کرتے تھے۔ ★ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ " اسلام مادّی فتوحات کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا ۔ بلکہ روحانی اور اخلاقی فتح کو فتح سمجھتا ہے ، جو صرف اور صرف صلح اور آشتی سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ کیوں کہ فوجوں کو شکست دینا آسان ہوتا ہے مگر نفس پر قابو پاکر خوں ریزی کے محرکات کو دبا دینا بہت مشکل کام ہے ۔ (تفسیر ماجدی)

★ فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسن علیہ السلام کی صلح پر اعتراض کرنے والے اُن کی روحانی ، اخلاقی اور حقیقی فتح نہ سمجھ سکے ۔ آج ساری دنیا امام حسنؑ کو امام کہہ کر پکارتی ہے اور اُن کے حریف کی کوئی حقیقت یا عظمت ماننے کو تیار نہیں ۔ ★ (مؤلف)

★ " جب یہ آیت اُتری اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ یہ صلح نہیں ہے بلکہ فتحِ مبین (کھلی ہوئی فتح) ہے ۔ تو اکثر مسلمان ششدر و حیران رہ گئے کہ آخر یہ دب کر صلح کیسے فتحِ مبین بن گئی ؟ یعنی مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ صلح کیسے فتحِ مبین قرار دی جا سکتی ہے ؟

★ حضرت عمر یہ آیت سُن کر سخت پریشان تھے ، جناب رسولِ خداؐ کے تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہؐ ! کیا فتح اسے کہتے ہیں ؟ حضورِ اکرمؐ نے فرمایا : " ہاں "
★ (ابن جریر ۔ تفہیم)

★ ایک اور صحابی حاضر ہوئے ، انھوں نے حضورِ اکرمؐ سے دریافت کیا : اچھا تو فتح ایسی بھی ہوتی ہے ؟
جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا : " ای والذی نفسی محمدؐ بیدہ انہ لفتح "
یعنی : ہاں ! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے حقیقتاً یہ فتح ہے ۔ "
★ (مسند احمد ۔ ابوداؤد)

★ ایک صاحب مدینہ میں حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے :
" حضورؐ ! یہ کیسی فتح ہے کہ ہم خدا کے گھر کے طواف سے روک دیئے گئے ؟ ہماری

www.drhasanrizvi.com

قربانی کے اونٹ منیٰ تک نہ جا سکے؟ آپؐ کو حدیبیہ ہی میں رک جانا پڑا؟ ہمارے دو مظلوم بھائی ابوجندل اور ابوبصیر ظالموں مشرکوں کے حوالے کیے گئے؟"

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: "بڑی غلط بات کہی گئی۔ یہ واقعتاً بڑی فتح ہے۔

تم مشرکوں کے عین گھروں کے دروازوں تک پہنچ گئے (گویا اُن کے سروں پر کھڑے تھے) پھر خود اُنھوں نے تمہارے سامنے اگلے سال آکر عمرہ کرنے کی درخواست پیش کی۔ تمھیں منا منا کر واپس جانے کے لیے خوشامدیں کیں، پھر خود اُنھوں نے جنگ بند کردینے اور صلح کر لینے کی درخواست کی، حالانکہ اُن کے دلوں میں تمہارے لیے جیسا بغض اور نفرت ہے وہ تم خوب جانتے ہو۔ پھر بھی اللہ نے تمھیں اُن کے اوپر غلبہ دیا۔

کیا تم وہ دن بھول گئے جب اُحد کی جنگ سے تم سرپٹ بھاگے چلے جا رہے تھے اور میں تمھیں پیچھے سے پکار رہا تھا؟ مگر تم پلٹنے کا نام بھی نہ لیتے تھے،

کیا تم وہ دن بھی بھول بیٹھے جب جنگِ احزاب میں ہر طرف سے دشمن تم پر چڑھ آئے تھے، اور تمہارے کلیجے منھ کو آ رہے تھے۔؟

* (بیہقی، بروایت عروہ ابنِ زبیر، تفسیر درِ منثور جلد ۶ صـ ۶۸
تفہیم القرآن۔ مولانا مودودی صـ ۴۳ جلد ۵)

* مگر کچھ وقت نہ گذرا تھا کہ صلحِ حدیبیہ کے اثرات ظاہر ہوئے اور سب سمجھ گئے کہ واقعتاً یہ کھلی ہوئی فتح تھی۔ اسلام کے لیے یہ فتحِ عظیم ثابت ہوئی۔

* (تفسیر انوار النجف۔ مجمع البیان، تفہیم۔ تفسیر کبیر)

* حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت جابر ابنِ عبداللہ انصاری، حضرت برا ابنِ عازب تینوں صحابی فرمایا کرتے تھے کہ: "لوگ فتحِ مکہ کو فتح کہتے ہیں، جبکہ ہم صلحِ حدیبیہ کو فتحِ مبین سمجھتے ہیں"

* (بخاری، مسلم، مسند احمد۔ ابنِ جریر، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ (۲) تاکہ اللہ آپ کی (سب) اگلی
مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ پچھلی کوتاہیوں (مراد مشرکوں کے الزامات)
يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ کو ڈھانپ لے (یا مسلمانوں کی اُن
يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ خامیوں کو معاف کر دے جو ۱۹ سال سے
اسلام کی سربلندی کے لیے کام کرتے ہوئے رہ گئی ہیں) اور آپ پر اپنی
نعمتوں کو مکمل کر دے، اور آپ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دے۔

٭ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "آپ کو بڑی نمایاں فتح عطا کی، تاکہ آپ کے وہ قصور معاف کر دے جو آپ سے پہلے والے ہوں یا بعد والے ہوں۔"

صاحبِ تفسیرِ جلالین نے لکھا: "اِس آیت میں تاویل کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ انبیاءِ کرام معصوم ہوتے ہیں جو قطعی عقلی دلیل سے ثابت ہے۔"

(تفسیرِ جلالین)

٭ مگر سوال یہ ہے کہ وہ تاویل کیا ہونی چاہیئے؟ اور کون تاویل پیش کرے۔ اِس سے وہ کترا گئے۔

سوال یہ ہے کہ خداوندِ عالم کی بارگاہ میں جو بندے سے گناہ ہوئے ہوں اُن کا معاف ہونا فتح کے ذریعے، کتنی عجیب سی بات ہے۔ آخر فتحِ مبین اور گناہوں کے معاف ہونے میں کیا تعلق ہے؟

اِس لیے ضروری ہے کہ ہم "ذَنْب" کے لفظ پر غور کریں جس کے معنی "گناہ" کے ہیں۔ مگر یہاں وہ گناہ مراد نہیں ہو سکتے جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہ قرار دیا ہے۔ بلکہ یہاں "ذَنْب" یعنی گناہ سے مراد

www.drhasanrizvi.com

وہ گناہ ہیں جن کو لوگ گناہ سمجھتے ہیں۔ مشرکین کے نزدیک سب سے بڑے گناہگار جناب رسولِ خدا تھے کیوں کہ آپؐ اُن کے جھوٹے، من گھڑت خداؤں کے دشمن تھے۔ اِس لیے وہ آں حضرتؐ کو بہت بُرا بھلا کہا کرتے تھے۔ مگر فتحِ مکہ کے بعد اُن کی زبانیں بند ہوگئیں، بلکہ آہستہ آہستہ مسلمان ہونے لگے، پھر وہ اقرار کرنے لگے کہ رسولِ خداؐ نے جو کچھ ماضی میں کیا وہ بھی صحیح تھا' اور جو بعد میں کیا وہ بھی صحیح ہے اب آپؐ پر کوئی حرف گیری نہ کرسکا۔ گویا اب آپؐ کو کوئی مجرم گنہگار رکھنے والا نہ رہا۔

* (فصل الخطاب مولنا علی نقی صاحب)

* اِس تفسیر کے اعتبار سے آیت کا ترجمہ یوں کیا جانا چاہیئے:

"ہم نے تیرے واسطے واضح کامیابی فراہم کردی، تاکہ خدا تیرے گذشتہ اور آئندہ کے وہ گناہ (جن کی مشرکین تیری طرف نسبت دیتے ہیں) ڈھک دیے۔ (یعنی) ختم کردیے کالعدم قرار دے دیے۔ * (تفسیر نمونہ)

* حضرت نبی کریمؐ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اونٹوں کو نحر کرلو اور سروں کو منڈوا لو۔ لیکن وہ کہنے لگے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، حالاں کہ نہ ہم نے طواف کیا اور نہ سعی کی۔؟

آپؐ صحابہ کے اِس ردِعمل سے غمزدہ ہوکر جناب اُمِ سلمہؓ کے خیمہ میں داخل ہوئے۔ اُمِ سلمہؓ نے عرض کی کہ حضور آپؐ خود بنفسِ نفیس اپنے اونٹوں کو نحر کرکے سر منڈوالیں۔

چنانچہ آپؐ کے عمل کے بعد صحابہ نے بھی بعضوں نے یقین کی بناء پر اور بعضوں نے شک و رَیب میں مبتلا، ہوکر چار و ناچار حضورؐ کے عمل کی اتباع کی۔

پس آپؐ مدینہ کی طرف چل دیے اور جب مقامِ تنعیم میں پہنچے تو ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لیے اُترے۔ تو وہ صحابہ جنھوں نے صلح پر نکتہ چینی کی تھی، اپنے معذرت نامے پیش کیے اور حضورؐ اکرم سے معافی کی درخواست کی۔ چناں چہ آیتِ رضوان نازل ہوئی۔ " اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ ..... تا آخر "

یعنی: "ہم نے آپؐ کو فتحِ مبین عطا کی، تاکہ اللہ تیرے (یعنی تیری اُمت کے) سابق و لاحق گناہ بخش دے" (انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا (۳) اور آپؐ کو اللہ باعزت غلبہ
عَزِيْزًا ③ عطا فرمائے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ (۴) وہی "اللہ" ہے جس نے ایمان
فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ والوں کے دلوں میں سُکون و
لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اطمنان اُتارا، تاکہ وہ اپنے موجودہ
اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ ایمان میں مزید ترقی کریں (غرض)
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَ آسمانوں اور زمین کے سب لشکر
كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ④ اللہ ہی کے قبضے میں ہیں۔ اور
اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا بھی ہے اور گہری حقیقتوں کے
مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے۔

★ خداوندِ عالم کا آخر میں فرمانا کہ: "تم کو زبردست نصرت بخشے" نَصْرًا عَزِيْزًا "عَزِيْزًا" کے معنی زبردست، بے مثال، نادر، بے نظیر۔ یعنی ایسی امداد کہ جس کی وجہ سے دشمن مغلوب اور عاجز ہو جائیں۔
★ (مفردات القرآن امام راغب)

★ **آیت کی تشریح**

★ خداوندِ عالم کا فرمانا "تاکہ ان کے ایمان میں مزید اضافہ ہو۔" اس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

اِسی لیے ایمان کے مراتب ہیں۔ کیوں کہ ایمان کا دار و مدار علم و معرفت پر ہوتا ہے، اور علم و معرفت کے مدارج ہوتے ہیں، اِس لیے ایمان کے بھی مدارج ہوتے ہیں۔ مومن ہمیشہ علم و معرفت کے بڑھانے کے ذریعے اپنے ایمان کو بلند درجات کی طرف بڑھاتا رہتا ہے۔ اسی لیے . . . . .

• فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"ایمان کے دس درجے ہیں بالکل اِسی طرح جیسے سیڑھیوں کے پٹلے ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔" ✶ (بحار الانوار جلد ۶۹)

★ دوسری حدیث میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ایمان کو سات حصّوں میں تقسیم فرمایا ہے: (۱) نیکی (۲) سچائی (۳) یقین (۴) رضا (۵) وفا (۶) علم (۷) حلم۔"

پھر اُسے لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔ اب جو شخص ان ساتوں چیزوں کا مالک ہے وہ کامل الایمان ہے۔ لیکن اکثر لوگ، کوئی ایک حصّہ ایمان کا رکھتے ہیں، کچھ لوگ دو حصّے رکھتے ہیں، کچھ تین، یہاں تک کہ کچھ لوگ ساتوں حصّے ایمان کے مالک ہوجاتے ہیں۔

پھر فرمایا: "جو ذمّہ داری دو حصّوں والے کی ہے اُس کو ایک حصّے والے کے سر پر نہ رکھو، اور جو ذمّہ داری ایمان تین حصّے رکھنے والوں کی ہے، اُسے دو حصّے رکھنے والوں کے کاندھوں پر نہ رکھو۔ ایسا نہ ہو کہ اُن پر زیادہ بار ہوجائے اور وہ زحمت میں پڑجائیں۔"

✶ (کافی جلد ۲ باب درجات الایمان)

اِس لیے یہ کہنا غلط ہے کہ ایمان میں کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی۔

★ جو سچّے واقعی مومن تھے اُنھیں صلحِ حدیبیہ کے بارے میں ذرّہ برابر شک و شبہ نہ ہوا اُنھیں کے لیے خداوندِ عالم نے فرمایا: "اللہ نے اُن کے دلوں پر سکون و اطمینان اُتارا۔"

✶ (تفسیر علی ابنِ ابراہیم)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا "سکینہ" (اطمینان) سے مراد ایمان ہے"...... (تفسیر صافی)

★ ایمان میں اضافے اور دل میں سکون اُتارنے کا مطلب یہ ہے کہ "سچے مومنین کے باطن میں خدا نے اور زیادہ یقین، اطمینان اور نورانیّت کو پیدا کر دیا۔ گویا ایمانِ استدلالی اور ایمانِ بُرہانی کے ساتھ ساتھ ایمانِ عیانی (وہ ایمان جو مشاہدات پر مبنی ہو) بھی نصیب ہوا۔" ... (تفسیر روح المعانی)

★ اس سکون و اطمینان کے معنی سمجھنے کے لیے تھوڑا سا اُس ماحول کو دیکھنا ہو گا جو اُس زمانہ میں مسلمانوں پر گزر رہا تھا۔ جب رسولِ خداؐ نے عمرے کے لیے مدینے سے مکہ جانے کا ارادہ کیا جس میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ اُس وقت اگر مسلمان بے حد خوفزدہ ہو جاتے کہ ہم خود موت کے منھ میں جا رہے ہیں تو کیا ہوتا؟ اُس وقت مسلمان یہ سوچتے کہ مکے کے مشرکین پورے اسلحے کے ساتھ ہم پر ٹوٹ پڑیں گے تو اُن کا دم نکل جاتا۔ پھر جب مسلمانوں نے سُنا کہ مکّہ والے حملہ کرنے والے ہیں تو اُس وقت مسلمانوں میں بھگدڑ پڑ سکتی تھی پھر جب مکّہ کے قریب مکّہ والوں نے مسلمانوں پر شب خون مارے اُس وقت بھی مسلمان گھبرا کر بھاگ سکتے تھے۔ پھر جب حضرت عثمان جو مسلمانوں کے نمائندہ بن کر مکّہ شہر میں گئے تھے اور اُن کے قتل ہو جانے کی اطلاع ملی تو مسلمانوں کی حالت غیر ہو سکتی تھی۔ پھر جب ابوجندل مظلومیت کی تصویر بنے کھڑے تھے اور رسولِ خداؐ معاہدہ کر چکے تھے، اس لیے اُن کو کافروں کے حوالے کر رہے تھے، اگر اُس وقت مسلمان مشتعل ہو جاتے تو سارے کا سارا معاملہ خراب ہو سکتا تھا۔ پھر جب رسولِ خداؐ صلح کی شرائط طے کرنے لگے جو مسلمانوں کو سخت ناگوار تھیں، اگر مسلمان صبر سے کام نہ لیتے تو صلح حدیبیہ کی عظیم فتح، شکست سے تبدیل ہو جاتی۔ یہ سراسر اللہ تعالٰی کا فضل و کرم تھا کہ ایسے ایسے نازک مرحلوں پر مسلمانوں نے صبر، سکون اور اطمینان سے کام لیا۔ یہی وہ سکینت تھی جو خدا نے مسلمانوں کے دلوں پر اتاری تھی، اور اسی سکینت کی وجہ سے مسلمان ایسے خطرناک اور نازک ترین مراحل سے کامیابی سے گزر گئے۔ ★ (تفسیر کبیر، تفہیم، مجمع البیان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

؎ آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا ٭ آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

٭ (اقبال)

٭ اگر آج بھی مسلمان، عالمِ کفر و شرک کے مقابلے پر ڈٹ جائیں اور صبر و ہمت سے خدا پر بھروسہ کرلیں، تو آج بھی خدا مسلمانوں کے دلوں پر سکینت کو نازل کر سکتا ہے۔ اس کی مثال ایران میں ظالم و جابر آمر کے خلاف امام خمینیؒ کا جہاد ہے۔ آج کشمیر کے مسلمان جس صبر و سکون سے ستر ہزار شہداء کی لاشوں پر عالمِ شرک و کفر کا مقابلہ کر رہے ہیں، یہ بھی خدا کی عطا کی ہوئی سکینت ہی کی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔

٭ (مؤلف)

٭ بعض روایات نے "سکینہ" کے معنی "ایمان" بیان کیے گئے ہیں۔

٭ (تفسیر برہان جلد ۴ صفحہ ۱۱۴)

٭ بعض روایات میں "سکینہ" جنت کی ایک خاص ہوا کا نام بھی ہے۔ جو مومن کو نہایت لطف و سکون و راحت بخشتی ہے۔

٭ ... (تفسیر برہان جلد ۴)

٭ غرض سکینہ (سکون) ایمان کی پیداوار ہے اور ایمان نسیم بہشت کی طرح انسان کو آرام بخشتا ہے۔

٭ (تفسیر نمونہ)

مثلاً (۱) قرآن نے بتایا کہ ایمان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ "مومن سوا خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا۔" (سورۃ احزاب آیت ۳۹ پارہ ۲۲)

(۲) مومن نقصانات سے بہت زیادہ غمزدہ نہیں ہوتا: "تاکہ جو ضائع ہو جائے اُس پر تم افسوس نہ کرو، اور جو ملے اُس پر بہت زیادہ خوش نہ ہو جاؤ۔" (سورۃ الحدید آیت ۲۳ پارہ ۲۷)

(۳) مومن خود کو کسی مصیبت میں اکیلا نہیں سمجھتا کیوں کہ قرآن نے فرمایا: "اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے" (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۳)

(۴) مومن سُست، کمزور اور مایوس نہیں ہوتا۔ کیوں قرآن نے فرمایا: "نہ سُست ہو، نہ غم کرو تم ہمیشہ سربلند رہو گے، اگر تم واقعی مومن ہو۔"

(سورۃ آلِ عمران آیت ۱۳۹ پارہ ۴)

www.drhasanrizvi.com

لِّیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (۵) یہ سب اس لئے کیا گیا ہے تاکہ خدا
وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مومنوں اور مومنات کو جنّت کے
مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ اُن سرسبز و شاداب گھنے باغوں
فِیۡهَا وَ یُکَفِّرَ عَنۡهُمۡ میں داخل کرے جن کے نیچے سے نہریں
سَیِّاٰتِهِمۡ ؕ وَ کَانَ ذٰلِكَ بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ
عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۙ﴿۵﴾ رہیں گے اور اس طرح اُن کی بُرائیاں
اُن سے دُور کر دے۔ اور یہ اللہ کے نزدیک بہت
بڑی کامیابی ہے۔

★ قرآن مجید میں اکثر مرد عورتوں کا اجر ایک ساتھ ہی بیان فرمایا جاتا ہے۔ لیکن اس موقع پر عورتوں کے خاص طور پر اجر ملنے کو بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ غلط فہمی دور ہو جائے کہ صلح حدیبیہ میں شریک صرف مردوں ہی کو اجر ملے گا، عورتوں کو نہ ملے گا۔ کیوں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہ عورتیں بھی قابلِ داد و تحسین ہیں کہ جو اپنے شوہروں، بیٹوں، بھائیوں، باپوں، چچاؤں وغیرہ کو ایسے خطرناک سفر پر جانے سے نہیں روک رہی تھیں، نہ آہ و فغاں کر رہی تھیں، بلکہ اپنے مردوں کی ہمت افزائی فرما رہی تھیں، کہ ہم تمہارے بچوں اور گھروں کی حفاظت کریں گی، تم بالکل مطمئن اور بے فکر ہو کر جہاد پر جاؤ۔

اگر خدانخواستہ عورتیں واویلا مچانے لگتیں کہ تمہارے جانے کے بعد کہیں منافقین ہم پر حملہ نہ کر دیں

www.drhasanrizvi.com

تو ایسے حالات میں مسلمان گھروں میں بیٹھ رہتے۔

اِس لیے عورتیں اگر گھروں اور بچّوں کی حفاظت کریں تو وہ بھی مردوں کی طرح جہاد میں شریک قرار دی جاتی ہیں، اور مردوں کی طرح اجر پاتی ہیں۔

عورتوں کا جہاد گھروں اور بچّوں کی حفاظت اور تربیت ہوتا ہے۔ یہ جہاد میدانِ جنگ کے جہاد سے کسی طرح کم مشکل نہیں ہوتا۔ اِس لیے عورتوں کو مجاہدین کے اجر میں برابر کا شریک قرار دیا گیا۔

* اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اُن کی بُرائیاں اُن سے دور کردے۔"

یعنی: بشری کمزوریوں کی بنا پر مسلمانوں سے جو قصور سرزد ہوتے ہیں، وہ اُنھیں معاف کردے، تاکہ جنّت میں داخل ہوتے وقت اُن کے قصوروں کا کوئی اثر اُن پر باقی نہ رہے تاکہ وہ جنّت میں اِس طرح داخل ہوں کہ کوئی داغ دامن پر نہ ہو جس کی وجہ سے اُنھیں وہاں شرمندگی یا ملال اُٹھانا پڑے، وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوجائیں کہ ؎ دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں۔

* (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، انوار النجف)

شانِ نزول

جب اِس سورۃ کی ابتدائی آیتوں میں رسولِ خداؐ کو فتحِ مبین کی بشارت دی گئی تو کچھ مسلمان جو حدیبیہ کی صلح سے ناراض تھے حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں آکر بولے: "اے خدا کے رسولؐ! یہ خدائی نعمتیں آپؐ کو مبارک۔ خدا کو جو کچھ آپ کو دینا تھا وہ تو بیان کردیا۔ یہ بتائیے کہ خدا ہمیں کیا دے گا؟ اُس موقع پر یہ آیت اُتری اور اِس میں تمام مومنین و مومنات کو خوشخبری دی گئی کہ: (۱) اُن کے لیے بڑا زبردست اجر و ثواب تیار ہے۔ (تفسیر مراغی جلد ۲۶، تفسیر ابوالفتوح رازی جلد ۹، روح المعانی جلد ۲۶) (۲) مومنین کے لیے جنّت کے نعمتوں بھرے باغات ہیں (۳) جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے (۴) خدا کے نزدیک یہ فوزِ عظیم یعنی زبردست کامیابی ہے۔" اِس آیت میں خدا نے مومنین کے لیے مندرجہ بالا چار نعمتیں بیان فرمائیں اور رسولؐ کے لیے فتحِ مبین اور مغفرت، (اور مومنات کو مومنین کے اجر کے ساتھ شریک فرمایا۔) سبحان اللہ

(تفسیر نمونہ)

وَّ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۞ ٦

(٦) (اور یہ سب اس لیے بھی کیا گیا ہے تاکہ) اُن منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور عورتوں کو سزا دے، جو خدا کے بارے میں بُرے خیالات رکھتے ہیں، اِس بُرائی کا انجام اُنھیں کے خلاف ہوگا، اور اللہ اُن پر غضبناک ہے اور اُن پر لعنت کرتا ہے، اور اُن کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

خدا سے بدگمان لوگ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے صلح حدیبیہ کو دل سے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور جناب رسولِ خدا پر جھوٹے الزامات لگائے کہ معاذ اللہ ڈر گئے، دب گئے وغیرہ وغیرہ (معانی تفرقی)

★ خداوندِ عالم کے بارے میں بُرے خیالات رکھنا یہ ہے کہ انسان شک کرے کہ خدا اپنے وعدے پورے کرے گا یا نہیں، وہ ہم پر رحم کرے گا یا نہیں۔ یا ہمیں یوں ہی چھوڑ دے گا؟ ایسے غلط خیالات ایمان کو چاٹ جاتے ہیں۔ سورۃ الاحزاب ۳۳ میں ایسے ہی بُرے خیالات کا نقشہ کھینچا ہے "وہ وقت یاد کرو جب کئی لشکر اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے شہر میں داخل ہو گئے اور

www.drhasanrizvi.com

مدینے کو ہر طرف سے گھیر لیا، اور اُس وقت جب شدتِ خوف سے تمھاری آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور جانیں ہونٹوں تک آگئی تھیں، اور تم خدا کے بارے میں بُرے بُرے گمان کرنے لگے تھے، وہی موقع تھا کہ مومنین کا امتحان ہوگیا اور وہ ہلا ہلا ڈالے گئے۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۱۰-۱۱ پارہ ۲۱)

اِس لیے مومن کو چاہیئے کہ ہمیشہ خدا کی طرف سے حُسنِ ظن، اچھا گمان رکھے کہ خدا ہمارا مددگار، سرپرست، پالنے والا، خالق و مالک ہے، وہ ضرور ہم پر رحم فرمائے گا بشرطیکہ ہم اُس کو دل سے مانیں اور اُس کی اطاعت و فرماں برداری والی زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔

* (تفسیر نمونہ)

* جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کوئی بندہ خداوندِ تعالیٰ کے بارے میں حُسنِ ظن (اچھا گمان) نہیں رکھتا، مگر یہ کہ خداوندِ کریم اُس کے اچھے گمان کے مطابق اُس کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔"

* (بحار الانوار جلد ۷۰)

* فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "خدا کے ساتھ اپنے گمان (خیالات، توقعات) کو اچھا رکھو (یعنی اُسی سے رحمت اور بخشش کی اُمید رکھو) کیوں کہ خدا ارشاد فرماتا ہے: "میں اپنے بندۂ مومن کے ظن و گمان (خیالات و توقعات) کے پاس پاس ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے تو میں اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں، اور اگر وہ میرے بارے میں بُرے گمان رکھتا ہے تو میں بھی اُس کے ساتھ بُرا سلوک کروں گا۔" (بحار الانوار جلد ۷۰)

* آں حضرتؐ نے یہ بھی فرمایا کہ: "خدا کے ساتھ اچھا گمان رکھنا جنّت کی قیمت ہے"، نہ اِس سے سستی کوئی قیمت ہوسکتی ہے اور نہ جنّت سے زیادہ کوئی قیمتی مال ہوسکتا ہے۔" سبحان اللہ

(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ (۷) اور آسمانوں اور زمین کے لشکر

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں

عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ ہیں، اور اللہ زبردست طاقت

والا، عزت والا اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ

بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

آیت نمبر ۴ میں تو خداوندِ عالم نے خود کو حکیم اِس لیے فرمایا تھا کہ خدا کفار کے مقابلے میں لڑنے کا کام فرشتوں کے حوالے بھی کرسکتا تھا جو یکایک کفار و مشرکین کو ختم کرسکتے تھے، لیکن خدا نے یہ کام مومنین سے اِس لیے لیا، تاکہ خدا مومنین اور مجاہدین کو خوب خوب نوازے۔

یہاں پر اسی مضمون کو دوبارہ اِس لیے بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر خدا کسی لشکر کو سزا دینا چاہے تو خود اپنے عذاب سے بھی سزا دے سکتا ہے، وہ اپنے بیشمار لشکر سزا دینے کے لیے استعمال کرسکتا ہے، مگر خدا یہ جانتا ہے کہ مشرکوں اور کافروں، ظالموں اور جابروں کو مومنین کے ہاتھ سے سزا دلوائے، تاکہ مومنین کو اس کا بے پناہ اجر بھی عطا فرمائے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان۔ تفہیم)

★ اللہ اپنے لشکروں سے مشرکوں اور کافروں کو اِس لیے بھی سزا دلوانا نہیں چاہتا کہ اللہ کو معلوم ہے کہ اِن مشرکوں، کافروں کی پشتوں سے مومن بھی پیدا ہوں گے۔ نیز یہ کہ مومن جہاد کرکے اپنے حسنِ اختیار سے جنت کے مستحق بنیں اور اُن کے گناہ معاف ہوں۔ (انوار النجف)(برہان)

★ امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آگ، ہوا اور پانی بھی اللہ کے لشکر ہیں جن سے دشمنوں کو ہلاک کیا جاتا ہے،

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا (۸) یقیناً ہم نے آپؐ کو اپنا گواہ

وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿۸﴾ بنا کر، خوشخبری دینے والا اور بُرے

کاموں کے بُرے نتائج سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ (۹) تاکہ تم لوگ اللہ کو اور اُس کے

وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ط رسولؐ کو دل سے مان لو اور اُس کی

وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿۹﴾ مدد بھی کرو، اور عزت بھی، اور صبح و

شام خدا کی تسبیح (کے ذریعہ اُس کی) پاکی اور بے عیبی کو بیان کیا کرو۔

آیتؐ: "شاہد" کے معنی گواہ اور نگراں کے ہوتے ہیں۔ قرآن کی رُو سے ہر نبیؑ اپنی اپنی اُمّت کا گواہ اور نگراں ہوتا ہے۔ جبکہ ہمارے رسولؐ تمام انبیاءِ کرام اور اُن کی اُمّتوں پر گواہ اور نگراں ہیں۔ یہ گواہی قیامت کے دن انبیاءِ کرامؑ اور اُن کی اُمّتوں کی کارگذاریوں کے بارے میں ہوگی۔ گواہ کے دوسرے معنی "نمونۂ عمل" یا کسوٹی کے بھی ہوتے ہیں، جس کی بنیاد پر اعمال کو پرکھا اور جانچا جائے گا، پھر ہر عمل کی قدر و قیمت معیّن کی جائے گی۔

★ حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "کوئی دن اولادِ آدمؑ پر نہیں گزرتا، مگر وہ ہر انسان سے کہتا ہے کہ تو مجھ میں اچھے اچھے کام کر، تاکہ قیامت کے دن میں تیری طرفداری میں گواہی دوں، کیوں کہ تو آج کے بعد پھر مجھے کبھی نہیں دیکھے گا۔" (تفسیر ثقلین جلد ۵)

تعظیمِ رسولؐ کا حکم (آیتؐ) محققین نے نتیجہ نکالا کہ اِس آیت سے جنابِ رسولِ خداؐ کی تعظیم کا واجب ہونا ثابت ہو گیا اِس لیے اب کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ تعظیمِ رسولؐ کے کسی طریقے کو شرک قرار دے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو تعظیمِ رسولؐ سے روکے۔" (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ (۱۰) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں

إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُ اللَّهِ وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے ہیں،

فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَنْ نَكَثَ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں کے اوپر ہے۔ اب جو

فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ اِس عہد یا بیعت کو توڑ دے گا تو وہ

وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اُسے توڑ کر خود اپنا ہی نقصان کرے گا،

ع اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۱۰﴾ اور جو اُس عہد کو پورا کرے گا جو اُس نے

اللہ سے کیا ہے، تو عنقریب اللہ اُسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا۔

رسولؐ سے بیعت اللہ سے بیعت ہے رسولؐ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے

رسولؐ کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ اس لئے فرمایا کہ وہ خدا کے نمائندے کا ہاتھ۔ یہ بیعت رسولؐ کے واسطے سے خدا سے ہو رہی تھی۔ (تفہیم القرآن)

★ معلوم ہوا کہ (۱) خدا والوں کے ہاتھ پر بیعت، خدا سے بیعت ہوتی ہے۔

(۲) یہ معلوم ہوا کہ واسطہ اور توسط خدا کے ہاں مقبول ہے۔ ★ (مؤلف)

رسول خداؐ کی تعظیم کرنے کے معنی (۱) اُن کے دشمنوں کے مقابلے پر اُن کی حمایت کرنا۔

(۲) اُن کا دفاع کرنا (۳) اُن کی تعظیم و تکریم بجالانا یعنی دُرود و سلام پڑھنا۔

★ (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کشاف زمخشری، تفسیر روح المعانی از فیض کاشانی، تفسیر المیزان از علامہ طباطبائی)

★ لیکن بعض مفسرین نے لکھا کہ: اِس آیت کی تمام ضمیریں خدا کی طرف لوٹتی ہیں۔ یعنی خدا کے دین کی مدد کرنا، حمایت کرنا، خداوندِ عالم کی انتہائی تعظیم کرنا۔ لیکن پہلی تفسیر زیادہ مناسب ہے کیوں کہ "تعزیر" کے معنی دشمن کے مقابلہ پر دفاع کرنا ہے۔ دشمن کو روکنا ہے، جو خدا کے بارے میں مجازی صورت کے علاوہ ممکن نہیں۔

★ نیز یہ کہ آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے رسولِ خدا ؐ کی بے حرمتی کی: اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

★ تیسرے یہ کہ یہ آیت پچھلی آیت کا تسلسل ہے جس میں رسولِ خدا ؐ کو شاہد، بشیر اور نذیر فرمایا گیا ہے۔ ---- (تفسیر نمونہ)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ "جب وہ لوگ رسولِ خدا ؐ کی بیعت کر رہے تھے تو اُن کے ہاتھوں پر بظاہر رسولِ خدا ؐ کا ہاتھ تھا لیکن حقیقتاً وہ خدا کا ہاتھ تھا جس کے نیچے ہاتھ رکھ کر وہ بیعت کر رہے تھے۔ ؎ ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

رسولِ خدا ؐ کا ہاتھ نہیں، بلکہ خود خدا کا ہاتھ اُن سے بیعت لے رہا تھا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ رسولِ خدا ؐ کی بیعت کرنا گویا خداوندِ عالم کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہوتا ہے۔ ..... (تفسیر صافی)

★ نکث: کے معنی عہد کا توڑنا، بیعت کا توڑنا۔ (بحار الانوار جلد ۶) ★ .....

★ یہ اس لیے کہ بیعت کرنے کے معنی اطاعت کا وعدہ کرنا ہوتا ہے۔ اب جب رسولِ خدا ؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تو گویا رسولِ خدا ؐ کی اطاعت کا وعدہ کیا، اور رسولِ خدا ؐ کوئی حکم نہیں دیتے بغیر خدا کے حکم کے۔ اِسی لیے قرآن مجید میں خداوندِ عالم نے فرمایا: "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (سورۃ النساء آیت ۸۰ پارہ ۵)

(یعنی جس نے رسول ؐ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔) (القرآن) (مؤلف) ★ حضرت امام علی ؑ نے فرمایا:

"جہنم میں حصینہ نام کا ایک شہر ہے جس میں عہد توڑنے والوں کے ہاتھ ڈالے جائیں گے۔"

★ ..... (بحار الانوار جلد ۶)

www.drhasanrizvi.com

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ (۱۱) دیہاتی صحرائی عربوں میں سے جو لوگ
مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ آپ کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے تھے،
اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ وہ عنقریب آپ سے کہیں گے کہ "ہمیں
يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ ہمارے مال اور گھر والوں کی فکر نے
فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ روک رکھا تھا۔ آپ ہمارے لیے خدا سے
لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ معافی کی دعا فرمائیں"۔ یہ لوگ اپنی
ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو اُن کے
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا (۱۱) دلوں میں نہیں ہوتیں۔ اُن سے کہہ دیجیے

(اچھا اگر یہی بات ہے، تو) کون تمہارے معاملے میں اللہ کے کسی فیصلے کو روک دینے کا کچھ بھی اختیار رکھتا ہے، اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا تمہارا نفع چاہے؟ نہیں، بلکہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح واقف ہے۔

★ جس وقت جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہزار چار سو مسلمانوں کے ساتھ مکّہ کے لیے عمرہ ادا کرنے کے لیے روانہ ہوئے تو بادیہ نشین عربوں میں سے ایک جماعت نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اُن کا خیال یہ تھا کہ مسلمان موت کے منہ میں جا رہے ہیں، کہاں مکّہ کا پورا راستہ اور اُن کے مسلح سورما

اور کہاں یہ ایک ہزار چار سو تقریباً غیر مسلح مسلمان، چہ پدی چہ پدی کا شوربا۔

اُن کا خیال تھا کہ مسلمان بھڑوں کے چھتے میں جا رہے ہیں۔ اب یہ واپس لوٹنے والے نہیں ہیں
اب جو اُنھوں نے دیکھا کہ مسلمان صحیح سلامت لوٹ آئے، تو اب لگے عذر تراشیاں کرنے کہ
ہم اپنے مال و اولاد کی حفاظت کرنے کی وجہ سے مجبوراً آپؐ کے ساتھ نہ جا سکے، اور آپؐ کی خدمت
اور معیت کی برکتوں سے محروم رہ گئے۔ اِس لیے یا رسول اللہؐ! آپؐ ہمارا عذر قبول فرمالیں اور
اللہ تعالیٰ سے ہمارے اِس سفرِ حدیبیہ پر نہ جانے کی معافیاں طلب کریں۔

لیکن وہ اپنی اس توبہ میں مخلص نہیں تھے، صرف مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کے لیے متقی
لوگوں والے الفاظ استعمال کر رہے تھے یعنی وہ دل سے شرمندہ نہیں تھے جیسا کہ اِس آیت میں فرمایا کہ:

"یہ اپنی زبان سے وہ بات کہہ رہے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہے۔"

اب اُن کو جواب دیا جا رہا ہے کہ: "خدا اگر چاہے تو خود تمھارے گھروں کے اندر سوتے ہوئے
تمھیں بلاؤں، مصیبتوں، بیماریوں میں مبتلا کر دے، اور وہ چاہے تو تمھیں دشمنوں کے گروہ کے اندر
گزند نہ پہنچنے دے۔ اصل میں تم خدا کی قدرت کو نہیں جانتے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر)

عذرِ گناہ، بدتر از گناہ

گناہ سے زیادہ بُری چیز بُرے کام کے لیے جواز تلاش کرنا ہے۔

جھوٹے بہانے اور عذر خواہیاں کرنا ہوتا ہے۔ حالاں کہ گناہ کا علاج بہانے بنانا نہیں ہوتا، بلکہ
شرمندہ ہو کر خدا سے معافیاں مانگنا ہوتا ہے۔ قرآن میں ایسے بہانہ بازوں کے لیے سیکڑوں مثالیں ہیں:
مثلاً توحید کے دلائل واضح طور پر سن کر مشرکین کا توحید کے خلاف یہ کہنا: "بس ہم نے تو اپنے باپ داداؤں
کو ایک دین (خاص طریقۂ زندگی) پر پایا، اور ہم نے اُنھی کے نقشِ قدم پر چلنا شروع کر دیا۔" (سورۂ زخرف ۲۲، ۲۳) پارہ ۲۵

دوسرا بہانہ: "اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا ہی مشرک ہوتے۔"
(سورۃ الانعام آیت ۱۴۸ پارہ ۸)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ (۱۲) بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم نے
يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ تو یہ سمجھ رکھا تھا کہ رسولؐ اور مومنین اپنے
اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ گھروں میں پلٹ کر کبھی واپس نہ
ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ آسکیں گے، اور یہ خیال تمہارے دلوں کو
ظَنَّ السَّوْءِ ۚ وَكُنْتُمْ بہت لُبھا رہا تھا' اور تم نے بہت
قَوْمًا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ بُرے بُرے خیالات باندھ رکھے تھے

اور تم بہت ہی بگڑے ہوئے فاسد، بدظن نالائق اور تباہی کے راستے پر جانے والے اور ہلاک ہونے والے لوگ ہو۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "یہ خیال تمہارے دلوں کو بہت لُبھا رہا تھا۔" یعنی تم بڑے خوش تھے کہ رسولؐ اور ان کے ساتھی خود اپنے پیروں چلکر موت کے منہ میں جارہے ہیں، اور تمہارا خیال تھا کہ تم نے اپنی جان و مال بچاکر بڑی عقلمندی فرمائی ہے، چلو اچھا ہوا رسولؐ سے جان چھٹ جائے گی۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم القرآن)

"بُور" کا لفظ بائر کی جمع ہے بائر کے معنی فاسد، بگڑا ہوا آدمی، بدانجام، تباہی کے راستے پر جانے والا۔
(مفردات امام راغب)

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "بخل، بزدلی، حرص ایسی خراب قسم کی مذموم صفات ہیں جو سب کی سب خدا کے بارے میں غلط تصورات سے جنم لیتی ہیں۔"

(نہج البلاغہ خطبہ ۵۳)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ (۱۳) اور جو کوئی بھی اللہ اور رسولؐ کو دل

وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا سے نہیں مانتا تو ہم نے ایسے حق کے منکر

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ کافروں کے لیے جہنم کی بھڑکتی آگ بالکل

تیار کر رکھی ہے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ (۱۴) دیکھو کہ، آسمانوں اور زمین کی سلطنت

وَالْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ کا مالک اللہ ہی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ معاف کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا سزا دیتا ہے۔ بلا شبہ اللہ بڑا معاف

رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ کرنے والا، بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

★ ؎ معاف کرنا، رحم کرنا تو خدا کی عادت ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی لیکن خدا کا عذاب و سزا دینا مخصوص حالات میں ہوتا ہے اسی لیے خداوندِ عالم نے حدیثِ قدسی میں فرمایا: "میری رحمت، میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔" (تفسیر صافی)

★ نکتہ اسی آیت میں ملاحظہ فرمائیں کہ خداوندِ عالم نے مغفرت اور بخشش کے ذکر کو عذاب کے ذکر سے پہلے بیان فرمایا ہے۔ پھر آیت کے آخر میں دوبارہ اپنی بخششوں کا ذکر فرمایا ہے۔ پھر اپنی معافیوں پر تاکید فرمائی ہے۔ کیوں کہ ان تمام دھمکیوں کا اصل مقصد تربیت کرنا تھا، اس لیے ضروری تھا کہ لوٹنے کا راستہ کھلا رکھا جائے، تاکہ ممکن ہے کہ غلط کار لوگ اپنی اصلاح فرما کر سیدھے راستے کو اختیار کریں۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا (۱۵) جب تم مالِ غنیمت پر قبضہ کرنے کے
انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لیے جاؤ گے تو یہ پیچھے رہ جانے والے تم سے
لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ ضرور کہیں گے: "ارے ہمیں بھی اپنے پیچھے پیچھے
يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا آنے کی اجازت دے دو۔" یہ چاہتے ہیں کہ
كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُلْ لَنْ اللہ کی بات کو بدل ڈالیں۔ کہہ دیجیے
تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ کہ: "تم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں آسکتے (کیوں کہ)
اللَّهُ مِنْ قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ اللہ پہلے ہی یہ بات فرما چکا ہے۔"
بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا اس پر وہ کہیں گے: "(نہیں) بلکہ تم لوگ
لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝١٥ ہم سے جلتے ہو۔" اصل بات یہ ہے کہ
یہ لوگ (حق بات کو) بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔

★ اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ جانے والوں سے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اُن کو مکّہ کے بجائے خیبر ہی میں مالِ غنیمت عطا فرمائے گا اور حدیبیہ نہ جانے والے یہ چاہتے تھے کہ وہ خیبر جاکر مالِ غنیمت حاصل کرنے والوں میں شامل ہو جائیں۔ اس طرح اللہ کا وعدہ بدل دیں۔

★ "مُخَلَّفُوْن" پیچھے رہ جانے والوں سے مراد متفقہ طور پر وہ لوگ ہیں جنھوں نے حدیبیہ کے سفر میں رسولِ خدا کے ساتھ مکّہ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس گناہ کی اُن کو پہلی سزا یہ دی گئی کہ خیبر کی مہم پر ساتھ لے جانے سے انکار کر دیا۔ ★ (علی بن ابراہیم)

★ اسی لیے حضور اکرمؐ نے وہ مال جو خیبر کی مہم سے حاصل ہوا تھا صرف اُن لوگوں کو دیا جو حدیبیہ میں ساتھ تھے۔ (سیرت ابن ہشام)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

(۱۶) اُن پیچھے رہ جانے والے دیہاتی صحرائی عربوں سے کہہ دیجیے کہ: "عنقریب تمہیں ایسے لوگوں سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا جو بڑے سخت لڑنے والے ہوں گے تمہیں اُن سے جنگ کرنا ہوگی، یہاں تک کہ وہ مطیعِ فرمان ہو جائیں۔ اُس وقت اگر تم نے حکمِ جہاد کی اطاعت کی تو اللہ تمہیں بہت اچھا بدلہ دے گا، اور اگر اُس وقت پھر تم نے جہاد سے منہ موڑا جس طرح پہلے منہ کو موڑ چکے ہو، تو اللہ تم کو بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا دے گا۔

★ "سخت لڑائی لڑنے والی قوم" سے مراد قبیلۂ ہوازن اور قبیلۂ ثقیف کے لوگ ہیں جو بڑے جنگجو تھے۔ ★ (تفسیر صافی)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "اگر تم نے حکمِ جہاد کی اطاعت کی تو اللہ تمہیں بہت اچھا بدلہ دے گا"۔ اچھا بدلہ (حَسَنًا) سے مراد "دنیا میں مالِ غنیمت دے گا اور آخرت میں ثوابِ جنت"۔

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم منافقین سے فرما رہا ہے کہ اِس وقت تو رسول تمہیں خیبر کی مہم

www.drhasanrizvi.com

پر اپنے ہمراہ نہیں لے جا سکتے، مگر تمھیں اپنی اصلاح کا ایک موقع اور دیا جائے گا۔ اس موقع پر اگر تم نے وفاداری کا ثبوت دیا تو تمھاری حدیبیہ نہ جانے والی غلطی نظر انداز کر دی جائے گی۔
٭ (فصل الخطاب)

٭ اب یہ دوسرا موقع کب آیا؟ تو بعض مفسرین نے اجمال سے فائدہ اُٹھا کر لکھ دیا کہ اس موقع سے مراد ایران و روم کی جنگیں ہیں، جو حضرت عمر کے زمانے میں ہوئی تھیں
٭ (تفسیر جلالین)

٭ مگر یہ تفسیر اُس وقت صحیح ہو سکتی تھی جب یہ آیت رسولِ خداؐ کی آخری زندگی کے زمانے میں اُتری ہوتی اور رسولِ خداؐ نے خیبر کے بعد کوئی جہاد نہ کیا ہوتا جبکہ متفقہ تاریخ بتاتی ہے کہ خیبر کے بعد جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حُنین کا معرکہ سر فرمایا جس کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی لیے صدرِ اوّل کے مفسرین نے اس موقع سے مراد "غزوۂ حُنین" لیا ہے۔
٭... (تفسیر مجمع البیان)

٭ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "تم کو اُن سے جنگ کرنی ہوگی یا وہ مطیعِ فرمان ہو جائیں گے"۔ "یُسْلِمُوْنَ" کے عربی میں دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک یہ: "وہ اسلام قبول کریں"۔ دوسرے یہ کہ "وہ اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کریں"۔ (یعنی جذیہ۔ حفاظت کا ٹیکس دے کر اسلامی حکومت میں رہیں) ٭... (مفردات امام راغب)

ملاحظہ فرمائیں کہ خداوندِ عالم منافقوں کو جو خود پر بدگمانیاں کرنے کی وجہ سے اور صرف اپنی جان بچانے کی وجہ سے حدیبیہ کے سفر میں رسولِ خداؐ کے ساتھ نہیں گئے تھے، اور پھر اپنے اس گناہ پر شرمندہ بھی نہ تھے بلکہ عذر تراشیاں کر رہے تھے، پھر بھی خدا نے اُن کو سنبھلنے کا ایک اور موقع عطا فرمایا کہ ہم تمھیں عنقریب ایک جنگجو قوم سے لڑنے کے لیے بلائیں گے، اگر تم اُن سے جنگ کرو گے تو خدا نہ صرف یہ کہ تمھیں معاف فرما دے گا، بلکہ بہت اچھا اجر بھی عطا فرمائے گا۔ "فتحِ خیبر کے بعد جنگِ حُنین ہوئی اس لیے بظاہر اس آیت میں جنگِ حُنین کی طرف اشارہ ہے۔" (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (۱۷) (البتہ) اگر کوئی اندھا، لنگڑا، یا

وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ بیمار جہاد کے لیے نہ آئے، تو کوئی حرج

وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ نہیں غرض جو کوئی بھی اللہ اور

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا

يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ اللہ اُسے جنت کے سرسبز و شاداب

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَ گھنے باغوں میں داخل کرے گا،

مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہوں گی،

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ اور جو خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت سے النصف ۲ ع ۷ ۱۰

منھ پھیر لے گا اُسے خدا بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا دے گا۔

شریعت اسلامی کی آسانیاں

شریعتِ اسلامی کی آسانیاں اور انسان نوازیاں

ملاحظہ فرمائیں کہ اگر کسی مسلمان کو واقعی جہاد پر جانے سے کوئی عذر مانع ہو تو اُس پر کوئی گرفت نہیں ہے مگر ہٹے کٹے لوگ بہانے بنا کر جہاد پر نہ جائیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ دین کے معاملے میں خالص نہیں ہیں۔ پھر اُن کو اسلامی معاشرے میں فائدے سمیٹنے کا موقع نہیں دیا جاسکتا۔

اسلام نے تین قسم کے لوگوں کو جہاد سے معاف رکھا ہے۔ (۱) جو جسمانی اعتبار سے جہاد پر نہ جاسکیں۔ جیسے بچے، بوڑھے، عورتیں، بیمار، پاگل، اندھے، ہاتھ پاؤں سے بیکار، لاغر و کمزور وغیرہ

(۲) جو مالی اعتبار سے جہاد نہ کر سکیں۔ جیسے فقراء، مساکین، غلام، مقروض۔

(۳) وہ لوگ جن کے والدین بوڑھے ہوں اور اُن کی خدمت کے محتاج ہوں۔ اسی لیے اگر والدین مسلمان ہوں تو اُن کی اجازت کے بغیر جہاد پر نہیں جانا چاہیئے۔

* (احکام القرآن از ابوبکر جصاص۔ تفہیم۔ تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، توضیح المسائل، شرائع الاسلام)

* کیوں کہ اس سے پہلی آیتوں میں جہاد کا حکم دیا گیا تھا اس لیے اُن لوگوں کا ذکر بھی فرما دیا جو جہاد سے مستثنیٰ ہیں۔ کیوں کہ پچھلی آیتوں میں جہاد پر نہ جانے والوں کو خدا نے اپنے عذاب کی دھمکیاں دی تھیں، اِس لیے ضروری تھا کہ بتا دیا جائے کہ جو لوگ معقول عذر یا کسی مجبوری کی وجہ سے جہاد کے لیے نہیں نکلتے، خدا اُن کو اپنے عذاب کا نشانہ نہیں بناتا۔ صرف جہاد ہی نہیں بلکہ ہر حکمِ شرعی، اور شرعی ذمّہ داری کی کچھ شرائط بھی ہوا کرتی ہیں۔ مثلاً: وضو کرنے پر قدرت نہ ہو، تو تیمّم کی اجازت ہے، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر، حتّٰی کہ لیٹ کر بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ اور حج کو بھی استطاعت کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ حتّٰی کہ قرآن مجید میں واضح طور پر فرما دیا کہ: "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" (سورۃ البقرۃ ۲ آیت ۲۸۶ پارہ ۳)

یعنی: "خدا کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیا کرتا۔"

* دوسری جگہ فرمایا: "کمزوروں، بیماروں، اور اُن لوگوں پر جو جہاد پر جانے کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے، جہاد پر نہ جانے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ خدا و رسولؐ کی خیر خواہی کریں۔ * (سورۃ التوبۃ ۹ آیت ۹۱ پارہ ۱۰)

* مطلب یہ ہے کہ اگر ہاتھوں سے جنگ نہیں کر سکتے تو زبان ہی سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھائیں شہروں کی حفاظت ہی کریں۔ غرض جو کچھ بھی کرنے کی طاقت ہو وہ کریں۔

* (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ (۱۸) اللہ اُن ایمانداروں سے خوش ہوا،
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ جب وہ درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ کر رہے تھے (کیوں کہ) خدا کو اُن کے
مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ دلوں کا حال معلوم تھا (اس لئے) اُس
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ نے اُن کے دلوں پر سکون و اطمینان
فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ اُتارا، نیز انھیں ایک جلد حاصل ہونے
والی فتح عطا کی۔

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ (۱۹) اور بہت سا مالِ غنیمت بھی
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ انھیں عطا کیا جسے وہ (عنقریب
فتحِ خیبر کے موقع پر) حاصل کریں گے۔ (اس لئے) اللہ بہت زبردست طاقت والا
عزت والا، اور دانائی کے ساتھ بالکل صحیح کام کرنے والا ہے۔

آیتؐ ۱۸ کی تشریح خداوندِ عالم کا آخر میں فرمانا کہ "نیز انھیں ایک جلد حاصل ہونے والی فتح عطا کی" "فتحِ قریب" سے مراد فتحِ خیبر ہے، جو انھیں حدیبیہ سے واپسی پر فوراً ہی نصیب ہوئی۔ (تفسیر صافی)

★ حدیبیہ کے مقام پر جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر لوگوں سے بیعت لی تھی

www.drhasanrizvi.com

اسی لیے اُس بیعت کو بیعتِ شجرہ کہتے ہیں۔ اسی بیعت کے متعلق یہ آیت اتری کہ "خدا اس بیعت سے راضی ہوا۔" لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ جن جن لوگوں نے اُس دن بیعت کی وہ سب کے سب رضائے الٰہی کے مستحق ہو گئے۔ مگر اُن لوگوں نے آیت کے الفاظ پر غور ہی نہیں کیا کہ "خداوندِ عالم نے واضح طور پر فرمادیا کہ: "خدا کو اُن کے دلوں کا حال معلوم تھا" یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ "۔

مطلب یہ ہے کہ خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے مستحق صرف وہ لوگ ہیں جن کا ایمان حقیقی ہے، جو واقعاً خدا اور رسول کو دل سے مانتے ہیں جب کہ قرآن، حدیث اور تاریخ سے قطعی ثابت ہے کہ حدیبیہ کی بیعت کے وقت مسلمانوں میں ایک باقاعدہ جماعت منافقوں کی تھی، جن کی مذمّت قرآن مجید نے بار بار فرمائی ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جنھوں نے کہا تھا کہ "ہمیں رسولؐ کی رسالت پر جیسا شک حدیبیہ کے دن ہوا، ویسا شک کبھی نہیں ہوا"۔

اب جو خداوندِ عالم نے یہ فرمایا کہ: "اُس نے اُن کے دلوں پر سکون اُتارا" یعنی سچے مومنین کے دلوں سے ہر قسم کے شک و شبہے کو دور کر دیا۔"

اِس لیے اب اگر کسی کا شک کرنا تاریخ سے ثابت ہو جائے تو یقیناً وہ اِس آیت کا مصداق نہ ہوگا۔ یعنی اُن لوگوں کے دلوں پر خدا نے سکون نہیں اُتارا تھا۔ اگر اُتارا ہوتا تو وہ خدا کے رسولؐ کی رسالت پر شک و شبہ نہ فرماتے۔"

★ ...... (فصل الخطاب، تفسیرِ تبیان، تفسیر انوار النجف)

★ "یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ رسولِ اکرمؐ کے ساتھ ساتھ ایک جماعت منافقین کی ہمیشہ رہا کرتی تھی۔" ★ ...... (تفسیرِ تبیان)

خدا کا وعدہ حضرت امام علیؑ کے ذریعے پورا ہو گیا

★ اور خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ:

"وہ خیبر کی فتح پر بہت سا مالِ غنیمت بھی اُنھیں عطا کیا۔" تو خدا کا یہ وعدہ حضرت امام علیؑ کے ہاتھوں

www.drhasanrizvi.com

پورا ہوا۔ کیوں کہ جب ۳۹ دن تک خیبر کا قلعہ فتح نہ ہوسکا تو جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "کل میں اُس مرد کو علم دوں گا جو بڑھ بڑھ کر حملے کرنے والا ہوگا، جری ہوگا، اللہ اور اُس کا رسول اُس کو دوست رکھتے ہوں گے، اور وہ اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا، اور اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔"
(بخاری شریف) ......

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن ※ اِس زمانے میں کوئی حیدرِ کرار بھی ہے ؟
(اقبال)

حضرت عمر نے اُس درخت کو کٹوا دیا

★ جس درخت کے نیچے حضورِ اکرم ص نے بیعت لی تھی اُس کے بارے میں ایک روایت مشہور ہوگئی کہ اُس کے پاس جا کر نماز پڑھنے سے دعا قبول ہوتی ہے۔ لوگوں نے وہاں جا کر نمازیں پڑھنی شروع کردیں۔ حضرت عمر نے اُس درخت کو کٹوا دیا۔
(طبقات ابنِ سعد جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

★ ایک روایت یہ بھی ہے کہ بیعتِ رضوان کے کئی سال بعد صحابۂ کرامؓ نے اُس درخت کو تلاش کیا مگر پہچان نہ سکے۔ (طبقات ابنِ سعد ص ۱۰۵)

★ بخاری و مسلم کی روایت یہ ہے کہ صحابۂ کرام دوسرے سال ہی اُس درخت کو بھول چکے تھے۔
(بخاری، مسلم، طبقات ابنِ سعد ابقول سعید ابنِ مسیب)

★ حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "جس وقت خداوندِ عالم بزرگ و برتر نے ہمارے خلوص کو دیکھا کہ (ہم واقعاً دل سے دینِ خدا کی خدمت کر رہے ہیں)، تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو ذلیل و خوار کر دیا اور کامیابیوں اور نصرتوں کو ہم پر اُتارا، اِسی لیے اسلام صفحۂ زمین پر پھیل گیا اور وسیع علاقوں پر ہمارا قبضہ ہوگیا۔ مجھے اپنی جان کی قسم! اگر ہم بھی تمہاری طرح (ضعف الایمان) ہوتے تو دین کا ستون ہرگز قائم نہ ہوتا، اور ایمان کے درخت کی شاخیں سرسبز نہ ہوتیں۔ خدا کی قسم! تم (اپنی منافقت کی وجہ سے) دودھ کے بدلے خون دوہو گے اور شرمندہ ہو گے۔"
(نہج البلاغہ خطبہ ۵۶)

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "خدا اُس کو، جو اُن کے دلوں میں چھپا ہوا تھا خوب جانتا تھا۔" اِس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خلوصِ نیّت سے جہاد کرے یا دین کی خدمت کرے تو خدائے تعالیٰ اُس کے خلوص کو جانتا ہے، اُس کی گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔

★ یہاں تک کہ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" جب کوئی مومن فقیر یہ کہتا ہے کہ اے میرے مالک! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ایسے ایسے اچھے اچھے نیک کام کروں، اور جب خداوندِ بزرگ و برتر اُس کی سچی نیت کو جان لیتا ہے تو خداوندِ تعالیٰ اُس کے لیے وہی اجر اور صلہ لکھ دیتا ہے جو اُسے اُس کام کے انجام دینے کی صورت میں ملتا کیونکہ خدا وسیع رحمت والا ہے۔" "سبحان اللہ" (اسے کہتے ہیں شانِ کریمی اور شانِ عطا۔)

★...... (بحار الانوار جلد ۷، صـ۱۹۹)

بیعت کے معنی اور طریقہ

ابنِ خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں لکھا کہ:

"عرب جب کسی امیر کی بیعت کرتے تھے تو تاکید کے لیے اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیتے تھے یہ کام بیچنے اور خریدنے والے کے کام جیسا ہوتا تھا۔"

★...... (مقدمہ ابنِ خلدون صـ۱۷۴)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کئی مرتبہ مسلمانوں سے بیعت لی۔ بیعت کرنے والا اپنا ہاتھ حضورِ اکرمؐ کے ہاتھ میں دیا کرتا تھا، اور پھر زبان سے زبانِ حال سے اپنی اطاعت اور وفاداری کا اعلان اور عہد کرتا تھا۔ پھر یہ بھی کہا جاتا تھا کہ یہ بیعت صرف مال کی حد تک ہے یا جان کی حد تک ہے، یہاں تک کہ بیوی بچوں کو قربان کر دینے کی حد تک بھی بیعت کی جاتی تھی، میدانِ جنگ سے نہ بھاگنے کے عہد پر بھی بیعت ہوتی تھی۔ حضورِ اکرمؐ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو ایک بڑے برتن میں پانی بھروا کر ایک طرف اپنا ہاتھ پانی میں ڈبو دیتے اور دوسری طرف عورتیں اپنے ہاتھ پانی میں ڈبو دیتیں۔

(تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ نیز یہ کہ پیغمبرؐ اکرم اور ائمہؑ اہلِ بیتؑ کے لیے جو خداوندِ عالم کی طرف سے مقرر کیے گئے ہیں اِس لیے بیعت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیوں کہ اُن کی اطاعت کرنا پہلے ہی سے خدا کی طرف سے واجب کردی گئی ہے۔ جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ:

"اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو، اور صاحبانِ امر (جو حکم دینے کے اہل ہیں اُن) کی اطاعت کرو۔"

★ ---- (سورۃ النساء آیت ۵۹ پارہ ۵)

★ اپنے زمانے کے امامِ برحق کی بیعت کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اُن کی بیعت کرنا گویا خدا کے حکم کو قبول کرنے کا اعلان اور تجدیدِ عہد ہوگا۔ اِس لیے امامِ برحق کی بیعت کرتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ انسان یہ نیّت کرے کہ ہم یہ بیعت خدا کی قُربت (اور پسندیدگی کے قریب ہونے) کے لیے کر رہے ہیں۔ نیز امامِ زمانہؑ سے بیعت کرنے کے لیے "مفاتیح الجنان" میں "زیارتِ بیعت" بھی منقول ہے۔ ہر مومن و مومنہ کو نمازِ فجر کے بعد اُس زیارت کو پڑھنا باعثِ ثوابِ بیعت ہے۔ زیارت کے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ بَلِّغْ مَوْلَایَ صَاحِبَ الزَّمَانِ ..... آخر میں ہے: اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ بَیْعَۃٌ لَہٗ...

بیعت کا توڑنا گناہِ کبیرہ ہے فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: "تین گناہ ایسے ہیں جو انسان کو ہلاک کر ڈالتے ہیں، اور اُسے خدا کے شدید عذاب میں پھینک دیتے ہیں۔ (۱) امامِ برحق کی بیعت کرکے توڑ دینا (۲) سنّتِ رسولؐ کو ترک کردینا۔ (۳) جماعتِ مسلمین سے علیحدگی یا جدائی اختیار کرلینا۔ (بحار الانوار جلد ۶۷ صفحہ ۱۸۵)

بیعت کے تقاضے جنابِ امیرالمومنینؑ نے فرمایا: "میرا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ تم مجھ سے اپنی بیعت میں وفادار رہو۔ میری بھلائی کرو، چھپ کر بھی اور ظاہراً بھی، جب میں تمھیں پکاروں تو لبیک کہو۔ جب تمھیں کوئی حکم دوں تو اطاعت کرو۔" (نہج البلاغہ خطبہ ۳۴)

www.drhasanrizvi.com

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ (۲۰) اللہ تم سے بہت سے مالِ غنیمت کا
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا وعدہ کرتا ہے جسے تم فوری طور پر فی الحال
فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ (فتحِ خیبر کے موقع پر) حاصل کروگے، تو یہ فتح
اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ اُس نے تمھیں عطا کردی ہے اور لوگوں کے ہاتھ
وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تمھارے خلاف اُٹھنے سے روک دیے ہیں
وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ تاکہ یہ (فتح) ایمان لانے والوں کے لیے (خدا کی

قدرت کی) ایک نشانی یا دلیل بن جائے (کہ جو شخص خدا اور رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے اللہ بھی ہر طرح سے اُس کی مدد فرماتا ہے) اور (اِس بات کی بھی دلیل بن جائے کہ خداوندِ عالم) تم لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت فرماتا ہے۔

یہ شرف حضرت امام علیؑ کو ملا

خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "تاکہ یہ فتح مومنوں کے لیے خدا کی قدرت کی نشانی یا دلیل بن جائے)" تو یہ شرف حضرت امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کو حاصل ہوا۔ جب حضرت امام علیؑ قلعِ قموص کے دروازے پر علمِ اسلام لے کر پہنچے تو اوپر سے یہودیوں نے آپؑ سے آپؑ کا نام پوچھا: آپؑ نے فرمایا: "میرا نام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے۔" قلعے کا کمانڈر انچیف مرحب گھبرا گیا۔ کیوں کہ اُس کو نجومیوں نے یہ بتا دیا تھا کہ تیرے قاتل کا نام علیؑ ہوگا۔ جب مرحب مقابلے پر آیا تو حضرت امام علیؑ کی ذوالفقار کا صدقہ بنا۔ آپؑ قلعے کے دروازے پر آئے، دروازے کو پکڑ کر کھینچا، دروازہ قبضوں سمیت اُکھڑ گیا۔ مسلمان قلعے میں داخل ہو گئے۔ یہودیوں نے اطاعت قبول کر لی۔ رسولِ خداؐ نے سب کی جان بخش دی۔ مسلمانوں

www.drhasanrizvi.com

کو بہت سامالِ غنیمت حاصل ہوا۔ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سارے کے سارے باغات یہودیوں کو واپس کر دیے، اور اُن پر ٹیکس لگا دیا۔

★ ..... (ماخوذ، کامل ابنِ اثیر جلد ۲ صہ ۲۱۶ سے ۲۲۰)

مرحب کا قتل بھی کوئی خیبر میں قتل تھا ※ جھٹکا تھا ذوالفقار کا صدقہ اُتار کے

★ حضرت علیؑ سرخ لباس زیبِ تن فرما کر میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے تھے۔

★ ..... (تاریخِ کامل جلد ۲ صہ ۸۳)

★ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا کہ حضرت امام علیؑ سیدھے قلعۂ قموص کے نیچے جا پہنچے اور ایک پتھر کی چٹان میں علم کو نصب کر کے ٹہلنے لگے تو بالاخانے سے ایک یہودی عالم نے جھانک کر آپؑ سے نام و نسب دریافت کیا۔؟ آپؑ نے فرمایا: "میں علی ابنِ ابی طالبؑ ہوں"۔ یہ سن کر یہودی عالم نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا: مجھے توارت کی قسم، اب تم مغلوب ہو جاؤ گے کیوں کہ یہ شخص فتح کیے بغیر واپس ہرگز نہ جائے گا۔ اِس خبر سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ وہ یہودی عالم توارت میں حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ کا نام اور اوصاف اور آپؑ کی شجاعت کے کارناموں کو پڑھ چکا تھا۔" ★ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صہ ۳۰۰)

★ "تفسیر مجمع البیان" میں ہے کہ "پس مسلمانوں نے عامر نامی شاعرِ صحابی حُدی خواں کی شہادت کے بعد قلعۂ خیبر کا محاصرہ کر لیا، حضور اکرمؐ سے فوجِ اسلام کا عَلَم عمر بن خطّاب کے حوالے کیا لیکن ناکام واپس ہوئے (اور حضرت ابوبکر بھی عَلَم لیکر تشریف لے گئے اور خیریت سے واپس آ گئے) پھر حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

"کل میں فوجِ اسلام کا علم ایسے مرد کو عطا کروں گا، جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہو گا، اور اللہ اور رسولؐ اُس کو دوست رکھتے ہوں گے، وہ کرّار، غیر فرّار ہو گا، اور وہ فتح کے بعد ہی واپس ہو گا، اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح دیگا۔ یہ فرما کر آں حضرتؐ نے حضرت امام علیؑ کو طلب فرمایا جن کو آشوبِ چشم تھی، آپؐ نے اپنا لعابِ دہن آنکھوں میں لگایا تو فوراً آنکھیں درست ہو گئیں، آپؐ نے اُن کو علمِ اسلام عطا فرمایا اور فرمایا اے علیؑ! سب سے پہلے اُن کو دعوتِ اسلام دینا۔ کیوں کہ ایک آدمی کا بھی ہدایت پانا ہر بڑی سے بڑی غنیمت سے افضل ہے"۔ پس حضرت امام علیؑ اپنی شجاعانہ شان

www.drhasanrizvi.com

اور مجاہدانہ انداز سے میدانِ جنگ میں وارد ہوئے۔

مرحب، جو کفار یہود کا مایۂ ناز بہادر تھا، آپؑ کے مقابلے میں آیا اور اُس نے رجزیہ اشعار پڑھے کہ: "خیبر جانتا ہے کہ میں ہی مرحب ہوں جب لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے تو اُس وقت میں سلاح پوش آزمودۂ کارزار بہادر ثابت ہوتا ہوں

حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اُس کے جواب میں رجزیہ اشعار میں اپنا تعارف کرایا کہ

اَنَا الَّذِی سَمَّتْنِی اُمِّی حَیْدَرَہ ::: کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہ

یعنی "میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میں بیشۂ شجاعت کا وہ شیر ہوں کہ جس کے صرف دیکھنے سے بہادروں پر ہیبت طاری ہو جایا کرتی ہے۔"

اِس کے بعد طرفین میں تلوار چلی اور چند ہی لمحوں بعد مرحب فی النّار ہوا، اور سب فوجی علیؑ کے رعب سے حیران و ششدر تھے۔ یہودیوں کی پوری فوج نے حضرت علیؑ پر حملہ کر دیا، گھمسان کی جنگ کے دوران آپؑ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی، تو فوراً ہی آپؑ نے قلعۂ خیبر کے دروازے میں بایاں ہاتھ ڈال کر اُسے اُکھاڑ کر ڈھال کی جگہ استعمال کیا۔ بالآخر یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

جابرؓ بن عبداللہ انصاری نے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے بائیں ہاتھ سے تنہا بابِ خیبر کو اُٹھایا جب کہ اُس کے اوپر سے قلعہ میں داخل ہونے کے لیے سارے مسلمان گذر گئے۔ اور جب آپؑ نے اُسے پھینک دیا تو ستر آدمی مل کر اُسے اُٹھا نہ سکے تھے۔ (تفسیر مجمع البیان - انوار النجف)

نتائج و تعلیمات

خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اور اللہ سیدھے راستے کی تمھیں ہدایت بخشے گا۔"

یعنی: تمھیں مزید یہ بصیرت اور یقین حاصل ہو جائے کہ اگر تم خدا اور رسولؐ کی اطاعت پر ثابت قدم رہو گے تو خدا خود تمھیں اپنا سیدھا راستہ دکھاتا رہے گا، اور تم راہِ حق میں آگے بڑھتے رہو گے۔

؎ مومن کو ہے اللہ کی قوّت پہ بھروسہ ::: افرنگ کو یورپ کی مشینوں کا سہارا
(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا (۲۱) اِس کے علاوہ دوسرے اور (فتوحات
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ اموال کے حاصل ہونے کا بھی تم سے وعدہ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ کرتا ہے) جن پر تم ابھی تک قادر نہیں
شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ ہوئے ہو، مگر وہ اللہ کے قبضے میں ہیں اور
اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۲۲) اگر حق کے منکر کافر لوگ تم سے
لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ جنگ کرتے تو وہ ضرور پیٹھ پھیر کر
وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ بھاگ کھڑے ہوتے اور پھر کوئی دوست
یا مددگار بھی نہ پاتے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ (۲۳) (کیوں کہ) اللہ کا یہی دستور ہے جو پہلے
مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ سے چلا آرہا ہے اور تم ہرگز اللہ کے دستور
اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ میں کوئی تبدیلی نہ پاؤگے۔

آیت ۲۱ کی تشریح : خداوندِ عالم کا فرمانا: اِس کے علاوہ دوسرے اور اموال جن پر تم ابھی قادر نہیں ہوئے ہو (حاصل کرنے کا تم سے وعدہ کرتا ہے") دوسری فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ وہ فتح

www.drhasanrizvi.com

اُس وقت مسلمانوں کے بس کی بات نہ تھی۔ مگر خداوندِ عالم نے اپنی رحمت سے عطا فرمادی۔
٭... (تفسیرِ ماجدی)

★ بعض مفسرین کے نزدیک دوسری اور فتح اور اموال سے مراد قیامت تک آنے والی فتوحات اور اموال ہیں جو مسلمانوں کو ملتے رہیں گے۔
٭... (تفسیرِ نمونہ)

★ مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو! مکّہ ابھی تمھارے قبضے میں تو نہیں آیا ہے، مگر اللہ نے مکّہ کو گھیرے میں لے لیا ہے۔ اور حدیبیہ کی صلح کے نتیجے میں مکّہ بھی جو عرب کا دل ہے، تمھارے قبضے میں آجائے گا۔
٭..... (تفسیرِ کبیر، تفہیم، مجمع البیان)

آیت ۲۲ کی تشریح: اگر حُدیبیہ کے موقع کے جنگ ہوجاتی

اِس آیت سے ثابت ہوگیا کہ حُدیبیہ کے وقت اگر کفّار، مسلمانوں سے لڑتے تو کافروں کو شکست ہوتی۔ اِس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حُدیبیہ کی صلح کے وقت مسلمان طاقتور تھے، مگر خدا نے جنگ کی اجازت نہ دی۔ جبکہ بدر کے میدان میں مسلمانوں کی طاقت کم تھی، تو لڑنے کی اجازت دے دی۔ اِس طرح خداوندِ عالم نے یہ تعلیم دی کہ:

(۱) اسلام، دینِ صلح و آشتی ہے۔

(۲) اور یہ کہ اگر طاقت زیادہ ہو تو کمزور کو مت دباؤ۔

لیکن اگر کوئی خواہ مخواہ حملہ کرے تو طاقت کم ہونے پر بھی دفاع کرو اور خواہ مخواہ دبانے والے کا مقابلہ کرو، تاکہ تکبر کرنے والوں کو اُن کی سزا ملے، اور اُن کی جرأتیں بلند نہ ہوسکیں۔ ٭ (مؤلف)

آیت ۲۳ کی تشریح: اِس جگہ اللہ کی سنّت (طریقۂ کار) سے مراد یہ ہے کہ جو کافر، اللہ و رسولؐ سے جنگ کرتے ہیں خدا اُن کو بالآخر ذلیل و خوار کرکے چھوڑتا ہے، اور خدا اپنے رسولؐ اور اُن کے پیروکاروں کی مدد ضرور کرتا ہے۔ ٭ (تفسیرِ کبیر، تفہیم، مجمع البیان، تفسیرِ نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ (۲۴) عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿۲۴﴾	اور وہی خدا ہے جس نے مکّہ کی وادی میں اُن کے ہاتھوں کو تم سے اور تمھارے ہاتھوں کو اُن سے (لڑنے سے) روک دیا۔ حالاں کہ خدا نے تم کو اُن پر قابو بھی دے دیا تھا اور جو کچھ بھی کہ تم کر رہے تھے اُسے اللہ اچھی طرح دیکھ بھی رہا تھا۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب تم لوگ مدینے سے مکّہ گئے تو کافر خود تم سے صلح کے طلبگار ہوئے۔ جبکہ اس سے پہلے خود انھوں نے مدینے پر حملہ کیا تھا۔ اِس طرح خداوندِ عالم نے تم کو اُن پر قابو دیدیا کہ کہاں حملہ کرنے خود تمھارے شہر پر چڑھ دوڑے تھے، اور آج خود اپنے شہر میں ہوتے ہوئے تم سے صلح کی درخواست کر رہے ہیں۔ گویا ہم نے اُن کا سارا دم خم نکال دیا۔ ★ (تفسیر حقانی، تفسیر قمی)

دوسری تفسیر یہ بھی ہے کہ حُدیبیہ کے موقع پر اَسّی آدمیوں نے مسلمانوں پر شب خون مارنا چاہا، مگر وہ سب کے سب گرفتار ہوگئے۔ رسولؐ چاہتے تو سزا میں قتل کر سکتے تھے مگر آپؐ نے سب کو معاف کر کے چھوڑ دیا۔ اِس معافی کا اخلاقی اثر کفار و مشرکین پر بہت زیادہ پڑا۔ ★.... (تبیان، فتح الرحمٰن، مجمع البیان، جلالین)

★ خداوندِ عالم نہیں چاہتا تھا کہ مکّہ جو مقامِ امن ہے، وہاں مسلمان خوں ریزی کریں۔ اِس طرح حرم کی حرمت ضائع ہوتی، مسلمانوں پر عیب لگتا کہ مکّہ کے امن کو برباد کر دیا۔ اِس لیے حُدیبیہ کے موقع پر خدا نے مسلمانوں کا ہاتھ جنگ سے روک دیا اور دو سال بعد ہی بغیر جنگ کے مکّہ فتح ہوگیا، اور بغیر کسی خوں ریزی کے۔ ★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ (۲۵) یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے حق کا انکار

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کیا، اور تمھیں مسجدِ حرام (میں داخل ہونے)

وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ سے روکا۔ اور قربانی کے جانوروں کو

يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ اُن کی قربانی کی جگہ نہ پہنچنے دیا۔ اگر

مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ (مکہ میں) ایسے مومن مرد اور عورتیں موجود

لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ نہ ہوتے، جنھیں تم جانتے تک نہیں، اور

فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ یہ خطرہ بھی نہ ہوتا کہ تم اُنھیں اپنے پیروں تلے

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ روند دوگے، تو تم پر اُن کے سبب گناہ ہوتا، وہ

فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ بھی لاعلمی میں (اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو جنگ روکی

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ نہ جاتی نیز یہ کہ جنگ اس لیے بھی روکی گئی)

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۲۵ تاکہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلے

(غرض، اگر وہ مومن جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے مکے میں موجود تھے مکے سے) الگ ہوگئے ہوتے تو ہم اُن لوگوں کو جو حق کے منکر تھے ضرور سخت تکلیف دینے والی سزا دیتے۔

www.drhasanrizvi.com

★ مشرکوں کی یہ حرکت کہ مسلمانوں کو مکّہ میں داخل ہونے اور عمرہ کرنے سے روک دینا، اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ خدا مسلمانوں کے ہاتھوں اُن کو سخت سزا دلواتا، لیکن خدا نے ایسا کیوں کیا؟

خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "خدا نے ایسا اِس لئے نہ کیا کہ وہ مسلمان جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے مکّہ میں زندگی گذار رہے تھے، خواہ مخواہ مسلمانوں ہی کے ہاتھوں قتل ہو جاتے۔ اِس لئے خدا نے چاہا کہ مکّے کے کمزور مسلمانوں پر رحم فرمائے۔

(۲) پھر یہ احتمال بھی ہے کہ بہت سے مشرک جو اس قابل تھے کہ اسلام قبول کرلیں، خدا اُن کو ہدایت کی راہ پر لگانا چاہتا تھا۔ اب اگر جنگ ہو جاتی تو وہ بھی قتل ہو جاتے۔

(۳) تیسری وجہ حُدیبیہ کے موقع پر جنگ نہ کرانے کی یہ تھی کہ حضرت امام علیؑ ابنِ ابی طالبؑ نے فرمایا: "خداوندِ عالم کی کچھ ایمان والی امانتیں کفّار و مشرکین کے صلبوں میں تھیں۔۔۔

اِسی طرح ہم اہلِ بیتؑ کے قائم (امام مھدیؑ) اُس وقت تک ظاہر نہ ہوں گے جب تک یہ تمام امانتیں ظاہر نہ ہو جائیں۔"

★ اسی تفسیر کو دوسرے الفاظ میں قرطبی نے بھی لکھا ہے۔ ★ (تفسیر قرطبی)

★ اِس میں کوئی مانع نہیں کہ یہ آیت چاروں قسم کے لوگوں کے بارے میں ہو۔

یعنی: اِن چار قسم کے لوگوں کی وجہ سے خدا نے حدیبیہ کے موقع پر جنگ نہ ہونے دی:

(۱) تقیہ کیے ہوئے مسلمان جو مکّہ میں رہتے تھے (۲) وہ مسلمان جو کسی وجہ سے ہجرت نہ کر سکے تھے (۳) وہ کفّار و مشرکین جن میں اسلام لانے کی صلاحیت تھی قتل ہو جاتے۔ (۴) مشرکین کے صلبوں میں مومن تھے۔ ★ (نمونہ)

★ اِسی طرح حضرت امام جعفر صادقؑ سے دریافت کیا گیا کہ: حضرت امام علیؑ نے اپنی ظاہری خلافت کی خاطر جنگ کیوں نہ کی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: "حضرت امام علی علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ اُن لوگوں کو قتل کر دیا جائے جن کے صلبوں سے مومنین پیدا ہونے والے تھے۔ پھر آپؑ نے یہی آیت پڑھی۔ ★ (تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۲۶﴾

(۲۶) (اسی لئے) اُن لوگوں نے جو حق کے منکر کافر ہیں، اپنے دلوں میں جاہلانہ تعصب اور حمیت ٹھالی (یعنی صرف اَنا اور بڑائی کی خاطر جان بوجھ کر غلط کام کیا) تو اللہ نے اپنے رسولؐ اور مومنین پر سکون و اطمینان اُتار دیا اور مومنین کو تقویٰ (یعنی) بُرائی اور ظلم سے بچنے کی بات کا پابند رکھا (کیوں کہ) وہی اس کے زیادہ حقدار بھی تھے اور اس کے اہل بھی، اور اللہ تو ہر چیز کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔

ع ۹

★ کفارِ قریش کے لیے یہ بات اُن کی حمیت اور عزت کے سخت خلاف تھی کہ وہ شخص یعنی رسولِ اکرمؐ جسے وہ مکے سے نکال چکے تھے اور اُن سے جنگیں بھی ہار چکے تھے، اُن کی آنکھوں کے سامنے مکے میں داخل ہوں، اور عمرہ بھی بجالائیں۔ اس لئے باوجود کم طاقتی کے مقابلے پر اُتر آئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرمؐ پر اور اُن کے ساتھیوں پر سکون و اطمینان اُتارا۔ اس لئے اُنھوں نے کفار کے مقابلے پر ضبط و تحمل سے کام لیا۔

www.drhasanrizvi.com

مگر بعض مسلمان اِس صلح و آشتی کے رُویّے کو اپنی حمیّت کے خلاف سمجھ رہے تھے، کہ مکّہ جائیں اور پھر بغیر عمرہ کیے واپس چلے آئیں۔

★ ۔۔۔۔۔ (فصل الخطاب)

جاہلانہ حمیّت

جاہلانہ حمیّت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص صرف اور صرف اپنی ناک (انا) کی خاطر جان بوجھ کر کوئی غلط کام کرے۔ مثلاً کفّارِ مکّہ خوب اچھی طرح سے جانتے تھے کہ ہر شخص کو حج و عمرہ کے لیے مکّہ آنا جائز ہے، کسی کو اُس کے مذہبی فریضے سے روکنا جائز نہیں ہے۔ یہ عرب کا قدیم آئین تھا۔ اِس کے باوجود کافروں نے مسلمانوں کو عمرے سے صرف اِس لیے روکا کہ اُن کا خیال تھا کہ اگر مسلمان مکّے میں آ گئے تو پورے عرب میں ہماری ناک کٹ جائے گی۔ اِسی کو حمیّتِ جاہلیت یعنی جاہلیّت کی غیرت یا حیا، فرمایا گیا ہے۔

★ ۔۔۔۔۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، انوار النجف، تفسیر جلالین)

اہم الفاظ کی تشریح

"سکینۃ" سکون سے مراد وہ صبر و وقار ہے جس کے ساتھ نبیؐ اور مسلمانوں نے کفّار کی جاہلانہ حمیّت کا مقابلہ کیا۔ وہ اُن کی ہٹ دھرمی اور صریحی زیادتی پر مشتعل نہ ہوئے، آپے سے باہر نہ ہوئے اور معاملے کو صلح کے ذریعہ بخیر و خوبی سلجھا کر حل کر دیا۔

★ ۔۔۔۔۔ (تفہیم القرآن)

حمیّت کا لفظ حمی کے مادّہ سے ہے۔

اِس کے معنی ہیں "آگ یا گرمی۔ جو سورج یا انسانی بدن میں پیدا ہوتی ہے۔ اِسی لیے بخار کو عربی میں "حمیٰ" کہتے ہیں، اور غصّے کے عالم میں جو حرارت جسم میں پیدا ہوتی ہے۔

★ ۔۔۔۔۔ (مفردات امام راغب)

★ یہ حمیّت جاہلوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ★ (لسان العرب)

کَلِمَۃُ التَّقْوٰی جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کلمۃ التقویٰ ہے۔ (یعنی دل کی گہرائیوں سے اللہ کی وحدانیت کو ماننا جسے ایمان کہتے ہیں۔) (تفسیر درِ منثور بحوالہ ۲، اصول کافی، تفسیر نور الثقلین جلد ۵ صفحہ ۶۲)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ھم (محمدؐ و آلِ محمدؐ) تقوٰی کا کلمہ ہیں، اور ہدایت کا راستہ ہیں۔"

★ ..... (خصال صدوقؒ، تفسیر نور الثقلین)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ھم (محمدؐ و آلِ محمدؐ) کَلِمَۃُ التَّقْوٰی اور خداوندِ عالم کی مضبوط رسّی (عروۃ الوثقٰی) ہیں۔

★ ..... (خصال شیخ صدوقؒ۔ نور الثقلین)

★ مطلب یہ ہے کہ جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ کی تعلیمات کو مانتا ہے اور اُن پر عمل کرتا ہے وہی کلمۂ توحید کا حق ادا کرتا ہے، اور وہی ایمان کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔

اسی لیے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ خندق کے موقع پر، اُس وقت جب جنابِ امیرالمومنین حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام، عَمرو ابنِ عبدِوُدّ کے مقابلے پر جارہے تھے۔ فرمایا تھا: "کُلِّ ایمان، کُلِّ کفر کے مقابلے پر جارہا ہے"

نیز فرمایا: "اے علیؑ! تمھاری محبت ایمان ہے، اور تم سے نفرت کرنا کفر و نفاق ہے۔"

★ ..... (الحدیث، صواعقِ محرقہ)

★ کافر مشرک کیوں کہ جاہلانہ عصبیت اور تنگ نظری کے مارے ہوئے تھے، اُن سے اِس کے سوا اور کیا توقع ہوسکتی تھی کہ وہ مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیں، اور یہ سمجھیں کہ اس سے ہماری ناک کٹ جائے گی لیکن خداوندِ عالم نے حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں کو کلمۃ التقوٰی اور ایمان سے نوازا (اور مشرکوں کی ناک کاٹ دی) کیوں کہ وہ اس کے اہل تھے، مسلمان ایمان لاکر خدا کی اطاعت کرنا چاہتے تھے۔ اُنھوں نے حضورِ اکرمؐ سے قرآن کی تعلیمات سیکھی تھیں، اس لئے وہ مسلمان، اِس بات کے اہل تھے کہ کافروں کی ضد کے مقابلے پر صبر و قرار، تقوٰی اختیار کریں خواہ مخواہ جھگڑا نہ کریں۔ اسی لیے حدیبیہ کے موقع پر مسلمانوں نے جنگ کی آگ کو اپنے صبر و قرار کے پانی سے بجھا دیا۔

یہ اس لئے کہ اللہ نے مسلمانوں کو اُن کی اہلیت دیکھ کر صبر و قرار کی توفیق عطا فرمائی۔ معلوم ہوا کہ خدا اہلیت کے مطابق ہی کو نوازتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ (۲۷)
الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ
اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ
رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ
لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ
تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ
دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

اللہ نے اپنے رسولؐ کو حقیقتاً*
بالکل ہی سچّا خواب دکھایا کہ تم لوگ
اگر اللہ نے چاہا تو ضرور مسجدِ حرام میں
پورے امن وامان کے ساتھ داخل ہوگے،
سر منڈائے ہوئے اور اپنے بال،
ناخن ترشوائے ہوئے، اور تمھیں
کسی کا کوئی خوف بھی نہ ہوگا۔
خدا اِس بات کو جانتا تھا جسے تم
نہیں جانتے تھے (اِس لیے) خواب کے پورا ہونے سے پہلے ہی تمھیں دوسری قریبی فتح
عطا کردی

* یہ اُس کھٹک کا جواب ہے کہ جو مسلمانوں کے دلوں میں تھی۔ کھٹک یہ تھی کہ: جنابِ رسولِ خداؐ نے یہ خواب میں دیکھا تھا کہ آپؐ مسجدِ حرام میں داخل ہوئے ہیں اور طواف کیا ہے۔ پھر یہ کیا ہوا کہ ہم بغیر عمرہ کیے واپس جارہے ہیں۔ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خواب میں اسی سال پورے ہونے تصریح نہ تھی، مگر پھر بھی خلش باقی رہ گئی تھی۔ اِس لیے آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ:

"خواب ہم نے ہی رسولؐ کو دکھایا تھا، جو بالکل سچّا تھا اور یقیناً پورا ہوگا۔"

www.drhasanrizvi.com

اعتراض

خداوندِ عالم نے یہاں جو "انشاء اللہ" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں، اُس پر اعتراض ہے کہ خدا خود اپنے لیے "انشاء اللہ" "اگر اللہ چاہے" کیوں فرما رہا ہے؟

اصل میں یہاں یہ الفاظ اِن معنی میں استعمال نہیں ہوئے ہیں جن میں ہم استعمال کرتے ہیں۔ اصل میں قریشِ مکہ نے اس لیے مسلمانوں کو عمرے سے روکا تھا کہ وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ہم اسقدر طاقتور ہیں کہ جب ہم چاہیں گے تب مسلمان عمرہ کر سکیں گے۔ اگر ہم نہ چاہیں گے تو مسلمان عمرہ نہ کر سکیں گے۔ جواب میں فرمایا کہ عمرہ اس لیے نہیں ہوا کہ کفار نے نہ چاہا، بلکہ اس لیے عمرہ مسلمان نہیں کر سکے کہ خداوندِ عالم نے ایسا نہ چاہا کہ بے گناہ خون بہ جائے۔ پھر خدا جب چاہے گا مسلمان عمرہ کریں گے چاہے کفار کتنی ہی طاقت استعمال کریں، خواہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں، اُن کے چاہنے نہ چاہنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ چناں چہ خداوندِ عالم کا یہ وعدہ اگلے ہی سال ذی قعدہ ۷ھ ہجری میں پورا ہو کر رہا۔ تاریخ میں اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔

عمرۃ القضاء

تاریخوں میں ہے کہ رسول ؐ نے عمرہ کا احرام باندھا، قربانی کے اونٹ ساتھ لیے اور عمرہ کے لیے مکہ چلے۔ جب مشرکین نے مسلمانوں کو آتے دیکھا تو ڈر گئے اور سمجھے کہ شاید رسولِ خدا ؐ صلح کا معاہدہ توڑنا چاہتے ہیں۔ جب آپ ؐ مکے کے قریب پہنچے تو مسلمانوں سے کہا کہ سب اپنے تیر اور نیزے ایک زمین جس کا نام یاجج لکھا ہے، جمع کرا دیں، صرف تلواریں جو نیام کے اندر تھیں ساتھ لے کر چلے۔ مکے والے یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، مگر اُن پر رسولِ اکرم ؐ کا رُعب طاری ہو گیا۔ مکے کے سردار مکہ چھوڑ کر چلے گئے، مگر عوام نے راستوں اور چھتوں سے رسولِ اکرم ؐ دیکھا اور سخت مرعوب ہوئے۔ آپ ؐ نے مکہ والوں کے ساتھ بڑی محبت کا سلوک کیا۔ مکے کے سردار سخت تنگ تھے۔ آپ ؐ نے قریش کی ایک بیوہ عورت سے عقد کیا اور سرداروں کو کھانا کھانے کی دعوت دی، مگر سرداروں نے دعوت قبول نہ کی اور درخواست کی کہ آپ ؐ جلد مکہ چھوڑ دیں۔ حضورِ اکرم ؐ نے مکہ چھوڑ دیا، مگر مکہ والوں پر آپ ؐ کا رُعب بیٹھ گیا۔ (مجمع البیان، تاریخ طبری جلد ۲، فی ظلال القرآن جلد ۔)

www.drhasanrizvi.com

هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ (۲۸) غرض وہ اللہ ہی ہے جس نے
بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ اپنے رسولؐ کو ہدایت، صحیح رہنمائی اور
لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ‌ ؕ سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ
وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ؕ‏ ﴿۲۸﴾ اُس کو ہر دین پر غالب کر دے
اور (اِس حقیقت پر) اللہ کی گواہی بہت
کافی ہے۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا: "تاکہ دینِ خدا کو ہر دین پر غالب کر دے۔" اِس کام کے انجام دینے والے حضرت امام مہدیؑ ہوں گے۔ خداوندِ عالم اُن کو ظاہر فرما کر حکومت عطا فرمائے گا۔

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر قیامت کے آنے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا، تب بھی خدا اُس دن کو اتنا طویل کر دے گا کہ میرا ایک نائب جس کا نام میرے نام پر ہوگا ظاہر ہوگا، اور ساری دنیا کو عدل و انصاف سے اُسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔"

...... (مسلم، ترمذی، بخاری شریف)

★ غرض یہ آیت اُن آیتوں میں سے ہے جس کی تاویل اُس کی تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی۔

...... (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

★ نیز حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ: "پوری زمین پر کوئی پتھر یا مٹی کا گھر، اُون یا بالوں کا خیمہ باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ خدا اسلام کو اُس میں داخل کرے گا۔" (قرطبی، مجمع البیان)

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو اُلٹ دیا تھا ::: سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

...... (اقبال)

www.drhasanrizvi.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ (٥)
مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ
رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ
رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ
فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ښ وَ
مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ
كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ

محمد اللہ کے رسول ہیں
اور جو اُن کے حقیقی ساتھی ہیں، وہ
کافروں کے مقابلے پر سخت، اور آپس میں
ایک دوسرے پر بہت رحم کرنے والے ہیں
تم اُنھیں (اکثر) رکوع اور سجدوں میں
مصروف دیکھو گے (کیوں کہ) وہ اللہ
کے فضل و کرم اور اُس کی خوشی کے
(ہمہ وقت) طلب میں رہتے ہیں۔ اُن کی شان
اُن کے چہروں (پیشانیوں) پر سجدوں کے
نشان نمایاں ہیں، جن سے وہ الگ
پہچانے جاتے ہیں۔ اُن کی یہی صفت
توراۃ میں بھی ہے اور انجیل میں بھی۔
اُن کی صفت اُس کھیتی کی طرح

www.drhasanrizvi.com

الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿۲۹﴾ ع ۴ ۱

بیان کی گئی ہے جس کے اِدھر اُدھر کونپلیں نکلیں، اِس کے بعد وہ کھیتی خوب پھولی پھلی اور مضبوط ہوئی پھر گدرائی اور پھیلی۔ پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اب وہ کسانوں کو خوش کر رہی ہے تاکہ اُس کے منکر کافر اُس کے پھولنے پھلنے پر جلیں اور غصہ کریں اور اُن لوگوں میں سے جو لوگ (خدا و رسولؐ پر) دل سے ایمان لائے ہیں، اور جنھوں نے نیک کام بھی کیے ہیں، تو اللہ نے اُن سے معافی اور بڑے اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام علیؑ کی صفات بیان فرمادی ہیں۔ یعنی کفار پر سخت اور آپس میں رحیم، نیز کثرتِ سجدہ سے پیشانی پر گھٹے، توراۃ و انجیل میں اُن ہی کا ذکر ہے۔

★ عرفا نے لکھا کہ مومنین کا کافروں پر سخت ہونا خدا کی صفتِ جلال کا مظہر ہے اور مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے سے رحمدلی کا برتاؤ خدا کی صفتِ جمال کا اظہار ہے۔

جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ساتھیوں سے مراد فقط جسمانی ساتھی نہیں ہو سکتے

www.drhasanrizvi.com

اس لیے کہ مسلّم طور پر منافقین بھی رسولؐ کے ساتھ ساتھ ہی رہتے تھے۔ لہٰذا رسولِ خداؐ کے حقیقی ساتھی صرف وہ ہوں گے جو آں حضرتؐ کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ یعنی رسولِ اکرمؐ کے ہم صفات ہوں گے۔ یعنی اُن میں وہ صفات پائے جائیں گے جو اس آیت میں بیان کیے جارہے ہیں۔ وہ لوگ جو تاریخ کے آئینے میں رسولِ خداؐ کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے دکھائی دیں، وہ رسولِ خداؐ کے ساتھی نہیں ہیں۔ کیوں کہ منافقین بھی پہلو سے پہلو ملا کر رسولِ خداؐ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔

قیامت تک کے وہ تمام لوگ جو رسولِ خداؐ کی عملاً پیروی کرنے والے، رسولِ خداؐ کے ہم صفت، اُن صفات کے حامل جو اس آیت میں بیان کیے جارہے ہیں، رسولِ خداؐ کے حقیقی ساتھی ہیں۔ ...... (فصل الخطاب)

* قرآن کی دوسری آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً فرمایا: "قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ... الخ (سورۃ آلِ عمران آیت ۳۱ پارہ ۳)

یعنی: "آپؐ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا خود تم سے محبت فرمائے گا ..."

اصحابِ رسولؐ کے صفات

(۱) کفّار کے مقابلے پر سخت اور محکم (یعنی اللہ کے اصولوں پر سختی سے قائم رہنے والے۔) اور آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے والے۔

ہو محفلِ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ※ رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
(اقبال)

(۲) رکوع و سجود کی کثرت۔ یعنی: ہمیشہ خدا کی عبادت اور اطاعت میں مصروف، وہ بھی کسی دنیوی مادّی مفادات کی خاطر نہیں، صرف اور صرف خدا کے فضل و کرم اور اُس کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے۔ (عبادت میں اس قدر محو کہ پیر سے تیر نکال لیا جائے اور پتہ بھی نہ چلے۔)

(۳) چہرے پر انکساری و تواضع، انسان دوستی، اور احترامِ انسانیت کے آثار۔

www.drhasanrizvi.com

(۴) جن کا ذکر اور تعریف، وہ بھی اوصاف کے ساتھ، توراۃ اور انجیل میں ہو۔ یعنی ایسے اوصاف کے مالک جو ہر آسمانی کتاب کے لحاظ سے قابلِ تعریف ہوں۔

(۵) پھر کونپلوں کی طرح ہر دم تازہ دم، متحرک، باعمل، سرگرم، ہر دم جواں کہ ان کی قوتِ عمل کو دیکھ کر دنیا حیران و ششدر ہو جائے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اَڑ جاتے تھے　　پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے　　تیغ کیا چیز ہے ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

..... (اقبال در شکوہ)

★ نیز اس کے برعکس جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

"روزِ قیامت کچھ میرے ساتھی میرے قریب حوضِ کوثر پر آنا چاہیں گے مگر ملائکہ ان کو مجھ سے دور کر دیں گے۔ میں کہوں گا اصحابی، اصحابی: یعنی یہ تو میرے ساتھی صحابی ہیں، یہ تو میرے ساتھی صحابی ہیں۔ فرشتے کہیں گے یا رسول اللہؐ! آپؐ کو نہیں معلوم آپؐ کے بعد انھوں نے کیا کچھ کیا۔"

..... (الحدیث از صحیح البخاری)

★ ایک اور حدیث رسولؐ بھی ملاحظہ فرمائیں: فرمایا: آج تو مجھے اپنے بھائی یاد آرہے ہیں۔ اصحاب میں سے حضرت عمرؓ نے عرض کی: کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ پھر آپؐ نے وہی جملہ دہرایا۔ انھوں نے دوبارہ عرض کی: یا حضرتؐ! کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ کون سے بھائیوں کو یاد فرما رہے ہیں؟

فرمایا: تم میرے اصحاب ہو، میرے بھائی تو وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، مجھ پر ایمان لائیں گے حالاں کہ انھوں نے مجھے دیکھا بھی نہ ہوگا۔ ان میں وہ لوگ جو نیک اعمال انجام دینے والے ہوں گے، وہ تم سے پچاس صحابہ کا اجر رکھتے ہیں۔ آپؐ نے تین بار یہی فرمایا۔

(تفسیر روح البیان جلد ۵ صلا)

www.drhasanrizvi.com

سُورَۃُ الحُجُرَاتِ

"فضائل وخصوصیّات"

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص سورۂ حجرات کو سمجھ کر پڑھے گا اُس کو اُن تمام لوگوں کی تعداد کے برابر جنھوں نے خدا کی اطاعت کی ہے، یا نافرمانی کی ہے، دس گنا زیادہ نیکیاں عطا کی جائیں گی۔" سبحان اللہ

★ (تفسیر مجمع البیان)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"جو شخص سورۂ حجرات کو ہر رات یا ہر روز مسلسل پڑھے گا تو وہ جنابِ رسولِ خداؐ کی زیارت کرنے والوں میں سے ہوگا۔"

★ ..... (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ)

★

www.drhasanrizvi.com

آیاتُهَا | # سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ | رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا' بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (۱) اے ایمان لانے والو! اللہ اور
لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اُس کے رسولؐ سے آگے بڑھنے
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا کی کوشش نہ کرو (یعنی اپنی رائے'
اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ خیالات' خواہشات اور فیصلوں کو خدا اور
عَلِيْمٌ ۝۱ رسولؐ پر مقدم نہ رکھو) اور اللہ کی ناراضگی
سے ڈرو' کیوں کہ' اللہ ہر بات کا سننے والا اور خوب اچھی طرح سے جاننے والا ہے

شانِ نزول } جناب رسولِ خداؐ نے خیبر کی جنگ پر جاتے وقت کسی صحابی کو مدینے میں اپنا نائب بنا کر

www.drhasanrizvi.com

چھوڑنا چاہتے تھے، مگر حضرت عمر نے کسی اور صاحب کا نام تجویز فرمایا، جس پر یہ آیت اُتری۔

★ (تفسیر قرطبی جلد ۹ صفحہ ۱۲۱)

★ بعض مفسرین نے لکھا کہ کچھ مسلمان اپنی بعض عبادتیں وقت سے پہلے انجام دیدیا کرتے تھے۔ اُن کے بارے میں یہ آیت اُتری۔

★ ..... (تفسیر قرطبی جلد ۹)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا: "اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسولؐ سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو" مطلب یہ ہے کہ خدا و رسولؐ کی مرضی کو اپنی مرضی پر مقدم رکھو۔ گویا خدا و رسولؐ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا، خدا و رسولؐ سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے کے مترادف ہے۔ (تفسیر تبیان)

ایمان کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ خدا و رسولؐ کے حکم کو اپنی رائے اور مرضی پر مقدم رکھے۔

کیوں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ خدا کو اپنا حاکم مالک مانتا ہے اس لئے ضروری ہے خدا و رسولؐ کے آگے چلنے کی کوشش نہ کرے بلکہ پیچھے چلے، اُن کا حاکم نہ بنے۔

سورۃ الاحزاب ۳۳ آیت ۳۶ میں تو یہ فرمایا کہ "جس معاملہ میں اللہ و رسولؐ نے فیصلہ کردیا ہو اُس میں کسی مومن کو کوئی الگ فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہے"۔ لیکن اس آیت میں ایک قدم اور آگے بڑھ کر حکم دیا جارہا ہے کہ: تم کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ کہیں اس سلسلے میں خدا و رسولؐ نے کوئی فیصلہ سنا تو نہیں دیا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے ہر معاملے میں خدا و رسولؐ کے فیصلے کو دیکھنا ضروری ہے۔

جنابِ رسولِ خداؐ نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا حاکمِ عدالت بنا کر بھیجتے وقت دریافت فرمایا:

"تم کس چیز کے مطابق فیصلہ کرو گے؟" عرض کی "کتابِ خدا کے مطابق"۔ پھر فرمایا: اگر خدا کی کتاب سے کوئی حکم نہ ملا تو کیا کرو گے؟ عرض کی: "سنّتِ رسولؐ کی طرف رجوع کروں گا"۔ پھر فرمایا: "اگر سنّتِ رسولؐ سے بھی کوئی حکم نہ ملا، پھر کیا کرو گے؟" عرض کی: "اجتہاد کروں گا"۔ یہ سن کر آپؐ نے اُن کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: "شکر ہے اُس خدا کا جس نے اپنے رسولؐ کے بھیجے ہوئے کو وہ طریقہ اختیار کرنے کی توفیق بخشی جو اُس کے رسولؐ کو پسند ہے"۔ (مسند ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ②	(۲) اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ اُن سے زور زور سے کُھل کر باتیں کرو جیسے تم آپس میں ایکدوسرے کے ساتھ زور زور سے کُھل کر باتیں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھارا سب کیا کرایا برباد ہو جائے اور تمھیں اُس کی خبر بھی نہ ہو۔

شانِ نزول قبیلۂ بنی تمیم کے کچھ مہمان رسولِ خداؐ کے پاس جب بھی آتے تو آں حضرتؐ کے حجروں (کمروں) کے باہر کھڑے ہو کر یوں آوازیں دیتے: "اے محمدؐ! ہم سے ملنے کے لیے باہر آ"۔ اور جب آپؐ آجاتے تو آپؐ سے آگے آگے چلتے۔ اور رسولِ خداؐ سے باتیں کرتے تو اپنی آوازیں حضورِ اکرمؐ کی آواز سے بلند رکھتے، اور بار بار کہتے: یا محمدؐ۔ یا محمدؐ! گویا وہ آں حضرتؐ سے بالکل اِس طرح بات کرتے جیسے کسی ادنیٰ سے آدمی سے بات کی جاتی ہے یا جیسے آپس میں برابر کے دوستوں سے باتیں کی جاتی ہیں۔ اُن کی اِس بے ادبی و بے احترامی پر یہ آیت اُتری۔ (تفسیر علی ابن ابراہیمؒ قمی ہٰذا)

★ معتبر کتابوں میں ہے کہ: جب رسولؐ کا انتقال کا وقت آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کاغذ لے آؤ۔ تاکہ میں تمھارے لیے ایسی چیز لکھ دوں کہ تم کبھی ہرگز گمراہ نہ ہو گے"۔ حضرت عمر نے کہا: "پیغمبرؐ پر بیماری کا غلبہ ہے اِس لئے نا موزوں باتیں کر رہے ہیں۔ قرآن تمھارے پاس ہے، اور ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے"۔ اِس پر لوگوں میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ جب زیادہ شور و غل ہوا تو آپؐ نے فرمایا: "میرے پاس سے دور ہو جاؤ"۔ (مسلم۔ کتاب الوصیۃ حدیث ۲۱ صفحہ ۱۳۵۹، بخاری جلد ۶ باب مرض و وفاۃ صفحہ ۱۱)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ (۳) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے
اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسولؐ کے سامنے (ادب سے) اپنی آوازیں
اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ دھیمی رکھتے ہیں، تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے
اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۳ لیا ہے۔ اُن کے لیے گناہوں سے معافی بھی ہے
اور بہت بڑا اجر و ثواب بھی ہے۔

ادب و تعظیم کی تاکید اور تعلیم

جو لوگ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور اُن کے اہلِ بیتؑ اطہار کی تعظیم کو شرک سمجھتے ہیں، اُن کی آنکھیں اِن آیتوں سے کھل جانی چاہئیں کہ اس آیت میں جناب رسولِ خدا کے احترام کرنے کو تقویٰ فرمایا گیا ہے، اور جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی تعظیم کرنے کا بہت سختی کے ساتھ حکم دیا گیا ہے۔ اُن کو اپنے جیسے انسان کی طرح سلوک کرنے سے منع کیا گیا ہے، اُن کو خصوصی مقام دینے اور احترام کرنے کی زبردست تاکید کی گئی ہے۔

.... (فصل الخطاب)

تقویٰ کا معیار

اِس آیت میں تقویٰ معیار رسولِ خداؐ کے احترام کو قرار دیا ہے۔

"تقویٰ" کے معنی خدا کا وہ احترام جو انسان کے دل میں ہو۔ اب جتنا خدا کا احترام دل میں ہوگا، انسان اتنا ہی خدا کے رسولؐ کا احترام کرے گا۔ اِس لیے رسولؐ کا احترام تقویٰ کا معیار قرار دیا گیا ہے۔

جس دل میں رسولِ خداؐ کا احترام نہیں ہے، وہ دل یقیناً تقویٰ سے خالی ہے۔

...... (تفہیم القرآن مولانا مودودی)

www.drhasanrizvi.com

ادب پیرہن سرمایہ ہے

؎ "اصلِ مذہب احترامِ آدمی است"

★ اسلام نے انسان کے احترام پر بہت زور دیا ہے۔

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین تک کے لیے اپنی عبا زمین پر بچھا دیا کرتے تھے اور اُن کو اپنی عبا پر بٹھاتے تھے۔ عرب کے معاشرے میں یہ کسی کا انتہائی زیادہ احترام کرنا شمار کیا جاتا تھا۔

★ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا:

(۱) "کسی کا ادب کرنا، اُس کو فاخرہ لباس پہنانے کی طرح ہے۔"
(نہج الحکمۃ)

(۲) "ادب کرنے والے کو اپنے باپ دادا پر فخر کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔"
(یعنی، وہ ادب کرنے کی وجہ سے عزت والا بن جاتا ہے) ★ (بحارالانوار جلد ۵)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"پانچ خصلتیں جس میں نہ ہوں وہ کسی امتیاز کے قابل نہیں۔

(۱) دین۔ (اللہ، رسولؐ اور آخرت کو دل سے ماننا)

(۲) عقل۔ (یعنی اللہ کی آیتوں پر غور و فکر کرنا، سمجھنا۔)

(۳) حیا۔ (یعنی۔ اپنی عزت و حرمت کی حفاظت کرنا۔)

(۴) حُسنِ خُلق۔ (اپنے اندر اعلیٰ اخلاقی صفات پیدا کرنا)

(۵) حُسنِ ادب۔ (ہر شخص کا اچھی طرح احترام کرنا)

(بحارالانوار جلد ۵)

★ ایک شخص امامؑ سے ملنے کے لیے آیا، تو آپؑ نے اُس سے فرمایا:

"کیا تمھیں معلوم نہیں ہے کہ جنابت کی حالت میں انبیاء کے گھروں میں داخل ہونا مناسب نہیں ہوتا۔ (یعنی اُس نے غسلِ جنابت نہ کیا تھا۔)

(بحارالانوار جلد ۴۷)

www.drhasanrizvi.com

★ امام علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا: "متکبر لوگوں سے کبھی یہ توقع نہ کرو کہ وہ تمہارا ذکرِ خیر کریں گے، مکاروں، دھوکے بازوں کے دوست بہت نہیں ہوتے، بے ادب لوگوں کو عزت آبرو و بزرگی ملنے کی توقع نہ رکھی جائے۔ ★..... (بحار الانوار جلد ۵۷)

★ ادب کی انتہا، ملاحظہ فرمائیں کہ "خداوندِ عالم اپنے بندوں سے قرآن مجید میں جہاں بھی خطاب فرماتا ہے، انسانوں کا احترام ملحوظِ خاطر رکھتا ہے۔ جب تمام آدمی قابلِ احترام ہیں تو نبیؐ، اور وہ بھی خاتم النبیینؐ جو تمام انبیائے کرام کے لیے ختمی مرتبت ہوں اُن کا احترام کتنا واجب ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۲)

اللہ کا احترام

جناب رسولِ خداؐ، خداوندِ عالم کا اتنا احترام فرماتے تھے کہ "شروع میں نماز کے وقت آسمان کی طرف سرِ اقدس اٹھا کر دیکھتے تھے، بعد میں سرِ اقدس اٹھا کر کبھی نہیں دیکھا، بلکہ ہمیشہ سر جھکائے رہتے تھے ★..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر امام رازی)

اُستاد کا احترام

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام زین العابدین عؑ نے اپنے رسالہ حقوق میں فرمایا:

"جو شخص تم کو تعلیم دے اور تمہاری تربیت کرے، اُس کا حق ہے کہ تم اُس کی مجلس کو محترم قرار دو، اُس کی باتوں کو غور سے سنو، اُس کے سامنے ادب سے بیٹھو، اپنی آواز کو اُس کی آواز پر بلند نہ کرو، اور جب کوئی اُس سے سوال کرے تو اُس کے جواب دینے سے پہلے اُس کے سامنے جلدی نہ کرو، اُس کے سامنے کسی اور سے باتیں نہ کرو، اگر کوئی اُس کے پیچھے (اُس کی عدم موجودگی میں) اُس کو بُرا بھلا کہے تو اُس کا دفاع کرو، اُس کے عیوب کو چھپاؤ، اُس کی خوبیوں کو بیان کرو، اُس کے دشمنوں کے پاس نہ بیٹھو اُس کے دوستوں کو دشمن نہ رکھو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ کے فرشتے گواہیاں دیں گے تم نے اُس سے علم حاصل کیا اور تم اُس کے پاس اللہ کو خوش کرنے کے لیے گئے ہو مخلوق کی خاطر نہیں گئے ہو۔ (محجۃ البیضاء جلد ۳)

قبرِ رسولؐ کا احترام

جس طرح رسولؐ کی زندگی میں آں حضرتؐ کے پاس زور زور سے بولنا منع کیا گیا اُسی طرح آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کی قبر کے قریب زور سے بولنا منع ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۶) لیکن جب حضرت عائشہ نے امام حسنؑ کو قبرِ رسولؐ کے پاس دفن ہونے نہ دیا، تو لوگوں نے وہاں ایک دوسرے پر چیخنا چلانا شروع کر دیا تو امام حسینؑ نے اُس وقت بھی آیت پڑھی اور لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ اللہ نے مومن کا وہی احترام مرنے کے بعد بھی واجب کیا ہے ←

(تفسیر کافی، نور الثقلین جلد ۵)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن (۴) حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آپؐ کو
وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ آپؐ کے کمروں کے پیچھے سے (چیخ
لَا يَعْقِلُونَ ۝۴ چیخ کر) پکارتے ہیں، اُن میں کے اکثر بے عقل ہیں
وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ (۵) اگر وہ اتنا صبر و ضبط سے کام لیتے
تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا کہ آپؐ (از خود) اُن کے پاس تشریف
لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۵ لے آئیں، تو یہ خود اُنہی کے لیے بہتر ہوتا،
اور اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے، مسلسل رحم کرنے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن (۶) اے ایمان لانے والو! اگر کوئی فاسق
جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ بدکار آدمی تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو
فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا اُس کی تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ
بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا تم کسی جماعت کو بغیر حقیقت جانے نقصان
فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝۶ پہنچا دو۔ اور پھر تمھیں اپنے کیے پر
شرمندہ ہونا پڑے۔

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزولِ آیت

ولید بن عقبہ کو جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ بنی مصطلق کے پاس عقبہ بھیجا تاکہ لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے لائے۔ جب وہ اُس علاقے میں پہنچا تو لوگوں کے تیور دیکھ کر ڈر گیا اور اُن لوگوں سے ملے بغیر مدینہ واپس آ کر آں حضرتؐ سے کہہ دیا کہ اُن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ تو مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ حضورِ اکرمؐ نے ایک فوجی دستہ روانہ کر دیا۔ اسی دوران اُس قبیلے کا سردار حارث حضورِ اکرمؐ سے ملنے کے لیے آ گیا۔ آں حضرتؐ نے حارث سے ولید بن عقبہ کا بیان نقل فرمایا۔ حارث نے عرض کی، حضورِ والاؐ! خدا کی قسم، ہم نے ولید کو دیکھا تک نہیں۔" اِس پر یہ آیت اُتری کہ: اگر کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو تحقیق کیا کرو، تاکہ تم کسی گروہ کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

★ (طبرانی اور ابن جریر نے عبداللہ ابن عباسؓ سے، اور حارث بن ضرار، مجاہد، قتادہ، ضحاک، مقاتل بن حیان امام احمد نے ابن حاتم سے۔ تفسیر کبیر حضرتِ ام سلمہؓ سے لکھا)

★ اِسی آیت کی بنا پر محدثین نے علمِ حدیث میں جرح و تعدیل کا فن ایجاد کیا، تاکہ حدیثِ رسولؐ بیان کرنے والوں کے حالات کی تحقیق کریں کہ وہ قابلِ اعتبار ہیں کہ نہیں۔ اس آیت کی رُو سے فاسق کی گواہی قابلِ قبول نہیں۔
.... (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان۔ تفہیم)

★ اِسی آیت کی رُو سے نَبا، یعنی خبر کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق ہر خبر پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اہم خبر پر ہوتا ہے۔ اِسی لئے تمام باتوں میں تحقیق کی ضرورت نہیں ہے، صرف اہم باتوں میں تحقیق کی ضرورت ہے۔ (احکام القرآن جصاصؒ)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تاخیر کرنا اور تحقیق کرنا خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے۔" (قرطبی جلد ۹)

دوسری شانِ نزول

لوگوں نے جنابِ رسولِ خداؐ کی بیوی ماریہ قبطیہ کے بارے میں حضورِ اکرمؐ سے شکایت کی کہ اُن کا ایک چچازاد بھائی کبھی کبھی اُن کے پاس آتا ہے۔ آں حضرتؐ نے تحقیق کے لیے حضرت امام علیؑ کو بھیجا اور فرمایا: "جو حاضر دیکھتا ہے وہ غائب نہیں دیکھتا۔" حضرت امام علیؑ آئے تو دیکھا کہ حضرت ماریہ کا چچازاد اُن کے پاس تھا۔ حضرت امام علیؑ کو تلوار لیے آتے دیکھا تو ڈر کر درخت پر چڑھ گیا۔ جب آپؑ نے اُسے کھینچ کر زمین پر گرایا تو معلوم ہوا کہ وہ جنسی عضو نہیں رکھتا۔ چناں چہ آپؑ نے حضورِ اکرمؐ کو بتایا، تو آں حضرتؐ نے خدا کا شکر ادا کیا۔"

★ (تفسیر مجمع البیان جلد ۹)

www.drhasanrizvi.com

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ۙ (۷)

(۷) اور تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمھارے درمیان اللہ کا رسولؐ موجود ہے۔ اگر وہ تمھاری بہت سی باتوں یا مشوروں کو مان لے، تو تم خود مشکلوں میں پھنس جاؤ گے، مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت عطا کی ہے اور اُس کو تمھارے دلوں کے لیے پسندیدہ بنا دیا ہے، اور کفر، انکارِ حق، بُرائیوں گناہوں اور نافرمانیوں سے تمھیں مُتنفّر کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سیدھے راستے پر قائم ہیں۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: "کیا محبت اور نفرت کرنا ایمان ہے"؟ آں حضرتؐ نے فرمایا: "کیا ایمان محبت کرنے اور نفرت کرنے کے علاوہ کوئی اور چیز ہے"؟ پھر امامؑ نے اِسی آیت کی تلاوت فرمائی کہ: "خدا نے تمھارے لیے ایمان کو محبوب قرار دے دیا ہے اور اُسے تمھارے دلوں میں سجا دیا ہے، اور کفر و فسق و گناہ کو تمھارے لیے قابلِ نفرت بنا دیا ہے۔ اب جو ایسے ہوں وہی ہدایت پائے ہوئے ہیں"۔ (اصولِ کافی جلد ۲ باب الحب فی اللہ حدیث ۵)

★ نیز فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی روایت ہے: "الدین ھو الحب والحب ھو الدین"۔ (نور الثقلین حدیث ۲)

www.drhasanrizvi.com

فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعۡمَةً ؕ (۸) اللہ کے فضل وکرم اور احسان و

وَ اللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴿۸﴾ نعمت کی وجہ سے۔ (کیوں کہ) اللہ

خوب اچھی طرح سے (ہر چیز کا)

جاننے والا بھی ہے اور بالکل ٹھیک ٹھیک

گہری مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ کام کرنے والا بھی ہے۔

★ جن لوگوں میں ایمان سے محبت اور کفر و فسوق وعصیان سے نفرت پائی جاتی ہے یہی وہ لوگ ہیں جو رُشد و ہدایت کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔ لیکن یہ اُن کا اپنا کمال نہیں ہے، بلکہ اُن کے اوپر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی نعمت کی وجہ سے ہے۔

(انوار النجف)

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ غلط خبر کے پہنچانے کا کام سب مسلمانوں میں نہیں بلکہ چند لوگوں نے ایسا کیا۔ رہے تمام مومنین، تو وہ اس لیے سیدھے راستے پر قائم رہے کہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ایمان اور احسان (یعنی) اچھے اچھے کاموں کو اُن کے لیے دل پسند بنا دیا۔ اور کفر و فسق و فجور سے اُن کو متنفر کر دیا ہے۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

آیت کا آخری حصہ اُن صحابہ کرام کے لیے ہے جو ہمیشہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کی روش پر قائم رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان کی محبت، اور کفر و فسق و فجور سے نفرت خدا کی عطاؤں، بخششوں کے ہے۔ انسان جب دل سے ابدی حقیقتوں کو ماننے کے لیے اُن حقیقتوں کو سمجھنے کی کوششیں کرتا ہے تو خدا اُس کے دل میں ایمان کی محبت اور کفر و فسق و فجور سے نفرت ڈال دیا کرتا ہے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ | (۹) اور اگر مسلمانوں میں سے دو گروہ آپس میں
الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا | لڑنے لگیں تو اُن کے درمیان صلح کرادو پھر
بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا | اگر اُن میں کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر
عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ | ظلم و زیادتی کرے تو ظلم و زیادتی کرنے
تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰۤى اَمْرِ | والے سے لڑو، یہاں تک وہ اللہ کے
اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا | حکم کی طرف پلٹ آئے، پھر اگر گروہ پلٹ
بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ | آئے تو اُن کے درمیان عدل و انصاف
اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ﴿۹﴾ | کے ساتھ صلح کرادو اور انصاف

کیا کرو (کیونکہ) حقیقتاً خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

صلح کرانے اور عدل و انصاف کا حکم

خداوندِ عالم کا فرمانا: "دونوں (جھگڑنے والوں) کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو" یعنی اگر دونوں پارٹیوں نے ایک دوسرے کا حق پامال کیا ہے یا خون گرایا ہے تو اُس کی اصلاح ضروری ہے یعنی جس کا حق مارا گیا ہے اُس کو اُس کا حق دلا کر جھگڑا ختم کرا دیا جائے۔

...... (تفسیر المیزان جلد ۱۸)

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ظلم اور زیادتی کرنے والے سے لڑو۔"

اِس سلسلے میں فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جب یہ آیت اُتری تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہے جو میرے بعد تاویلِ قرآن پر اسی طرح جہاد کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیلِ قرآن پر جہاد کیا ہے۔"

پوچھا گیا کہ "وہ شخص کون ہوگا"؟

آں حضرتؐ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: "وہ یہ شخص ہوگا جو میرے جوتوں کی مرمت کر رہا ہے۔"

★ اب جب حضرت امام، امیرالمومنین علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام امیرِ شام (معاویہ بن ابوسفیان) سے جہاد فرمایا تو مشہور صحابیٔ رسولؐ حضرت عمار بن یاسرؓ نے فرمایا: "میں اِس علَم اسلام کے نیچے تین دفعہ جہاد کرچکا ہوں، خدا کی قسم اگر یہ (شام کے) لوگ ہم کو مارتے مارتے نخلستانِ ہجر تک بھی پہنچادیں، تب بھی ہمارے اِس یقین میں فرق نہ آئے گا کہ ہم حق پر ہیں۔ اور یہ (شامی) باطل پر۔"

★..... (تفسیر صافی، الکافی، تفسیر قمی)

غرض یہ آیت (اوّلین معنی میں) اُن باغی مسلمانوں کے بارے میں ہے جو حکومتِ اسلامی کے خلاف بغاوت کریں۔

★ علماءِ شیعہ و سُنّی نے بہت سے قوانین حضرت امام علیؑ کے اُس طرزِ عمل سے اخذ کیے ہیں جو حضرت امام علیؑ نے جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں اپنے دشمنوں اور دوستوں کے ساتھ اختیار فرمایا تھا۔

★..... (تفسیر کبیر - فصل الخطاب، تفہیم، مجمع البیان)

مقامِ ہمسفروں سے ہو اِس قدر آگے
کہ سمجھے منزلِ مقصود کارواں تجھ کو

(اقبالؔ)

www.drhasanrizvi.com

نتائج وتعلیمات

(۱) پہلی تعلیم یہ دی گئی کہ اگر دو مسلمان گروہ لڑ رہے ہوں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ اُن میں صلح کرانے کی کوششیں کریں، صرف بیٹھ کر تماشا نہ دیکھیں۔

(۲) مسلمانوں کا فرض ہے زیادتی کرنے والے مسلمانوں کا ساتھ نہ دیں

(۳) اگر صلح کرانے میں کامیابی نہ ہو تو، پھر یہ دیکھیں کہ مسلمانوں کا کونسا گروہ حق پر ہے، اُسی کا ساتھ اور جو زیادتی کرنے والا گروہ ہے اُس سے لڑنا واجب ہے۔ تمام فقہاء اس معاملہ میں متفق ہیں۔

★ ..... (احکام القرآن ابوبکر جصاص)

★ اکثر فقہاء اس جہاد کو افضل ترین جہاد سمجھتے ہیں کیوں کہ حضرت امام علیؑ نے اپنی خلافتِ ظاہری کا پورا زمانہ کفار سے جہاد لڑنے کے بجائے باغیوں (فسادیوں، منافقوں) سے جہاد کرتے ہوئے گذارا۔ ★ (تفسیر روح المعانی)

اب اگر یہ استدلال پیش کیا جائے کہ عبداللہ ابن عمر جیسے صحابہ نے حضرت امام علیؑ کے ساتھ رہ کر جہاد میں حصہ نہیں لیا۔ تو یہ دلیل اس لیے غلط ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر اکثر کہا کرتے تھے کہ "مجھے اپنے دل میں کسی بات پر اتنی زیادہ کھٹک محسوس نہیں ہوتی جتنی اس آیت کی وجہ سے ہوئی کہ میں نے اللہ کے حکم کے مطابق اُس باغی گروہ سے جنگ نہیں کی"۔ (جنہوں نے حضرت امام علیؑ سے بغاوت کی تھی)

(المستدرک للحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ باب الدفع عمن قعدوا من بیعۃ علیؓ)

(۴) پھر خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئیں"۔ اِس سے معلوم ہوا کہ باغیوں یعنی زیادتی کرنے والوں سے لڑائی کا اصل مقصد اُن کو ختم کرنا یا تباہ کرنا، یا بدلہ لینا نہ ہوگا، بلکہ اصل مقصد صرف اللہ کے حکم کی طرف پلٹانا ہوتا ہے۔ یعنی قرآن و سنت کے مطابق عمل کرنے پر تیار کرنا مقصود ہے۔

★ ...... (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان)

(۵) صلح کرا دینے ہی کا حکم نہیں ہے بلکہ عدل و انصاف کے صلح کرانا ضروری ہے۔

www.drhasanrizvi.com

(۲) اس آیت کی تفسیر سارے فقہاء اسلام نے حضرت امام علی علیہ السلام کے ارشادات، اور طرزِ عمل کے حوالوں سے کی ہے۔ کیوں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں سے کوئی جنگ نہیں ہوئی تھی۔ اس آیت کی مستند تشریح حضرت امام علی علیہ السلام کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ اس لیے اس آیت کے سلسلے میں تمام فقہاء اسلام نے حضرت امام علی علیہ السلام کو مرجع بنایا ہے اور انہی سے درجِ ذیل اصول اخذ کیے ہیں:

(الف) اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ مسلمانوں میں صلح کرائے، اور فیصلہ کرے کہ زیادتی کرنے والا گروہ کون ہے۔

(ب) اگر مسلمان گروہوں میں دنیا کے لیے لڑائی ہو تو ہر مسلمان جنگ سے اجتناب کرے، اور مسلمانوں کو خدا کا خوف دلا کر جنگ سے روکے۔

(ج) جو مسلمان گروہ اسلامی حکومت سے لڑنے کھڑا ہو، اور اُس کے پاس کوئی شرعی جواز جنگ کرنے کا نہ ہو، اُس کے خلاف جنگ کرنا بالاتفاق واجب ہے اور اُس جنگ میں اہلِ ایمان پر حصہ لینا واجب ہے۔

(د) جو مسلمان گروہ صرف فتنہ و فساد کی خاطر اُٹھ کھڑا ہو، اُن سے اسلامی حکومت جنگ کرے۔

(ر) اگر ایک مسلمان گروہ، ظالم حکومت کے خلاف خروج کرے جس کے حکمراں فاسق و فاجر و ظالم ہوں، جبکہ خروج کرنے والے اللہ کے قانون کو نافذ کرنے والے ہوں، تو ظالم حکومت کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔

(مطابق فتویٰ امام ابو حنیفہ از احکام القرآن از ابوبکر جصاص) ..... ★

★ خود امام ابو حنیفہ صاحب نے بنی اُمیہ کے خلاف حضرت زید شہید ابن علی ابن الحسین کے خروج میں خود مالی امداد بھی دی، اور دوسروں کو بنی اُمیہ کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین بھی فرمائی۔

(ابوبکر جصاص در احکام القرآن جلد ۱ ص ۸۱، تفہیم القرآن مولانا مودودی، مناقب ابی حنیفہ کردری)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴿۱۰﴾ مومنین آپس میں بھائی بھائی
فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ہیں۔ لھٰذا اپنے بھائیوں کے
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ درمیان تعلقات رکھو اور (اس سلسلے
تُرْحَمُونَ ﴿۱۰﴾ میں) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مومن کی اہمیت اور قدر و منزلت

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "مومن آپس میں ایک دوسرے کے حقیقی بھائی ہیں۔ جب اُن میں سے کسی پر بلا آتی ہے تو دوسروں کی بھی نیند اُڑ جاتی ہے۔"

★ ...... (تفسیر صافی)

★ نیز امام علیہ السلام ہی سے روایت ہے کہ: "مومن، مومن کا بھائی ہوتا ہے۔ سب مومنین ایک جسم کے اعضاء ہیں۔ اگر ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے اعضاء کو سکون نہیں ملتا۔ کیوں کہ تمام مومنین کی ارواح ایک ہی روح سے بنائی گئی ہیں۔"

★ ...... (اصولِ کافی جلد ۲ باب اخوۃ المومنین)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن، مومن کا بھائی ہے، نیز ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اُس کی آنکھ کی طرح ہے کہ وہ دوسرے کی رہنمائی کرتا ہے، سیدھا راستہ دکھاتا ہے، اُس کے ساتھ کبھی خیانت نہیں کرتا، اُس پر ظلم و ستم نہیں کرتا، اُس سے کبھی نہیں پھرتا، اُس سے جو وعدہ کرتا ہے اُس سے کبھی نہیں پھرتا۔"

★ ...... (اصول کافی جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

★ مومن کے مومن پر تیس حق

جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مومن کے مومن پر تیس حق ہیں، جن سے اُس کو بری نہیں کیا جاسکتا۔

★ مومن پر لازم ہے کہ دوسرے مومن کی غلطیوں کو معاف کردے ★ اُس کی پریشانیوں میں اُس کی مدد کرے ★ اُس کے رازوں چھپائے ★ اُس کے عذر کو قبول کرے ★ اُس کو بُرا بھلا کہنے والوں کے سامنے اُس کا دفاع کرے ★ ہمیشہ اُس کی بھلائی چاہے اور اُس کو فائدے پہنچائے ★ اُس کی دوستی کی حفاظت کرے ★ اُس سے کیے ہوئے عہدوپیمان پورے کرے ★ وہ بیمار ہو جائے تو اُس کی عیادت اور دیکھ بھال کرے ★ وہ مرجائے تو اُس کے جنازے پر حاضر ہو ★ اُس کی دعوت قبول کرے ★ اُس کو تحفے دے، ★ اور اُس کے تحفے قبول کرے ★ اُس کے احسان کا شکریہ ادا کرے ★ اُس کی عزت کی حفاظت کرے ★ اور اُس کی عزت کرے ★ اُس کی حاجت پوری کرے ★ اُس کی سفارش کرے ★ اُس کی چھینک پر یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے ★ اُس کی رہنمائی کرے، ★ اُس کے سلام کا جواب دے ★ اُس کی باتوں کو اچھا سمجھے ★ اُس کے انعامات کی تعریف کرے، ★ اُس کی قسموں کی تصدیق کرے (مانے) ★ جسے وہ ٹھیک کہے اُسے ٹھیک قرار دے، ★ اُس کے دوستوں کو دوست رکھے ★ اُس کے ساتھ دشمنی نہ کرے ★ اُس کی مدد کرنے کی کوشش کرے، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر ظالم ہو تو اُس کی مدد یہ ہے کہ اُس کو ظلم کرنے سے روکے، اگر مظلوم ہو تو اُس کا حق حاصل کرنے میں اُس کی مدد کرے ★ اُس کی پریشانیوں میں اُس کو اکیلا نہ چھوڑے ★ جن باتوں کو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی باتیں دوسروں کے لیے پسند کرے ★ اور جن باتوں کو اپنے لیے پسند نہیں کرتا، اُن باتوں کو دوسروں کے لیے بھی نہ پسند کرے۔"

(بحارالانوار جلد ۷۴)

www.drhasanrizvi.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا (۱۱) اے ایمان لانے والو! مردوں کو مردوں پر
يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ نہیں ہنسنا چاہیئے (کیونکہ) ہو سکتا ہے
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو
مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ دوسری عورتوں پر ہنسنا چاہیئے (کیونکہ)
نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ
خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا آپس میں ایک دوسرے پر طعنے دے کر
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا چوٹیں کسو، اور نہ ایک دوسرے کو برے
بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ القاب و خطابات سے پکارو۔ ایمان لانے
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ کے بعد برے کاموں میں نام پیدا کرنا'
وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ برے برے نام رکھنا کتنی بری بات ہے
فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱ (یا) کتنا برا نام ہے آدمی کا کہ وہ ایمان لانے
کے بعد فاسق بدکار کہلائے۔ اب جو ایسے کاموں سے، توبہ نہ کرے، تو
وہی ظالم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

شانِ نزول آیت ۱۱ " تفسیر مجمع البیان " میں ہے کہ ثابت بن قیس صحابی جو کانوں سے بہرہ تھا، جب وہ مسجد آتا تو لوگ اُس کے لیے راستہ چھوڑ دیتے تھے اور اطمینان سے حضور اکرمؐ کے قریب جا بیٹھتا تھا۔ ایک دن خلافِ معمول ذرا دیر سے پہنچا۔ جب نماز ہو چکی تو وہ لوگوں کے شانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ایک شخص نے یہ کہہ دیا کہ یہیں بیٹھ جاؤ۔ پس وہ غصّے سے وہیں اُس شخص کے پیچھے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد اُس نے پوچھا: یہ کون ہے ؟ اُس شخص نے خود ہی کہہ دیا کہ میں فلاں ہوں۔

پس قیس بن ثابت نے کہا: " اچھا فلاں عورت کے بیٹے ہو "؟ یعنی ماں کا نام لینا جاہلیت کے دور میں اُس کو شرمندہ کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ پس وہ اپنی ماں کا نام سن کر شرمندہ ہو گیا۔ اس پر یہ آیت اُتری۔ اور پھر ایسا کہنے والے کی سرزنش کی گئی۔ اور دوسروں کو بھی ایسی حرکات سے روک دیا گیا۔ ★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

نیز عورتوں کو بھی اِس حرکت سے روکا گیا۔

اِس کی شانِ نزول کے بارے میں مروی ہے کہ اُمّ المومنین جناب اُمِّ سلمہؓ ایک سفید کپڑا اپنی کمر میں باندھ لیا کرتیں۔ اور اُس کی گرہ پشت کی طرف چھوڑ کر دونوں سرے لٹکا دیتی تھیں۔ پس ایک دن حضرت عائشہ نے حضرت حفصہ سے کہا کہ دیکھو اس کے پیچھے جو چیز لٹک رہی ہے یوں لگتا ہے جیسے کتے کی زبان ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اُمِّ سلمہؓ کا قد چھوٹا تھا اِس لیے اُن کو چھوٹے قد کا طعنہ دیا۔

تفسیر صافی میں ہے کہ یہ صفیہ بنتِ حی بن اخطب کے متعلق ہے جو اُمّ المومنین تھیں۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ اُن کو یہودی کی اولاد ہونے کا طعنہ دیا کرتی تھیں۔ اُنھوں نے حضور اکرمؐ سے اِس کا شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: " تم اُن کو جواب دیا کرو کہ میرا باپ ہارونؑ نبی اللہ ہے، میرے چچا موسیٰؑ کلیم اللہ ہیں اور میرے شوہر محمد رسول اللہ ہیں۔ لہٰذا مجھ میں کونسی کمی ہے ؟ الخ (تفسیر صافی، مجمع البیان، انوار النجف)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے چھپے ہوئے راز اور معاملات کی جستجو کرے گا، خدا اُس کے چھپے ہوئے گناہ اور عیب ظاہر کر دے گا پھر اُس کو خود اُس کے

www.drhasanrizvi.com

اپنے گھر میں ذلیل کر دے گا۔
★ ...... (المحجۃ البیضاء - احیاء العلوم غزالی)

خداوندِ عالم نے حضرت موسیٰؑ کو وحی فرمائی: " جو شخص اس حالت میں مرے کہ اُس نے غیبت کرنے سے توبہ کرلی ہو تو وہ سب کے آخر میں جنت میں جائے گا۔

اور جو اس حالت میں مرے کہ غیبتوں پر غیبتیں کرتا تھا تو وہ سب سے پہلے جہنم داخل ہوگا۔
★ ...... (المحجۃ البیضاء)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: " جو شخص کسی مومن کے عیب تلاش کرتا ہے اور اُس کی بے عزتی کرتا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہوں میں اُسے گرا دے، تو خداوندِ عالم اُس کو اپنی ولایت (سرپرستی - حمایت) سے باہر نکال کر شیطان کی ولایت میں دے دیا کرتا ہے، پھر شیطان بھی اُسے قبول نہیں کرتا۔"
(وسائل الشیعہ جلد ۸ باب ۱۵)

★ آیت میں " لمز " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی چوٹیں کسنا، پھبتیاں کسنا، الزام دھرنا، اعتراضات جڑنا، عیب نکالنا۔ اشارہ بازی کرنا۔ یہ سب کام آپس کے تعلقات کو بگاڑتے ہیں، اور معاشرے میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ ★ (مفردات امام راغب)

بُرے القاب سے مت پکارو آیت میں بُرے القاب سے (یا بُرے نام سے) پکارنے کے لئے منع کیا گیا ہے، (کسی ایسے شخص کو طنزاً علامہ، مفتی وغیرہ کہہ کر پکارنا جو اُس کا اہل نہیں، منع کیا ہے) کسی حلال زادے کو حرامی کہنا وغیرہ۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ " جو شخص مومن پر اتہام لگائے تو اُس کے دل سے ایمان اس طرح پگھل کر ختم ہو جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں پگھل کر ختم ہو جاتا ہے "۔ اِن عیوب کا مرتکب اگر توبہ نہ کرے تو وہ ظالم شمار ہوگا "۔ جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا: " اپنے مومن بھائی کے کسی فعل کو اچھائی پر ڈھال لیا کرو "۔
★ انسان کفر کے قریب ہو جاتا ہے جب وہ اپنے دینی ایمانی بھائی کی لغزشیں تلاش کرتا پھرے۔ (امام محمد باقرؑ) " انوار النجف "

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا (۱۲) اے ایمان لانے والو! (لوگوں کے بارے
كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ میں) بہت بدگمانی کرنے سے بچو (یعنی
بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا اُن کے بارے میں بُری رائے یا خیالات نہ رکھو) حقیقتاً
تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ کچھ گمان تو گناہ ہوتے ہیں، اور (لوگوں کی
بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ برائیوں کا) کھوج نہ لگاؤ (یعنی اُن کے عیب
اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ تلاش کرو۔) اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے
اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ کی غیبت (پیٹھ پیچھے بُرائی) نہ کرے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے
تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے؟ تم
خود اس گھن سے کھاتے اور بُرا سمجھتے ہو۔ غرض اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرو
حقیقتاً اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

شانِ نزول

دو صحابہ کرام نے حضرت سلمانؓ فارسی کو حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں کچھ خورد و نوش
کی اشیاء لانے کے لیے بھیجا، آں حضرتؐ نے اُنھیں اُسامہ بن زید کے پاس جانے کا حکم دیا۔ کیوں کہ اُسامہ
خزانہ دار تھا۔ لیکن اُسامہ نے کہا کہ اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے پس سلمانؓ خالی ہاتھ واپس ہوئے

www.drhasanrizvi.com

تو اُن دونوں صحابہ کرام نے کہا کہ اُسامہ نے بُخل سے کام لیا، وہ بڑے کنجوس آدمی ہیں۔

اور سلمانؓ فارسی کے بارے میں کہا کہ اُن کو اگر پانی سے بھرے ہوئے کنوئیں پر پانی لانے کے لیے بھیجا جائے تو اُس کنوئیں کا پانی زمین میں اُتر جائے۔

غرض جب یہ دونوں صحابہ حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آں حضرتؐ نے فرمایا: "تم دونوں کے منھ سے گلے سڑے ہوئے گوشت کھانے کی بدبو آرہی ہے۔"

اُنھوں نے عرض کی: "یارسول اللہؐ! آج تو ہم نے گوشت دیکھا تک نہیں۔"

آپؐ نے فرمایا: "تم دونوں نے سلمانؓ اور اُسامہؓ کا گوشت کھایا ہے۔ اِس پر یہ آیت اُتری۔

٭..... (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ - تفسیر قرطبی - تفسیر انوار النجف)

غیبت کی تعریف

٭ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "غیبت اُسے کہتے ہیں کہ کسی مومن کا ایسا گناہ بیان کیا جائے جو لوگوں کو معلوم نہ ہو، اور خداوندِ عالم نے اُس کا پردہ رکھا ہو۔" پھر فرمایا کہ:

"غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جب بھی اُس کا ذکر ہو اُس کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔"

(تفسیر برہان)

٭ ایک حدیث میں ہے کہ: "فاسق کی غیبت جائز ہے، تاکہ لوگ اُس سے بچتے رہیں۔"

فرمایا کہ: غیبت کا گناہ زنا سے زیادہ سخت ہے۔

٭..... (تفسیر انوار النجف)

٭ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ اُسے ناگوار ہو۔" کسی نے دریافت کیا: "اگر اُس میں وہ بُرائی پائی جاتی ہو؟"

آں حضرتؐ نے فرمایا: "اگر اُس میں وہ بُرائی پائی جاتی تھی جس کا تم نے ذکر کیا، تو پھر تم نے اُس کی غیبت کی، اور اگر وہ بُرائی موجود نہ تھی تو تم نے اُس پر بہتان لگایا۔"

٭..... (ترمذی، مسلم، نسائی، ابوداؤد، موطا)

www.drhasanrizvi.com

لوگوں کے پوشیدہ راز نہ تلاش کرو

اب رہا یہ سوال کہ لوگوں کے پوشیدہ عیوب کا علاج کیسے کیا جائے؟ تو اِس کا علاج لوگوں کے عیوب کی کھوج لگانا نہیں ہوتا، بلکہ اُن کے دلوں میں خدا کی سزاؤں کا خوف پیدا کرنا ہوتا ہے۔ کھوج لگا کر آپ کسی کی اصلاح نہیں کر سکتے۔

حضرت عمر رات کو مدینے میں گھوما کرتے تھے۔ ایک رات آپ نے کسی گھر سے گانے کی آواز سُنی، تو آپ دیوار پر چڑھ گئے، اور گھر میں دیکھا کہ ایک آدمی شراب بھی پی رہا ہے اور ایک عورت بھی ساتھ ہے۔ آپ نے پکار کر کہا: "اے دشمنِ خدا! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تو خدا کی نافرمانی کرے گا اور خدا تیرا پردہ چاک نہ کرے گا۔؟"

اُس نے کہا: حضور! آپ نے تو خدا کی تین نافرمانیاں کی ہیں۔ میں نے تو صرف ایک ہی گناہ کیا ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے کسی کی ٹوہ لگانے سے منع کیا ہے اور آپ تجسس فرما رہے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ کسی کے گھروں میں اُن کے دروازوں سے آؤ۔ اور آپ دیوار پر چڑھے تشریف فرما ہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اُس کی اجازت کے داخل نہ ہو، اور آپ بغیر میری اجازت کے میرے گھر میں براجمان ہیں۔" یہ سن کر حضرت عمر نے اپنی غلطی کو مان لیا۔

*...... (مکارم الاخلاق ابی بکر محمد بن جعفر الخرائطی، تفہیم القرآن مولانا مودودی جلد ۵ صفحہ ۸۹)

★ اِس سے معلوم ہوا کہ حکومت کو بھی کسی کے عیب تلاش کرنے کا حق نہیں ہے۔ اِسی لیے جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا: "حکمراں جب لوگوں پر شبہات کرنے لگیں تو وہ عوام کو بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ (ابوداؤد)

★ ایک عورت نے حضورِ اکرم ؐ سے اپنے شوہر کی شکایت کی کہ میرا شوہر بڑا کنجوس ہے۔ مجھے اتنا بھی نہیں دیتا کہ میں خود اور میرے بچے پیٹ بھر کر کھانا کھا سکیں۔ (بخاری شریف)

اگرچہ یہ غیبت تھی مگر حضور ؐ نے سنا اور کارروائی فرمائی کیونکہ مظلوم ظالم کے خلاف احتجاج کر سکتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ (۱۳) اے انسانو! ہم نے تو تمھیں ایک
مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے
شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ پھر تمھاری مختلف قومیں اور خاندان
اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ صرف اس لیے بنائے تاکہ تم ایکدوسرے
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ کو پہچان سکو، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ
تم میں اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا تو وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ
برائیوں یا خدا کی ناراضگی سے بچنے والا ہے۔ حقیقتاً اللہ خوب جاننے والا
اور خبر رکھنے والا ہے۔

نسلی تفاخر سے منع کیا ہے فتحِ مکہ کے روز حضورؐ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان کہو۔ چناں چہ بلالؓ نے اذان کہی تو عتاب بن اسید نے کہا "اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے باپ کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ کیا"۔ اور ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام نے کہا کہ "محمدؐ کو اس کالے کوے (بلالؓ) کے علاوہ کوئی دوسرا مؤذن نہیں مل سکا۔ اسی طرح باقی قریش کے سرداروں نے بھی اپنے نسلی فخر کو ملحوظ رکھتے ہوئے فقرے کہے تو یہ آیت اتری۔ "تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو اور یہ قومیں اور قبائل تو باہمی شناخت کے لیے ہیں" اور اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ وہ ہے جو اس کی نافرمانی سے بچتا ہے، اور اس کی اطاعت میں پیش پیش رہے
لہٰذا قومی بلندی، قبائلی عظمت، خاندانی شرافت اور نسلی تفوق انسانی برتری کا معیار نہیں۔

www.drhasanrizvi.com

★ چنانچہ حدیثِ نبوی ص میں ہے کہ:

"بروزِ محشر، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: تم لوگوں نے میرے اوامر و احکام کو پسِ پشت ڈال کر اپنے خاندانوں پر فخر و ناز کیا، آج میں تمہاری خاندانی بلندی و برتری کو پستی سے تبدیل کرتا ہوں، اور اپنی طرف منسوب ہونے والوں کو بلند و برتر کرتا ہوں۔"

پھر ارشادِ ربّ العزّت ہوگا:

"کہاں ہیں متقی و پرہیزگار لوگ؟ کیوں کہ اللہ کے نزدیک بلند مرتبہ وہ لوگ ہیں جو متقی ہوں۔" (تفسیر مجمع البیان)

★ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے، کہ: "حضور اکرم ص نے فرمایا: "قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا ہے "اصحابِ یمین" اور اصحابِ شمال" تو مجھے ان دونوں میں سے بہتر حصّے کا فرد قرار دیا۔ یعنی "اصحاب یمین" سے قرار دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے جہاں لوگوں کو تین حصّوں اور قسموں پر تقسیم فرمایا: اصحاب المیمنہ"، "اصحاب المشئمہ" اور "السابقون"۔ تو مجھے بہترین قسم "السابقون" میں قرار دیا۔

اور جہاں لوگوں کو قبائل میں تقسیم کیا، تو مجھے بہترین قبیلے کا فرد قرار دیا۔

پس میں اولادِ آدمؑ میں سب سے زیادہ صاحبِ تقویٰ ہوں، اور بلند مرتبہ ہوں۔ اور یہ فخر کی بات نہیں، اور جب اللہ نے قبائل کو بیوت پر تقسیم فرمایا، تو مجھے بہترین بیت میں رکھا۔ پس اللہ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) پارہ ۲۲۔ پس اللہ نے مجھے، میرے اہلِ بیت علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کو برگزیدہ فرمایا ہے پس میں تمام اولادِ آدمؑ میں سب کا سیّد و سردار ہوں، علیؑ سیّد العرب ہیں، اور حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں اور اے فاطمہؑ! تم سیدۃ نساء ہو اور تمہاری ذرّیت میں سے مہدیؑ ہوں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی۔" (مجالس شیخ، برہان، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ (۱۴) دیہاتی صحرائی عربوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے

لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا ہیں، اُن سے کہیئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے۔ ہاں

اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ یوں کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں (اس لیے کہ)

فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ نہیں ہوا ہے، اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کی

مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اطاعت اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں کوئی کمی

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ کریگا حقیقتاً اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بیحد مسلسل

رحم کرنے والا ہے۔

نتائج و تعلیمات

★ اِس آیت سے محققین نے یہ نتیجے نکالے:

(۱) ایمان کا درجہ اسلام سے بلند ہے۔

(۲) اسلام آسان ہے، ایمان مشکل ہے۔ ★ (تفسیرِ کبیر)

(۳) اسلام کا تعلق صرف زبانی اقرار کر لینے سے ہے، جبکہ ایمان کا تعلق دل سے اعتراف کرنے اور اُس پر عمل کرنے سے ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "الایمان ھو العمل"

یعنی: ایمان، عمل کا نام ہے۔" ★ (الحدیث)

(۴) جب انسان کا ظاہر اور باطن دونوں ایک جا ہو جاتے ہیں تب انسان مسلمان بھی ہے اور مومن بھی۔ ★ (تفسیرِ ماجدی)

(۵) یہ ہم آہنگی خدا اور رسولِ خداؐ کی عملاً اطاعت کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اطاعت کے بغیر خدا و رسولِ خداؐ کو ماننے کا دعویٰ، دعویٰ بلا دلیل ہے۔

(۶) اسی قول و عمل کی ہم آہنگی یا ایک ہونے پر انسان خدا و رسولِ خداؐ کی عملاً اطاعت کرتا ہے۔ یہی ایمان کی حقیقت ہے، اور اسی پر نجات و مغفرت کا دار و مدار ہے۔
٭...... (فصل الخطاب)

(۷) اسلام عام ہے اور ایمان، اسلام سے خاص تر ہے۔ ٭ (ابنِ کثیر)

(۸) یہاں جن لوگوں کا ذکر کیا جا رہا ہے، وہ منافق نہ تھے، وہ مسلمان تھے مگر اُن کا ایمان کمزور تھا
٭........ (بخاری شریف بقول ابن عباس، ابراہیم نخعی، قتادہ، ابن جریر)

(۹) اسلام ایک آشکار و ظاہری چیز ہے لیکن ایمان کی جگہ و مقام دل ہے۔ ٭ (مجمع البیان)

٭ مگر اِس آیت میں تمام صحرائی بدوی عرب مراد نہیں ہیں بلکہ صرف وہ خاص بدوی عرب مراد ہیں جو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر صرف مادّی فائدوں کی خاطر اسلام کا کلمہ پڑھتے تھے، اِس لیے یہ لوگ بار بار جنابِ رسولِ خداؐ کے پاس آ کر مطالبے کرتے تھے اور اپنے اسلام لانے کا احسان جتاتے تھے۔
٭...... (تفسیر کبیر، تفہیم، مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

شانِ نزول

سعید ابن جُبیرؓ کا بیان ہے کہ خشک سالی کی وجہ سے چند قبیلوں کے لوگ مدینہ آئے اور مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور جنابِ رسولِ خداؐ سے مطالبے کرنے لگے کہ ہم بغیر لڑے بھڑے مسلمان ہوئے ہیں۔ ہم نے آپؐ سے اِس طرح جنگ نہیں کی جس طرح فلاں فلاں قبیلوں نے جنگ کی تھی۔ گویا ہمارا آپؐ پر احسان ہے۔ اس لئے ہمیں سب سے زیادہ مالی امداد دی جائے۔ کیوں کہ ہم نے آپؐ سے جنگ نہیں کی۔ (تفسیر کبیر، المیزان، روح البیان۔ فی ظلال القرآن)

احادیثِ اہلِ بیت

اسلام و ایمان کی حقیقت

فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسلام لانے پر انسان کا خون محفوظ ہو جاتا ہے۔ (یعنی وہ کافرِ حربی نہیں رہتا، مسلمانوں سے

www.drhasanrizvi.com

جنگ نہیں کرتا، اِس لیے اُس کو قتل کرنا جائز نہیں ۔) اُس کی امانتوں اور حقوق کو ادا کرنا ضروری ہے اُس کی بیٹیوں سے نکاح کرنا حلال ہے۔ لیکن ثواب ایمان لانے پر ملتا ہے۔ (یعنی انسان دل سے واقعاً خدا اور رسولِ خدا اور آخرت کو مانے)

★ ...... (کافی جلد ۲)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اَلْاِیْمَانُ اِقْرَارٌ وَّ عَمَلٌ ۔ وَ الْاِسْلَامُ اِقْرَارٌ بِلَا عَمَلٍ"

یعنی: ایمان دل سے (ان ہی حقیقتوں کو مان کر) اقرار کرنے اور اُس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرنے کا نام ہے، اور اسلام بلا عمل کے زبانی اقرار کرنے کا نام ہے۔"

★ ..... (کافی جلد ۳)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ایمان کے اندر اسلام شریک ہے۔ لیکن اسلام کے اندر ایمان شریک نہیں۔ گویا ہر مومن لازماً مسلمان ہے، لیکن ہر مسلمان، مومن نہیں۔ کیوں کہ ایمان وہ ہے جو دل میں اُتر جائے وہیں ٹھہر جائے، لیکن اسلام ایسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے نکاح، میراث اور خون کی حفاظت کے قوانین جاری ہوتے ہیں۔"

★ ... (اصول کافی جلد ۲)

نوٹ: ایمان و اسلام کا یہ فرق صرف اور صرف اُس وقت ہوتا ہے جب یہ دونوں الفاظ (ایمان و اسلام) ایک دوسرے کے مقابلے پر بولے جائیں، ورنہ اکثر یہ دونوں الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ ۔ تفہیم ۔ تفسیر کبیر)

مومن کی اصل پہچان اُس کا عمل ہے۔ اِسی لیے خداوندِ عالم نے فرمایا: "مومنین تو بس وہی ہیں جو (۱) اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانتے ہیں (۲) پھر کبھی شک نہیں کرتے (۳) اور جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں۔" (القرآن) (حجرات آیت ۱۵، پارہ ۲۶)

★ امام صادقؑ نے فرمایا: "اَلْاِیْمَانُ ھُوَ الْعَمَلُ" (ایمان عمل کرنے کا نام ہے) (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"تم سب آدمؑ کی اولاد ہو، اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ تم لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنا چھوڑ دو، ورنہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جاؤ گے۔"

★ ایک اور حدیث میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

"اللہ جلّ شانہٗ قیامت کے دن تمہارا حسب نسب نہیں پوچھے گا، کیوں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی (یعنی برائیوں سے بچنے والا اور فرائضِ الٰہیہ کا ادا کرنے والا) ہے۔"

★...... (ابنِ جریر)

★ نیز حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں تک ارشاد فرمایا :

"خداوندِ عالم تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا ہے۔"

★...... (مسلم۔ ابنِ ماجہ)

★ پھر آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ "خدا سب کچھ جاننے والا، باخبر ہے۔"

اِس کا مطلب یہ ہے کہ خداوندِ عالم خوب جانتا ہے کہ کون اوصاف کے لحاظ سے اعلیٰ اور کون ادنیٰ ہے۔ لوگوں نے جو اعلیٰ اور ادنیٰ کے معیار بنا رکھے ہیں، وہ خدا کے ہاں چلنے والے نہیں ہیں۔ ممکن ہے جسے لوگ بہت بڑا آدمی سمجھتے ہوں، وہ خدا کے نزدیک بہت ادنیٰ ہو، اور جسے دنیا والے بالکل حقیر سمجھ رہے ہوں، وہ خدا کے ہاں سب سے اونچے مقام پر فائز ہو۔

پیغام اور مشورہ اِس لیئے انسان کی حد درجہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے اندر حقیقی اعلیٰ صفات، یعنی خدا کی اطاعت اور محبت کا جذبہ، برائیوں سے بچتے رہنے کی عادت اور خدا کے رسولؐ اور اُن کی اطاعت کرنے والوں کی عملی پیروی اختیار کرے تاکہ وہ اللہ کی نگاہ میں متّقی بن جائے۔

★...... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

تقوے کی حقیقت

تقوے کی صفت حاصل کرنے کے لیے تین مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے:

(۱) صحیح عقائد و نظریات کا ہونا۔ یعنی خدا، رسولؐ (آلِ رسولؑ) اور آخرت کو دل سے ماننا۔

(۲) پھر ہر اُس چیز یا عمل سے بچنا جو خدا کو ناراض کردے۔

(۳) پھر ہر اُس چیز سے بچنا جو انسان کو خدا سے غافل کردے ـــــ اور

ـــــ یہ خاص الخاص لوگوں کا تقویٰ ہے۔ ★ (بحار الانوار جلد ۷۰)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"جان لو کہ گناہ سرکش سواریوں کی طرح ہوتے ہیں، جن پر گنہگار لوگ سوار ہوتے ہیں اُن کی لگامیں ٹوٹی ہوتی ہیں، اِس لیے وہ اپنے سواروں کو جہنم کی تہ میں سر کے بل لے جاکر پھینک دیتے ہیں۔

جبکہ تقویٰ کی صفت ایسی آرام دہ آہستہ چلنے والی سواری ہے جس کی لگامیں اُن کے سواروں کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ وہ سواریاں اُن کو جنّت کے درمیان لے جاکر اُتارتی ہیں۔ × (نہج البلاغۃ)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" ایمان (کی صفت) اسلام سے ایک درجہ بلند ہے" ـــــ اور

تقویٰ (کی صفت) ایمان سے ایک درجہ بلند ہے" ـــــ اور

یقین (کی صفت) تقویٰ سے ایک درجہ بلند ہے"

اور لوگوں میں کوئی چیز یقین سے کم تقسیم نہیں ہوئی۔ (یعنی یقین کی صفت لوگوں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔" حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "عبادتوں میں سب سے زیادہ مشکل ورع (تقویٰ) یعنی (بحار الانوار جلد ۷۰) ★ حرام کاموں سے بچنا ہے" (آدمی نیک کام کرکے اُس کی حفاظت بھی کرے۔ حرام کاموں سے بچتا رہے۔)

(ارشادات علامہ مجلسیؒ)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ (۱۵) (پورے) ایمان لانے والے تو بس وہ
اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ ہیں جنھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو
لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا دل سے مانا اور پھر (اس میں) اُنھوں نے
بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ کبھی شک بھی نہ کیا۔ اور اپنے مالوں
سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں "جہاد"
الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ (یعنی) بھرپور جدّوجُہد کی یہی سچے لوگ ہیں۔
قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ (۱۶) کہدیجیے، کیا تم اللہ کو اپنے دین کی
وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ خبر دے رہے ہو؟ جبکہ اللہ تو آسمانوں
وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ اور زمین کی ہر ہر چیز کو خوب اچھی
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ طرح سے جاننے والا ہے۔
يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ (۱۷) وہ آپؐ پر احسان جتاتے ہیں
قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں، کہدیجیے کہ
اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ جتاؤ،

www.drhasanrizvi.com

بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ بلکہ اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ

اَنۡ ہَدٰىکُمۡ لِلۡاِیۡمَانِ اِنۡ اُس نے تمھیں ایمان کا راستہ بتایا۔ اگر

کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۷﴾ تم واقعی (اپنے ایمان کے وعدے میں) سچے ہو۔

(تو تم یہ سمجھ لو کہ یہ اللہ کا تم پر بہت بڑا احسان ہے)

اِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ غَیۡبَ (۱۸) حقیقت یہ ہے کہ اللہ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ وَ اللّٰہُ اور زمین کی ہر چھپی ہوئی چیز کو

بَصِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۸﴾ جانتا ہے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو، ع ۱۴

اللہ اُسے بھی دیکھتا ہے۔

ایمان اور اسلام لا کر احسان جتانے کی مذمت

کچھ لوگ بڑھ چڑھ کر سینوں پر ہاتھ مار مار کر اپنے ایمان کے فخریہ دعوے کرتے تھے، اور اس طرح باتیں کرتے تھے کہ گویا خدا اور رسولؐ خدا پر ایمان لاکر، اُن کو دل سے مان کر، اُنھوں نے خدا و رسولؐ پر بڑا بھاری احسان فرمایا ہے، جبکہ اوّل تو اُن کے دلوں میں ایمان نام کی کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی، اگر ہوتی تو خدا و رسولؐ پر احسان کیوں جتاتے؟ اور اگر کچھ ایمان کا کوئی ذرہ موجود تھا تو وہ بھی ناقص تھا۔ اگر واقعاً اُنھوں نے خدا اور رسولؐ کی عظمت کو کچھ بھی پہچان لیا ہوتا تو وہ اپنے اس ایمان لانے کو خدا و رسولؐ کا سب سے بڑا احسان اور نعمت سمجھتے، اور بجائے احسان جتانے کے خدا اور رسولؐ کے احسانات کا اعتراف کرتے۔

(فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

★ تفسیر برہان میں جابر ابنِ عبداللہ انصاری رضؓ سے مروی ہے کہ جنگِ خندق کے موقع پر میں نبی کریمؐ کے پاس موجود تھا جب خندق کھودی جارہی تھی اور لوگ اپنے اپنے فریضے میں مشغول تھے، حضرت امام علیؑ کی کھدائی کو دیکھ کر حضور اکرمؐ نے فرمایا: میرا باپ اِس کھودنے والے پر قربان ہو، جبرئیلؑ اِس کے سامنے صفائی کرنے والے، اور میکائیلؑ اس کے ساتھ مدد کرنے والے ہیں حالاں کہ اِن دونوں نے اس سے پہلے کسی انسان کی مدد نہیں کی۔

پس آں حضرتؐ نے حضرت عثمان کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم بھی خندق کی کھدائی کرو۔"
اُنھوں نے اپنا اسلام لانا جتلایا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

★ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمارؓ بنِ یاسر کھدائی میں مشغول تھے کہ حضرت عثمان کا ادھر سے گذر ہوا تو گرد و غبار سے بچنے کے لیے حضرت عثمان نے اپنے منھ پر کپڑا ڈال لیا۔ تو حضرت عمارؓ نے کہا مساجد تعمیر کرنے والوں اور منھ پر کپڑا ڈال کر غبار سے بچنے والوں میں بڑا فرق ہے۔ یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہوسکتے۔

یہ سن کر حضرت عثمان نے کہا: "اے سوداء عورت کے بیٹے تم مجھے کہہ رہے ہو۔"
پس یہ کہہ کر سیدھے حضرت نبی کریمؐ کے پاس پہنچے اور عرض کی: "حضورؐ! ہم اسلام میں اِس لئے داخل نہیں ہوئے کہ ہماری عزت پر حملہ کیا جائے۔"

آپؐ نے فرمایا: "اسلام تمھارا محتاج نہیں ہے۔" پس یہ آیت اُتری۔
★..... (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

(اس کی آیات ۴۵ ہیں) **سورۂ قاف** (مکیہ) (اس کے رکوعات ۳ ہیں)

کی فضیلت اور خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اِس سورۃ کو اتنی اہمیت دیا کرتے تھے کہ ہر جمعہ اور ہر عید کے خطبے میں اِس سورۃ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

..... (تفسیر قرطبی، تفسیر فی ظلال القرآن)

★ شاید اِس لئے کہ اِس سورۃ میں موت اور قیامت کے حالات کو اتنا مؤثر طریقے سے بیان کیا گیا ہے کہ جن کو سُن کر انسان کی غفلت دور ہو جاتی ہے، اور فکر و عمل کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

(تفسیر نمونہ)

★ نیز آں حضرت ص نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ قاف کو سمجھ کر پڑھتا ہے، موت اور سکرات کی مشکلات کو خداوندِ تعالیٰ اُس کے لیے آسان فرما دیا کرتا ہے۔"

..... (تفسیر مجمع البیان)

★ فرزندِ رسولِ خدا ص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص واجب اور سنت نمازوں میں سورۃ قاف کو پڑھتا رہتا ہے خداوند کریم اُس کی روزی کو وسیع فرما دے گا، اُس کے نامۂ اعمال کو اُس کے داہنے ہاتھ میں عطا فرمائے، اور قیامت کے دن اُس کا حساب آسان فرما دے گا۔"

..... (تفسیر مجمع البیان)

★ ظاہر ہے کہ اتنے بڑے بڑے کمالات بلا سمجھے بوجھے طوطے کی طرح سورۃ کے الفاظ کو پڑھ لینے سے تو حاصل نہیں ہو سکتے۔ ایسے عظیم فوائد صرف اُسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں کہ جب انسان اِس سورۃ کے مطالب و مفاہیم کو سمجھے اور اُن پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۴۵	سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ	رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ① قاف۔ قسم ہے بڑے مرتبے والے قرآن کی۔

پہلی تفسیر "ق" کا لفظ مخفف ہے قولنا قضی۔ یعنی خدا فرما رہا ہے: "ہمارا قول فیصلہ کن ہے"۔ اس میں ردّ و بدل نہیں ہوسکتی۔ کوئی لفظ یا حرف ٹالا نہیں جاسکتا۔

(تفسیر روح المعانی)......

دوسری تفسیر "ق" سے مراد ہے "قِف" یعنی "ذرا رکو اور سوچو"

(تفسیر روح المعانی)......

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ "قاف" ایک سبز رنگ کا پہاڑ ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ زبرجدِ سبز کا پہاڑ ہے۔ (تفسیر انوار النجف)

★ تفسیر برہان میں کتاب "منہج التحقیق" سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے والدِ بزرگوار سے فرمائش کی کہ ہمیں اپنے فضل و کرامت میں سے کچھ دکھائیے؟

www.drhasanrizvi.com

چناں چہ جناب امیر المومنینؑ، امام حسنؑ اور سلمانؓ کو لے کر ہوا کے دوش پر سوار ہوئے اور چند دقیقوں میں کوہِ قاف پر جا پہنچے۔ وہ زمرّدِ سبز کا پہاڑ تھا جس پر ایک فرشتہ موجود تھا۔ اُس نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کو سلام کیا اور کچھ پوچھنا چاہا، آپؑ نے فرمایا: کیا تم حضرت خضرؑ کی زیارت کرنا چاہتے ہو؟ اُس نے عرض کی: "جی ہاں!" آپؑ نے فرمایا: "جاؤ تم کو اجازت ہے۔"

فرشتے نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور چلا گیا۔ اور کچھ دیر نہ گزری تھی کہ وہ زیارتِ خضرؑ سے مشرف ہو کر واپس بھی آ گیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: "اے سلمانؓ! خدا کی قسم کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے روکا ہوا ہے، اِن فرشتوں میں سے کوئی بھی ہماری اجازت کے بغیر اپنے مقررہ مقام سے حرکت نہیں کر سکتا۔ اور میرے بعد میرے فرزند حسنؑ کا بھی یہی مقام ہوگا، اور اِن کے بعد حسینؑ، اور پھر یکے بعد دیگرے اُن کی اولاد سے نو اماموں کا یہی منصب ہوگا۔

سلمانؓ کا بیان ہے کہ میں نے سوال کیا: "کوہِ قاف پر موکل فرشتے کا کیا نام ہے؟"

فرمایا: "اس کا نام ترجائیل ہے۔"

سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے پھر سوال کیا: "آپؑ کس طرح ہر شب اِس مقام پر آتے اور واپس جاتے ہیں؟"

فرمایا: "جس طرح اب تمھیں لے آیا ہوں، اے سلمانؓ! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ فرمایا، اور روح کو پیدا کیا، میرے پاس آسمانوں اور زمینوں کے ایسے راز ہیں کہ اُن میں سے کسی ایک کو بھی تم برداشت نہیں کر سکو گے۔ بتحقیق، خداوندِ متعال کا اسمِ اعظم بہتّر حرفوں پر ہے اور آصفؑ بن برخیا کے پاس صرف ایک حرف تھا جس کے ذریعے اُن کے اور تختِ بلقیس تک کی درمیانی زمین دھنس گئی تھی اور انھوں نے تختِ بلقیس کو اُس کے مقام سے اُٹھا کر حضرت سلیمانؑ کے سامنے لا کر رکھ دیا تھا اور ہمارے پاس خدا کی قسم، اسمِ اعظم کے بہتّر حروف ہیں اور ایک حرف جس کا تعلق علمِ غیب سے ہے وہ اللہ کے پاس محفوظ ہے، اُس میں اُس کا کوئی شریک نہیں۔ پھر آپؑ نے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا ۔۔۔۔۔ الخ

(تفسیر برہان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ (۲) بلکہ (کمال ہے کہ) انھیں اِس
مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ بات پر تعجب ہوا کہ (برائی کے بُرے
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ نتائج سے ڈرانے والا اُنہی میں سے (کیسے)
عَجِیْبٌ ۝۲ آگیا؟ اِس پر کافروں نے کہا کہ یہ تو ایک
عجیب بات ہے۔
ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا (۳) کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹّی
ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۝۳ ہو جائیں گے تو پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے
جائیں گے؟ یہ واپس آنا تو عقل سے بہت دور ہے۔
قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ (۴) (حالاں کہ) ہمیں تو وہ سب کچھ معلوم ہے
الْاَرْضُ مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا جو زمین اُن کے جسم میں سے (کھا کر) کمی کرتی ہے
كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝۴ (کیوں کہ) ہمارے پاس ایک رجسٹر ہے جو ہر چیز کو
محفوظ رکھتا ہے۔

★ خدا جواب دے رہا ہے کہ مرنے کے بعد خدا کے لیے تمھیں پلٹانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کیوں کہ خدا کا علم اُن تمام اجزا پر محیط ہے جو مرنے کے بعد زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ اِس لیے خدا اُن تمام بکھرے ہوئے اجزا کو جمع کرنے پر قدرت رکھتا ہے، پھر تمھیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا (۵) اصل بات یہ ہے کہ اُن لوگوں نے حق کو
جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵ اُسی وقت جھٹلا دیا جب وہ اُن کے پاس آیا
(اسی وجہ سے) اب وہ اُلجھن میں پڑے ہوئے ہیں۔

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ (۶) کیا اُنھوں نے اپنے اوپر آسمان کی
فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا طرف نہیں دیکھا؟ ہم نے اُسے کس طرح
وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ بنایا اور سجایا! پھر اُس میں کوئی
فُرُوْجٍ ۝۶ شگاف یا سوراخ تک نہیں ہے۔

آسمان میں شگاف نہیں

(جدید تفسیر کے مطابق)

آسمان میں شگاف نہ ہونے کے معنی (۱) یعنی یہ فضا جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے اس میں کہیں کوئی شگاف نہیں ہے، اس لئے یہ ایک محفوظ چھت کی طرح ہے جو آسمانی پتھروں کو زمین کی طرف آنے سے روک دیتی ہے، اور اُن کو زمین تک آنے سے پہلے ہی جلا کر راکھ کر دیتی ہے، اور ساتھ ہی ساتھ سورج کی نقصان دہ شعاعوں سے بھی ہمیں بچائے رہتی ہے۔

(۲) دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اس میں پتھر کی طرف اشارہ ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق تمام سیاروں کے درمیان کا فاصلہ ایک بے رنگ، بے وزن پتھریلے مادّے سے پُر ہے جو روشنی کی لہروں کو اُٹھائے ہوئے ہے، اور اُن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا ہے۔ اس لحاظ سے سارے عالمِ ہستی میں کوئی شگاف نہیں ہے۔ ...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ (۷) اور ہم نے زمین کو پھیلایا، بچھایا،
اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا پھر اُس میں پہاڑوں کو جما دیا، اور
فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍۙ ۝۷ اُس کے اندر طرح طرح کی خوبصورت
اور خوش منظر چیزیں اگادیں۔

تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ (۸) یہ سب آنکھ کھولنے کا ذریعہ،
عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ سبق لینے والی چیزیں اور یاد دہانی
کا ذریعہ ہیں، ہر اُس بندے کے لیے جو اللہ
کی طرف "توجّہ کرنے والا رجوع کرنے والا ہو"

وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (۹) پھر ہم نے آسمان سے برکت والا
مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ پانی اُتارا، اور اُس سے باغ اُگائے
وَّ حَبَّ الْحَصِيْدِۙ ۝۹ اور فصل کے غلّے

وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا (۱۰) اور اونچے اونچے کھجور کے درخت پیدا کیے، جن میں
طَلْعٌ نَّضِيْدٌۙ ۝۱۰ تہ بہ تہ پھلوں سے لدے ہوئے خوشے پیدا ہوتے
ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا بِهِ (۱۱) (یہ سب انتظام ہے) بندوں کی
بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ روزی کا۔ اور اِس پانی سے ہم نے
الْخُرُوجُ (۱۱) مُردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ (مُردوں کے
دفن ہونے کے بعد اُن کا زمین (قبروں) سے) نکلنا اِسی طرح ہو گا۔

★ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے آسمان سے پانی اُتار کر مُردہ زمین کو تمھاری آنکھوں کے سامنے زندہ کر دیا، اِسی طرح ہم تمھیں موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کر اُٹھائیں گے۔ جس طرح بارش برسنے پر نباتات زمین سے باہر نکل آتی ہے، تم بھی اسی طرح قیامت کے دن قبروں سے نکالے جاؤ گے۔
★ ...... (تفسیر صافی)

★ مطلب یہ ہے کہ جب ہم بارش کے ذریعے زمین کے ذرات کو ملا جُلا کر نباتات کے نکالنے پر قادر ہیں، تو پھر اُنہی مٹی کے ذرات کو ملا جُلا کر تمھیں بھی قبروں سے نکالنے پر قادر ہیں۔ ★ (تفسیر علی ابن ابراہیم)

نتائج و تعلیمات محققین نے نتیجہ نکالا کہ یہاں پر (۱) خداوندِ عالم لوگوں کو جسمانی طور پر دوبارہ زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکلنے کی خبر دے رہا ہے۔ اِس لئے فلسفیوں کی یہ بات غلط ثابت ہو گئی کہ ثواب و عذاب صرف روحانی چیز ہے۔ کیوں کہ اگر قرآن جسمانی معاد کو نہ مانتا تو بارش برسنے اور نباتات کے زمین سے نکلنے کی مثال نہ دیتا۔ (مجمع)

★ آیت کا استدلال یہ ہے کہ "جو خدا بے جان مٹی کو بے جان پانی سے ملا کر نباتی زندگی پیدا کر سکتا ہے، بھلا وہ خدا، مرنے کے بعد ہمیں زندگی کیوں نہیں دے سکتا"؟ تم آنکھوں سے دیکھو لو کہ زمین خشک، مردہ بےجان پڑی ہے۔ بارش کا ایک چھینٹا پڑتے ہی اُس میں زندگی کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں، مدتوں سے مری ہوئی درختوں کی جڑیں یک لخت جی اُٹھتی ہیں۔ یہ بات صاف صاف ثابت کر رہی ہے، کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی ممکن ہے۔ پھر تم کیسے اِس بات کو جھٹلا رہے ہو۔ جب خدا چاہے گا تم اِسی طرح زمین سے نکل آؤ گے، جس طرح نباتات بارش کے برستے ہی زمین سے نکل آتی ہے۔ (تفسیر کریم، مجمع البیان، تفہیم، نمونہ)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ (۱۲) اُن سے پہلے نوحؑ کی قوم نے بھی
وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۝۱۲ جھٹلایا، اور رس والوں نے بھی
(جھٹلایا) اور ثمود،

وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ (۱۳) اور عاد، اور فرعون، اور لوطؑ
لُوْطٍ ۝۱۳ کی قوم والوں نے،

وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ (۱۴) اور ایکہ، اور تُبّع کی قوم نے غرض
تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ اُن میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا
فَحَقَّ وَعِيْدِ ۝۱۴ تو وہ میری سزا کے وعدے کے
مستحق ہو گئے۔

★ عرب روایات کے مطابق "الرس" کے نام کے دو مقام مشہور رہے۔ (۱) نجد میں (۲) دوسرا حجاز میں، مگر نجد کا الرس زیادہ مشہور ہے۔ یہ ایسی قوم تھی کہ جس نے اپنے نبیؑ کو کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔

★ خداوندِ عالم نے فرعون کی قوم کے بجائے صرف فرعون کا نام اِس لئے لیا کہ وہ اپنی قوم پر اس طرح مسلّط تھا کہ اُس کے مقابلہ پر قوم کی کوئی آواز نہ تھی۔ اِس لئے پوری قوم کی گمراہی کا ذمّہ دار صرف فرعون کو قرار دیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ جہاں آمر مسلّط ہوتا ہے وہ پوری قوم کے گناہوں کا ذمّہ دار ہوتا ہے۔ قوم کی ذمّہ داری اپنے اعمال میں آزاد ہونے پر ہوتی ہے۔ ★ (تفسیر کبیر

★ "الرس" ایک کنوئیں کا نام ہے جس کے پاس وہ قوم رہتی تھی، وہ بتوں کو پوجتے تھے۔ یہ قوم اِس لیے ہلاک ہوئی کہ مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں، عورتوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات رکھتے تھے۔ (تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر علی ابن ابراہیم بقول امام محمد باقرؑ)

(تفسیر نمونہ، تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ (۱۵) توکیا ہم پہلی مرتبہ کی تخلیق سے
بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ تھک چکے ہیں ؟ پھر وہ لوگ ایک
خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ (دوسری) نئی تخلیق کے بارے میں (کیوں) ع ۱۵ / ۱۵
شک میں پڑے ہوئے ہیں ؟

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ (۱۶) ہم نے ہی تو آدمی کو (پہلے پہل)
وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ پیدا کیا ہے اور ہم اُن کے دل میں
نَفْسُهٗ ۖۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ پیدا ہونے والے خیالات اور وسوسوں
اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ تک کو خوب جانتے ہیں۔ ہم تو اُس
کی شہ رگِ گردن سے بھی زیادہ اُس کے قریب ہیں۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ فرمایا: "کیا تم سمجھے ہو کہ اللہ نے تمہارے سوا اور آدمی پیدا نہیں کیے ؟ خدا کی قسم ! اللہ نے ہزاروں آدمؑ پیدا کیے ہیں"۔ ...... (تفسیر صافی صـ۴۷۳، توحید، خصال، عیاشی)

★ ایک اور روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب سے زمین کو پیدا فرمایا ہے اس میں سات عالم پیدا کیے جن میں اولادِ آدمؑ نہ تھی۔ پس وہ زمین سے پیدا کیے اور یکے بعد دیگرے رہے۔ اُن کے بعد اللہ نے

www.drhasanrizvi.com

★ اس آدمؑ کو پیدا فرمایا جو انسانوں کے باپ ہیں، اور ان سے اُن کی ذرّیت کو پیدا فرمایا۔ خدا کی قسم، جنّت جب سے پیدا ہوئی، ارواحِ مومنین سے خالی نہیں ہوئی، اور جہنّم کو جب سے پیدا فرمایا ہے، وہ بھی کفّار اور نافرمانوں سے کبھی خالی نہیں ہوئی۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ قیامت کے بعد مومنین کے جنّتی بدن اپنی ارواح کے ساتھ جنّت میں چلے جائیں گے اور جہنّمی ارواح اپنے بدنوں کے ساتھ جہنّم میں چلے جائیں گے تو خدا کی عبادت کرنے والا کوئی باقی نہ ہوگا؟ نہیں نہیں، بلکہ خداوندِ قدیر بغیر نر و مادہ کے بغیر ایک مخلوق کو پیدا کرے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تسبیح و تحمید کرتے رہیں گے، اُن کے لیے، ایک زمین بھی ہوگی اور ایک آسمان بھی ہوگا۔ چناں چہ فرمایا: "یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ ..... الخ" (سورۃ ۱۴ آیت ۴۸ پ۱۳) (تفسیر برہان "انوار النجف")

★ جب ذِعلبِ یمانی نے خدا کی رویت کے بارے میں جناب امیر المومنینؑ سے سوال کیا تو ______؟

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السّلام نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا:

"آنکھیں اُسے کھلم کھُلا نہیں دیکھتیں، بلکہ دل ایمانی حقیقتوں سے اُسے پہچانتے ہیں وہ ہر چیز سے قریب ہے لیکن جسمانی اتّصال کے ساتھ نہیں، وہ ہر شے سے دور ہے مگر اُس سے الگ نہیں، وہ غور و فکر کیے بغیر کلام کرنے والا، اور بغیر آمادگی کے قصد و ارادہ کرنے والا، اور بغیر اعضاء کی مدد کے بنانے والا ہے، وہ لطیف ہے، لیکن پوشیدگی کے ساتھ اُسے متّصف نہیں کیا جا سکتا، وہ بزرگ و برتر ہے مگر تُند خوئی اور بد خُلقی کی صفت اُس میں نہیں، وہ دیکھنے والا ہے مگر حواس سے اُسے موصوف نہیں کیا جا سکتا، وہ رحم کرنے والا ہے مگر اِس صفت کو نرم دلی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، چہرے اُس کی عظمت کے سامنے ذلیل اور دل اُس کے خوف سے لرزاں و ہراساں ہیں۔" (نہج البلاغۃ خطبہ ۱۷۷)

★ فلاسفہ نے لکھا کہ "خدا کی ذات اِسم" ہے، اور باقی تمام موجودات حرف سے مشابہ ہیں۔ مثلاً جب ہم کہتے ہیں کہ "کعبہ کی طرف رُخ کرو۔" اِس جملے میں "کی" کا لفظ اکیلا کوئی معنی نہیں رکھتا جب تک کہ اُس کو "کعبہ" کے ساتھ نہ لکھا جائے۔ بالکل اسی طرح انسان اکیلا کوئی معنی یا وجود نہیں رکھتا جب تک کہ

www.drhasanrizvi.com

اُس کو خدا سے تعلق حاصل نہ ہو۔ اِسی طرح تمام موجوداتِ عالم کا کوئی وجود یا حقیقت نہیں ہے جب تک اُس کا تعلق خدا سے نہ ہو۔

دوست نزدیک تر از من بہ من است ٭ وِیں عجب تر کہ من از وے دُورم
چکنم با کہ تواں گفت کہ دوست ٭ در کنارِ من و من مہجورم

یعنی: میرا دوست تو خود مجھ سے بھی زیادہ میرے قریب ہے لیکن زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ میں پھر بھی اُس سے دور ہوں۔

میں کیا کروں کہ دوست تو میرے پہلو میں ہے، مگر میں پھر بھی اُس سے دوری کی تکلیف سہ رہا ہوں۔ ٭ (تفسیر نمونہ)

وہ تو گھٹ ہی کے پَٹ میں نہاں ہے میاں ٭ مگر اندھوں کو آتا نظر ہی نہیں

★ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ملاقات کے لیے تشریف لائے، اور عرض کی کہ میں نے آپؑ کے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کو اِس عالم میں دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ اُن کے سامنے سے گذر رہے ہیں، اور اُنھوں نے اُن کو منع بھی نہیں کیا حالاں کہ یہ درست نہیں ہے۔"

امام جعفر صادق علیہ السلام نے حکم دیا کہ میرے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ کو بلاؤ۔ اور امام ابوحنیفہ سے فرمایا کہ آپ خود ہی اِن سے یہ سوال دریافت فرمالیں۔ چناں چہ اُنھوں نے امامؑ سے سوال کیا:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: "میں جس ذات کی نماز پڑھ رہا تھا، وہ اُن لوگوں کی نسبت مجھ سے کہیں زیادہ قریب تھا۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ:

"ہم انسان کی شہ رگِ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔" (قٓ آیت ۱۶)

یہ جواب سن کر امامؑ نے اپنے فرزند کو اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا کہ: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں یقیناً تم کو خدا نے اپنے اسرار عطا فرمائے ہیں۔ ... (نورالثقلین جلد ۵ صفحہ ۱۰۸)

www.drhasanrizvi.com

اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ (۱۷) (پھر اس کے علاوہ بھی) ہمارے
الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ دو کاتب اُس کے دائیں بائیں
قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ بیٹھے ہوئے ہیں
مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا (۱۸) کوئی لفظ اُس کی زبان سے
لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ نہیں نکلتا، مگر یہ کہ اُس کے پاس
تاک لگائے (اُسے نوٹ کرنے کے لیے دو فرشتے) تیار موجود ہوتے ہیں

کراماً کاتبین کا ذکر

دائیں بائیں بیٹھنے والوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو ہمارے تمام اعمال کو لکھتے چلے جاتے ہیں۔ ٭ (تفسیر تبیان)

٭ ہر وقت دو فرشتوں کا ہمارے تمام اعمال کو لکھتے رہنا ہمارے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ ہم اپنے تمام اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔ ٭ (تفسیر ماجدی)

٭ تفسیر برہان میں حضرت نبی کریم سے مروی ہے کہ انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ عمل نہ کرے تو اُس کے لیے ایک نیکی لکھدی جاتی ہے اور اگر وہ عمل کرلے تو دس نیکیاں اُس کے نامۂ عمل میں درج کردی جاتی ہیں۔ لیکن جب بُرائی کا ارادہ کرے، تو اگر عمل نہ کرے تو کچھ بھی نہیں لکھا جاتا ہے، اور اگر بُرائی کرگذرے تو سات گھنٹے مہلت دی جاتی ہے۔ کیوں کہ دائیں جانب (نیکی لکھنے) والا فرشتہ، بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ جلدی نہ کر، شاید یہ کوئی ایسی نیکی کرلے جس سے اِس کا وہ گناہ مٹ جائے۔ جیسا کہ خود خداوندِ عالم

www.drhasanrizvi.com

ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ" یعنی "یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔" (سورۃ ھود آیت ۱۱۴ پ ۱۲)

پس اگر وہ برائی کرنے والا توبہ کرلے تو کچھ بھی نہ لکھا جائے گا، لیکن اگر سات گھنٹے گزر جائیں اور وہ نہ کوئی نیکی بجائے اور نہ توبہ کرے، تو دائیں جانب والا فرشتہ، بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ اب اس بدبخت انسان کا عمل لکھ لو۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۱۴۴، تفسیر برہان، انوار النجف)

★ مروی ہے کہ فرشتہ صرف اُس دعا اور قرأت کو نامۂ اعمال میں لکھتا ہے جو سُنی جا سکے اور جو ذکرِ پروردگار انسان اپنے دل ہی دل میں کرتا رہتا ہے اُس کو فرشتہ نہیں لکھ سکتا، بلکہ اُس کا ثواب صرف اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ "انسان جب نیکی یا بدی کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتوں کو کیسے معلوم ہوجاتا ہے"؟

امام عؑ نے فرمایا: "انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے منہ سے ایک خوشبو نکلتی ہے، جس سے فرشتہ سمجھ جاتا ہے کہ اب اِس کا ارادہ نیک کام کرنے کا ہے، لہٰذا وہ ایک نیکی لکھ لیتا ہے۔ اور جب وہ عمل کرلے تو دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اِسی طرح جب کوئی انسان برائی کا ارادہ کرے تو اُس کے منہ سے ایک قسم کی بدبو نکلتی ہے جس سے فرشتہ سمجھ جاتا ہے کہ اب اِس کا ارادہ برائی کرنے کا ہے، پس جب وہ کر گزرتا ہے تو اُس کی زبان قلم، اور اُس کا تھوک سیاہی بن جاتی ہے اور وہ عمل درج ہوجاتا ہے۔"

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی

www.drhasanrizvi.com

★ "موت کے وقت جب انسان اِس دنیا کو چھوڑ رہا ہوتا ہے، اُس وقت وہ ایک نیا ادراک، نئی نگاہ اور آگہی پیدا کرلیتا ہے۔ اِس دنیا کی بے ثباتی کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ غلیم وحشت اُسے گھیر لیتی ہے جو مستی کے مشابہ ہوتی ہے جبکہ وہ مست نہیں ہوتا۔

لیکن جو مومنین کاملین ہوتے ہیں وہ کامل اطمینان کے عالم میں ہوتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ذہنی طور پر بھی اس کے لیے آمادہ ہوتے ہیں۔

جس وقت جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی وفات کا وقت قریب آیا، آپؐ اپنا دستِ مبارک بار بار پانی کے برتن میں ڈالتے تھے، اور اپنے چہرۂ اقدس پر پھیرتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ "۔ یعنی: "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، یقیناً موت کے لیے سکرات ہے۔"

★ ----- (تفسیر روح البیان جلد ۹ صفحہ ۱۱۸)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السّلام نے موت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

"موت کے سکرات کے انسان کے اندر (دنیا کی) ہر چیز کو کھو دینے کی حسرت ساتھ لاتی ہے۔ انسان کے بدن کے اعضا سست پڑجاتے ہیں، چہروں کا رنگ اُڑجاتا ہے پھر موت آہستہ آہستہ اُس کے جسم کے اندر داخل ہونے لگتی ہے، پھر اُس کی زبان کام کرنا بند کردیتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر والوں کے درمیان ہوتا ہے، آنکھوں سے سب کو دیکھ رہا ہوتا ہے، اور کانوں سے سب کچھ سن رہا ہوتا ہے، اُس کی عقل و ہوش صحیح سالم ہوتے ہیں مگر وہ بات نہیں کرسکتا۔

اب وہ سوچتا ہے کہ اُس نے اپنی عمر کس کام میں فنا کی؟ اور اپنا زمانہ کس راستے میں ختم کیا؟ پھر اُسے اپنے مال کی یاد ستاتی ہے جس کو جمع کرنے میں اُس نے حلال و حرام، مشکوک اور

www.drhasanrizvi.com

مشتبہ کسی چیز کا خیال نہ کیا اور اُس کو جمع رکھنے کی ذمہ داری اپنے کندھوں پر لادلی۔ حالاں کہ اب اُس مال سے جدائی کا وقت آن پہنچا، اب اُس کا مال اُس کے وارثوں کے پاس چلا جائے گا، وہ تو اُس سے خوب خوب فائدے اُٹھائیں گے، لیکن اُس کو اُس مال کا حساب و کتاب چُکانا ہوگا۔ (نہج البلاغہ)

موت کی فضیلت

فرزند رسولِ خدا امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ موت کیا ہے؟

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: "موت مومن کے لیے تو ایسی ہے جیسے کوئی میلا کچیلا گندگی سے بھرا ہوا لباس اپنے بدن سے اُتار پھینکے، اور اُس کی جگہ بہترین لباس، عمدہ خوشبوؤں سے معطر لباس پہن لے، اور تیز رفتار آرام دہ سواری پر بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائے۔

مگر یہی موت کافر کے لیے ایسی ہے کہ جیسے کوئی فاخرہ لباس اُتار کر میلے کچیلے سخت تکلیف دینے والا لباس پہن کر وحشتناک اور خوفناک منزل کی طرف یعنی خدا کے عذاب میں منتقل ہو جائے۔" ★ (بحار الانوار جلد ۶)

★ فرزند رسولِ خدا امام حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے بھی کسی نے دریافت کیا کہ "موت کیا ہے؟" آپؑ نے فرمایا: "موت وہی نیند ہے جو ہر رات تمھیں آتی ہے، مگر یہ کہ اس کی مدت طولانی ہے۔ انسان اس سے قیامت تک بیدار نہیں ہوگا۔ ★ (بحار الانوار جلد ۶)

★ فرزند رسولِ خدا امام حضرت امام حسین علیہ السلام نے موت کی حقیقت کو اِس طرح بیان فرمایا: (روزِ عاشورا) "صبر کرو اے نیک و بزرگ لوگوں کے بیٹو! موت صرف ایک پُل ہے جو تمھیں تکلیفوں اور تاراجیوں سے جنت کے وسیع (سرسبز و شاداب) باغوں اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔ تم میں کون ایسا ہے جو قید خانے سے

www.drhasanrizvi.com

محل میں منتقل ہونا نہ چاہتا ہو؟ ہاں موت تمہارے دشمنوں کو قید خانے اور عذابِ خداوندی کی طرف منتقل کردیگی۔ میرے والدِ بزرگوار نے جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے الفاظ نقل فرمائے ہیں کہ: "دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے دنیا جنّت ہے"

* موت مومن کے لیے جنّت کے باغوں میں پہنچا دینے والا ایک پُل ہے

* مگر کافروں کے لیے جہنّم میں لے جانے والا پُل ہے۔

(معانی الاخبار ص ۲۸۹) ......

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے موت کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپؑ نے فرمایا: "موت پاک کرنے کا ذریعہ ہے، موت مومنین کو گناہوں سے پاک کرتی ہے، یہ اس دنیا کی آخری تکلیف ہے، اور اُن کے گناہوں کا آخری کفّارہ ہے۔

جبکہ موت کافر کو دنیا کی نعمتوں سے جدا کرتی ہے اور یہ آخری لذّت ہے، جو کافر کو پہنچتی ہے عمان کے کچھ اچھے کاموں کی وجہ سے، جو اُنھوں نے دنیا میں کیے ہوتے ہیں۔ یہ اُن کا آخری اجر ہے۔

رہا یہ مومن شخص جو موت کی حالت میں ہے، تمام گناہوں سے پاک ہوچکا ہے۔ اب یہ خالص ہوگیا ہے، جس طرح میلا کچیلا لباس دھونے سے پاک صاف ہوجاتا ہے، اب اُس نے اپنے اندر یہ صلاحیت پیدا کرلی ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے گھر میں ہم اہلِ بیتِ رسولؐ کے ساتھ ساتھ رہے۔ (معانی الاخبار باب معنی الموت ص ۲۸۹)

★ ایک شخص نے حضرت عمر سے کہا کہ: "میں فتنہ کو دوست رکھتا ہوں، حق سے بیزار (دور بھاگتا) ہوں، اور اَن دیکھی (چیز) کی، گواہی دیتا ہوں۔" حضرت عمر نے غصّے میں آکر قید خانے میں ڈال دیا کہ یہ ایسی مہمل باتیں کرتا ہے۔

جب حضرت امیر المومنین علیہ السّلام نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ اے عمر! وہ سچ کہتا ہے اُس کو قید کرنا ظلم ہے۔ کیوں کہ "وہ اپنے مال و اولاد کو دوست رکھتا ہے" جسے قرآن نے فتنہ کہا ہے۔ (سورۃ تغابن ۶۴ آیت ۱۵) پارہ ۲۸

وہ موت سے بیزار (دور بھاگتا) ہے۔ جسے قرآن نے حق کہا ہے۔ (سورۂ قٓ ۱۹)

وہ خدا کی یکتائی کی گواہی دیتا ہے جس کو اُس نے کبھی نہیں دیکھا۔" یہ سن کر حضرت عمر بولے "لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ"

(ینابیع الاسلام جلد ۱)

www.drhasanrizvi.com

وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ (۱۹) لو وہ آگیا جان نکلنے کا وقت
بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ سکرات کا عالم، موت کی بیہوشی۔
مِنۡهُ تَحِيۡدُ ۞ یہی وہ سچی حقیقت ہے جس سے تُو بدکتا
بچتا، چونکتا رہتا تھا۔

سَکرات (موت کی بیہوشی)

سکرات، سکرۃ کی جمع ہے۔ یہ اُس حالت کو کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص شدید حادثے کی وجہ سے اتنا بے چین ہوجائے کہ بظاہر مست دکھائی دینے لگے جبکہ وہ مست نہیں ہوتا۔ (مفردات القرآن امام راغب)

★ موت کی یہ حالت مومن کے لیے نعمتوں والی زندگی کی طرف منتقل ہونے کی حالت ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جب روح بدن سے الگ ہوتی ہے تو انسان اس لیے تکلیف محسوس کرتا ہے کہ بدن کی نشو و نما روح ہی سے ہوتی ہے۔" (بحار الانوار جلد ۶) ...... ★

★ جس طرح فاسد خراب دانت نکالا جاتا ہے تو اوّل اوّل تکلیف ضرور ہوتی ہے مگر بعد میں بڑی راحت ملتی ہے۔ اسی طرح موت کے وقت جدائی کا لمحہ دردناک ہوتا ہے۔

★ قرآن و حدیث میں آیا ہے کہ "انسان پر تین وقت سخت ہوتے ہیں (۱) جس وقت وہ پیدا ہوتا ہے (۲) جس دن وہ مرتا ہے (۳) جس دن وہ میدانِ حشر میں وارد ہوگا۔" (الحدیث)

★ یہ بات یقینی ہے کہ جو لوگ دنیا سے بہت زیادہ محبت و تعلق رکھتے اُن کے لیے موت کا وقت بہت سخت ہوتا ہے۔ اسی طرح کافروں اور سخت گناہگاروں کے لیے بھی سخت ہوتا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ نُفِخَ فِی الصُّوۡرِ ؕ ذٰلِکَ (۲۰) لو پھر صور پھونکا گیا (تو سب

یَوۡمُ الۡوَعِیۡدِ ﴿۲۰﴾ مُردے زندہ ہو کر کھڑے ہو گئے) یہی وہ

دن ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا رہا ہے۔

وَ جَآءَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ (۲۱) اب ہر شخص اِس طرح آرہا ہے

مَّعَہَا سَآئِقٌ وَّ شَہِیۡدٌ ﴿۲۱﴾ کہ اُس کے ساتھ پیچھے پیچھے

ایک ہنکانے والا ہے اور ایک گواہ ہے۔

لَقَدۡ کُنۡتَ فِیۡ غَفۡلَۃٍ (۲۲) اور تو اِسی چیز کی طرف سے غفلت

مِّنۡ ہٰذَا فَکَشَفۡنَا عَنۡکَ میں تھا، تو اب ہم نے تیری آنکھ سے

غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الۡیَوۡمَ پردہ ہٹا دیا، اب آج تیری نگاہ

حَدِیۡدٌ ﴿۲۲﴾ بہت تیز ہے۔

---

* مرنے سے پہلے جو باتیں پردۂ غیب میں تھیں، تو یہ کافر دنیا میں اُن کا منکر تھا۔ اب آخرت کے دوسرے مرحلے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، اب یہ کافر سب کچھ مان رہا ہے لیکن اب ماننے کا اُسے کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیوں کہ وہ غیب پر ایمان نہ ہوگا عقل و فکر کے ذریعہ ماننا نہ ہوگا۔ اس لیے وہ ماننا معتبر نہ ہوگا۔ *۔۔۔ (تفسیر بیان، فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا (۲۳) اور اُس کے ساتھ والا (فرشتہ)

مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝۲۳ کہہ رہا ہوگا: "یہ جو میری سپردگی

تھا، اب حاضر ہے"۔

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ (۲۴) (حکم ہوگا) تم دونوں ہر حق سے

كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝۲۴ دشمنی رکھنے والے بڑے کٹر منکرِ حق

(کافر) کو جہنّم میں پھینک دو۔

مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ (۲۵) جو خیرات اور بھلائی سے ہاتھ روکنے

مُّرِيْبٍ ۝۲۵ والا ہو، حدوں سے تجاوز کرنے والا ہو، اور

(دوسروں کو بھی) شک میں ڈالنے والا ہو۔

رسولِ خدا اور علی مرتضیٰ جہنّم میں ڈالیں گے

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے، کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "اے علیؑ! جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کرے گا، تو میں اور تم عرش کے بائیں طرف ہوں گے۔ پھر اللہ مجھ سے اور تم سے فرمائے گا کہ تم دونوں اُٹھو اور جس جس نے تم دونوں سے دشمنی کی اور تمھیں جھٹلایا ہے اُن کو جہنّم میں پھینک دو۔" (تفسیر علی بن ابراہیم)

"کفّار" سے مراد جس نے میری نبوّت کا انکار کیا۔ اور "عنید" سے مراد ہر وہ شخص جس نے علیؑ اور اہلِ بیتؑ کا انکار کیا۔

(تفسیر برہان، مناقب فاخرہ)

www.drhasanrizvi.com

جنّت اور جہنّم کے تقسیم کرنے والے علیؑ ہیں

تفسیر برہان میں سیّد رضی کی کتاب "مناقبِ فاخرہ" سے منقول ہے کہ ابنِ مسعود کہتے ہیں کہ میں ایک دن جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ! مجھے حق دکھائیے تاکہ میں اُس کی پیروی کروں۔

آں حضرتؐ نے فرمایا: اے ابنِ مسعود اُس کمرے میں داخل ہو جاؤ۔ حق نظر آجائے گا۔

میں کمرے میں داخل ہوا تو جناب امیرالمومنین علیہ السّلام حالتِ نماز میں تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ یا اللہ! اپنے عبد و رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صدقے میں میرے شیعوں کے گناہ بخش دے۔ میں وہاں سے آں حضرتؐ کی خدمت میں واپس آیا تو دیکھا کہ آپؐ بھی نماز و دعا میں مشغول ہیں اور دعا میں عرض کر رہے ہیں کہ یا اللہ! اپنے عبد علیؑ کے صدقے میں میری اُمّت کے گنہگاروں کو بخش دے۔

مجھے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی اور مدہوش سا ہو گیا۔ اتنے میں حضورؐ نے سجدے سے سر اُٹھایا تو مجھے دیکھ کر فرمایا: اے ابنِ مسعود! اب ایمان کے بعد کفر نہ کرنا۔" میں نے عرض کی حضورؐ! میں نے دیکھا کہ علیؑ آپؐ کا واسطہ دے کر دعا، مانگ رہے تھے اور آپؐ علیؑ کا واسطہ دے کر دعا، مانگ رہے تھے۔ ؟

آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ مسعود! خداوندِ قدیر و عظیم نے مجھے، علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو تمام مخلوق سے دو ہزار سال قبل اپنے نورِ عظمت سے پیدا فرمایا جبکہ نہ تسبیح تھی نہ تقدیس۔ پھر میرے نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور میں آسمانوں اور زمین سے افضل ہوں۔ علیؑ کے نور سے عرش و کرسی کو پیدا فرمایا۔ علیؑ عرش و کرسی سے افضل ہیں۔ حسنؑ کے نور سے لوح و قلم کو پیدا فرمایا۔ حسنؑ لوح و قلم سے افضل ہیں۔ پھر حسینؑ کے نور سے جنّت اور حورعین کو خلق فرمایا۔ حسینؑ جنّت و حورعین سے افضل ہیں، پھر فرشتوں نے دعا مانگی کہ اِن انوار سے مشرق و مغرب کو روشن فرما دیجیے تو اللہ نے ایک روح اور نور کو خلق فرمایا اُن کو ملا کر فاطمہؑ زہرا کو خلق فرمایا۔ اُن کے نور سے مشرق و مغرب کو روشن فرمایا۔ اے ابنِ مسعود! قیامت کے دن خدا مجھ کو اور علیؑ کو خطاب فرمائے گا کہ جسے چاہو جہنّم میں داخل کرو۔ پس "اَلْقِیَا فِیْ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ" کا مطلب ہے کہ: "کفّار" میری نبوّت کا منکر۔ اور "عنید" وہ ہے جو علیؑ اور اہلبیتؑ کا منکر ہے۔ (تفسیر برہان، مناقب فاخرہ)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا (۲۶) جس نے اللہ کے ساتھ دوسرے
اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ خدا بنا رکھے ہوں، تو ایسے (بدبخت)
الشَّدِیْدِ ۲۶ کو تم دونوں سخت سزا میں ڈال دو۔
قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ (۲۷) تب اُس کے ساتھ والے (شیطان)
وَلٰكِنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ۲۷ نے کہا: "اے ہمارے پالنے والے مالک!
میں نے اِس کو نہیں بھٹکایا تھا، بلکہ یہ تو خود ہی بڑی سخت گمراہی میں
بہت ہی دور نکل گیا تھا۔"

★ اِن آیتوں میں خداوندِ عالم نے وہ صفات گنا کر سُنا دیں جو انسان کو جہنّم کا مستحق بناتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ (۱) خیر سے روکنے والا "مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ" (۲) انکارِ حق (۳) خدا کی ناشکری (۴) حق اور اہلِ حق سے دشمنی (۵) اپنے مال سے خدا اور خدا کے بندوں کے حقوق نہ ادا کرنا (۶) معاملات میں حدوں سے تجاوز کرنا۔ (۷) لوگوں پر ظلم اور زیادتیاں کرنا۔ (۸) دین کی صداقتوں پر شک کرنا (۹) دوسروں کو دین کے معاملات میں شک میں ڈالنا۔ (۱۰) اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا سمجھ کر شریک کرنا
(تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

★ یہ تمام صفتیں ایکدوسرے کے ساتھ نہ ٹوٹنے والا رشتہ رکھتی ہیں۔ اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنا، یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ ★ (تفسیر المیزان)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے

www.drhasanrizvi.com

ارشاد فرمایا: "جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان پیدا ہوتے ہیں۔ فرشتہ اُس کو زندگی بھر نیکیوں کی راہ دکھاتا رہتا ہے، اور شیطان بُرائیوں کی۔..... (الکافی)

★ ہر انسان کے ساتھ ایک ہمزاد شیطان ہوتا ہے، جب کافر اور گنہگار انسان کا شیطان دیکھے گا کہ اُس پر گناہوں کا الزام عائد کیا جارہا ہے تو وہ اُس الزام کو اُسی انسان پر اُلٹ دے گا اور یہی بات کہے گا۔" ★ (تفسیر ماجدی)

★ یہ آیت اُن لوگوں کا منھ توڑ جواب ہے کہ جو اپنا الزام شیطان پر رکھتے ہیں کہ ہم اپنے گناہوں کے ذمّے دار نہیں ہیں، بلکہ ہمیں بہکانے والا شیطان ذمّے دار ہے، اس لیے وہ قیامت کے دن بھی خدا کے سامنے اپنے گناہوں کی تمام ذمّے داری شیطان پر ڈالنے کی اتنی زیادہ کوششیں کریں گے کہ خدا کے سامنے شیطان سے جھگڑنے لگیں گے، دونوں میں بحث مباحثہ شروع ہو جائے گا، یہاں تک کہ خداوندِ عالم دونوں کو ڈانٹ کر چُپ کر دیں گے۔ کیوں کہ خداوندِ عالم نے پہلے ہی دن جب ابلیس نے یہ کہا تھا کہ میں آدمؑ کی اولاد کو بہکاؤں گا، فرمادیا تھا کہ "جا، اُن میں سے جو کوئی بھی تیری پیروی کرے گا تو تم سب کی پوری پوری سزا جہنم ہے۔" (سورۂ اسرا (بنی اسرائیل) آیت ۶۳ پارہ ۱۵)

گویا خداوندِ عالم نے پہلے ہی دن اتمامِ حجّت فرما دیا تھا، انسانوں پر بھی اور شیطانوں پر بھی ★ (تفسیر نمونہ)

★ آیت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں "ساتھی" سے مراد شیطان ہے جو دنیا میں اُس آدمی کے ساتھ رہتا تھا۔ اب وہ شخص اور اُس کا شیطان خدا کے سامنے جھگڑ رہے ہیں۔ آدمی کہہ رہا ہے کہ حضور! یہ کمبخت دنیا میں میرے پیچھے پڑا رہتا تھا، اور آخرِ کار اِس نے مجھے گمراہ کر کے چھوڑا، اِس لیے میرے گناہوں کا یہ ذمّے دار ہے، اِسی کو جہنم رسید کیا جائے۔ جواب میں شیطان کہہ رہا ہے کہ سرکار! میرا اِس پر کوئی زور تو نہ تھا، میں نے اِس کو زبردستی گناہ تھوڑی کرائے تھے۔ یہ کمبخت خود ہی میرے کاموں کا عاشق تھا، اسی لیے انبیاءِ کرام کی کوئی بات نہ سنتا تھا۔ اِس لیے یہ اپنے کیے کا خود ذمّے دار ہے۔ ★ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)۔

قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَ (۲۸) حکم خدا ہوگا: "میرے سامنے جھگڑا
قَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ۝۲۸ نہ کرو میں نے تو پہلے ہی تم سب کی
(بُرے کاموں پر) سزا ملنے کی اطلاع دیدی تھی"۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (۲۹) میرے یہاں (بات بدلا نہیں
وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝۲۹ کرتی۔ اور میں اپنے بندوں پر ظلم توڑنے ع ۳
والا بھی نہیں ہوں۔

خدا کے عادل ہونے کا ثبوت یہ آیت خداوندِ عالم کے عدلِ مطلق کو ثابت کرتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر پہلے سے بتائے سمجھائے بغیر ہم تم پر عذاب نازل کر دیتے تو ہم ظالم قرار پاتے لیکن ہم تو پہلے ہی حجت تمام کر چکے ہیں، اس لیے ہم نے تم پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ * (تفسیر ماجدی)

★ "ظَلَّامٍ" صیغۂ مبالغہ ہے یعنی بہت ظلم کرنے والا۔ جبکہ خدا تھوڑا سا بھی ظلم نہیں کرتا۔

اِس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خدا کا مرتبہ و معیار اس قدر بلند ہے کہ چھوٹا سا ظلم اگر وہ کرے تو وہ بہت بڑا ظلم کہلائے گا۔ آخری مطلب یہ نکلا کہ خدا ہر قسم کے ظلم سے دور ہے۔ اس لیے بھی کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے، اور اس لیے بھی کہ وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

سوال یہ ہے کہ خدا کا یہ فرمانا کہ: میری باتیں بدلا نہیں کرتیں۔" پھر بھی وہ ہمارے بہت سے گناہ معاف بھی کر دیتا ہے؟

جواب یہ ہے کہ خدا نے خود معاف کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے اِس لئے اُس کا معاف کرنا اُس کے وعدوں یا باتوں کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ خدا نے خود فرمادیا: "اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ" یقیناً نیکیاں خود برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔" (القرآن)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ (۳۰) جس دن ہم جہنّم سے پوچھیں گے
هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ "کیا اب تو بھر گئی"؟ اور وہ کہے گی
هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۞ "کیا کچھ اور بھی ہے"؟

جہنّم کا یہ کہنا کہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ

اِس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:

(۱) جہنّم کہہ رہی ہے کہ مالک! "میرے اندر اب مزید جہنّمیوں کو لینے کی گنجائش نہیں ہے"۔

(۲) جہنّم کہہ رہی ہے کہ مالک! "جتنے مجرم بھی ہیں اُنھیں لے آئیے" میں سب کو سمیٹ لوں گی۔

اگر پہلا مطلب لیا جائے، تو اُس سے یہ تصوّر سامنے آتا ہے کہ جہنّم میں اس قدر ٹھونس ٹھونس کر مجرموں کو بھر گیا ہے کہ جہنّم میں مزید جگہ باقی نہیں رہی ہے۔ اب جو اُس کے پاس اور جہنّمی آئے تو وہ چیخ اُٹھی کر ارے کیا اب بھی اور آدمی باقی ہیں؟ (نوٹ) یہ خود ساختہ تفسیر ہے۔ جہنّم بھی کوئی دنیاوی قید خانوں کی طرح لوگوں کی بنائی ہوئی ہے جس میں گنجائش باقی نہ رہے۔ جہنّم تو خدائے علیم و خبیر کی ایجاد کردہ ہے جن کو اچھی طرح علم ہے کہ جہنّم میں کتنے مجرموں کی گنجائش رکھی جائے، جنّت میں کتنی وسعت ہونی چاہیئے؟ کتنے آدمی دھتّا جہنّم میں دھکیلے جائیں گے اور کتنے جنّت میں داخل کیے جائیں گے۔ اگر جہنّم میں گنجائش نہ رہی تو باقی جہنّمی کیا اُن مفسّرین کے گھر میں جائیں گے، جنھوں نے یہ قیاس آرائی فرمائی ہے۔ * (کاتب)

(۲) دوسرا مطلب اگر لیا جائے کہ جہنّم کہہ رہی ہے کہ: "کیا کچھ اور بھی ہے"؟ تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جہنّم اس قدر سخت غصّے میں ہے کہ وہ چاہتی ہے کہ آج کوئی مجرم چھوٹنے نہ پائے۔

* محققین نے جہنّم کے بولنے سے نتیجہ نکالا کہ یا تو یہ مجازی کلام ہے۔ مقصد صرف صورتِ حال کا نقشہ کھینچنا ہے۔ جیسے کوئی اپنی موٹر سے پوچھے کہ تو چلتی کیوں نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ پٹرول نہیں ہے۔

www.drhasanrizvi.com

(۲) لیکن دوسرا مطلب یہ لکھا گیا کہ "جہنّم کا بولنا حقیقی بولنا ہے۔ دنیا میں جو چیزیں ہمیں جامد اور ساکت دکھائی دیتی ہیں، ضروری نہیں ہے کہ وہ خدا کے سامنے بھی جامد اور ساکت ہی ہوں۔ خدا اپنی ہر مخلوق سے کلام کر سکتا ہے اور خدا کی ہر مخلوق خدا کے کلام کا جواب خدا کی عطا سے دے سکتی ہے۔

*...... (تفسیر کبیر۔ تفہیم۔ مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

★ مگر عام طور پر هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کا مطلب یہی لیا گیا ہے کہ جہنّم غصّے کے عالم میں اور آدمی مانگ رہی ہوگی۔

★ بخاری شریف میں ہے کہ "آخر کار خداوندِ عالم اپنی ٹانگ جہنّم میں ڈال دے گا جس سے جہنّم کا پیٹ بھر جائے گا۔ پھر وہ کہے گی قط قط یعنی بس بس۔"

*...... (بخاری شریف)

★ عامّۃ المسلمین نے اِس جگہ سخت ٹھوکر کھائی ہے کہ:

"جب خدا جہنّم کو کہے گا: کیا تو بھر چکی ہے تو وہ مزید کی طالب ہوگی۔ جب تمام خدا کے دشمن لقمۂ جہنّم ہو جائیں گے تب بھی وہ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی رٹ لگا رہی ہوگی۔ پھر اس کے اندر پہاڑوں کو داخل کیا جائے گا۔ تب بھی اُس کی ہوس پوری نہ ہوگی۔

آخر کار فَيَضَعُ الْجَبَّارُ فِيْهَا قَدَمَهٗ یعنی پس خدا اپنا قدم اُس میں رکھے گا۔

تو وہ کہے گی قَطْ قَطْ یعنی بس بس۔ میں بھر چکی۔" * (مشکوٰۃ، بخاری وغیرہ)

اور آلِ محمدؐ جو ابوابِ مدینۂ علمِ نبویّہ ہیں اُن سے تفسیرِ قرآن حاصل نہ کرنے کے نتیجے میں اِس قسم کی غلطیاں لوگوں سے صادر ہوئیں۔ حالاں کہ خدا جسم و جسمانیات سے مبرّا و منزّہ ہے۔ اور شیعہ عقیدے کے نزدیک وہ خدا خدا نہیں جو اپنے قدم کو جہنّم میں ڈالنے والا ہو۔ (وہ پتھر کے خدا تو ہو سکتے ہیں جن کو خدا جہنّم میں اُن کے پجاریوں کے ساتھ ڈالے گا۔)" اِس جگہ ھل من مزید کا استفہام انکاری ہے۔ یعنی میں سیر ہو چکی ہوں۔ اب مزید گنجائش نہیں۔

(تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ شیعہ تفسیر کے مطابق جہنّم کا هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کہنا استفہامِ انکاری ہے۔
یعنی: جہنّم یہ کہہ رہی ہوگی کہ اب مزید اضافے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

مطلب یہ ہے کہ: "جب شیطان نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا تو خداوندِ عالم نے اُسی وقت ارشاد فرمایا تھا کہ: "میں جہنّم کو تیرے پیروکاروں سے بھردوں گا۔" اب خداوندِ عالم کا وہ وعدہ پورا ہوگیا کہ خدا نے شیاطینِ جن و انس سے جہنّم کو پوری پوری طرح بھردیا۔

★..... (تفسیر تبیان، فصل الخطاب)

★ شاہ ولی اللہ نے بھی اِس مطلب کی تائید فرمائی ہے۔

★..... (فتح الرحمٰن)

سوال یہ ہے کہ خداوندِ عالم تو پہلے روز ہی فرما چکا تھا کہ: "میں جہنّم کو بھردوں گا شیطانوں سے اور اُن کی پیروی کرنے والوں سے۔" (القرآن) (الاعراف آیت ۱۸ پارہ ۸)

پھر جہنّم بھری کیوں نہیں؟ اُس نے هل من مزید کا سوال کیوں کیا؟

جواب یہ ہے کہ: جہنّم تو بھر گئی، مگر اُس کا غیظ و غضب اتنا شدید ہے کہ وہ بھر جانے کے بعد بھی ظالموں، مجرموں (خدا و رسولؐ و آلِ رسولؐ کے دشمنوں) کو جلانے کا مطالبہ کررہی ہے۔

بہر حال یہ آیت بتارہی ہے کہ جہنّمی بے حد زیادہ ہیں اور وہ اُن پر سخت غضبناک ہے جیسا کہ خداوندِ عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: "جب وہ "گنہگار مجرم خدا کے دشمن" جہنّم میں ڈالے جائیں گے تو وہ اُن مجرموں کو دیکھ کر چنگھاڑنے لگے گی، گویا وہ جوش کھاتی ہوگی۔ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ یعنی: قریب ہے کہ وہ مارے غصّے کے پھٹ پڑے گی۔ (سورۃ الملک آیت ۸ پارہ ۲۹)
اِس حالت پر غور و فکر کرنا انسان کو خداوندِ عالم کے رُعب و خوف سے لرزہ براندام کردیتا ہے۔

★..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (۳۱) غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ اور جنّت کو "متقین" یعنی خدا کی ناراضگی سے بچنے والوں کے قریب لے آیا جائے گا، وہ اُن سے کچھ بھی دور نہ ہوگی۔

---

* " اُزْلِفَتْ " کے معنی ہیں کہ اُن سے جنّت کو قریب کردیا گیا۔" ٭۔(تفسیر صافی)

* اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ: " بہت جلدی پھرتی سے جنّت کو بنا سجا دیا گیا ہے"۔ ..... (تفسیر قمی)

* مطلب یہ بھی ہے کہ " جنّت کی نعمتوں کو حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوئی وقت صرف نہ ہوگا نہ کسی قسم کا کوئی انتظار کرنا ہوگا، چوں کہ جنّت از خود تمھارے پاس لے آئی جائے گی"۔ ٭...... (تفسیر ماجدی)

* جیسے ہی کسی کے لیے جنّتی ہونے کا فیصلہ خدا کی بارگاہ سے ہوگا، وہ فوراً جنّت کو اپنے سامنے موجود پائے گا، پھر اُسے جنّت تک چلنے کی زحمت بھی گوارا نہ کرنی پڑے گی، نہ کسی قسم کا کوئی انتظار کرنا پڑے گا۔ بس اِدھر خدا کا فیصلہ ہوا، اُدھر جنّتی جنّت میں داخل ہوگیا۔ یعنی جنّت میں پہنچایا نہیں گیا بلکہ جنّت کو اُٹھا کر اُس کے قدموں سے ملا دیا گیا۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں زمان و مکان کے تصورات ہماری اِس دنیا کے تصورات سے کس قدر مختلف ہوں گے۔ وہاں دوری و نزدیکی کے سارے تصورات بے معنی ہو کر رہ جائیں گے۔ ٭..... (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

* " جنّت کو متقین کے قریب کر دیا گیا"۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں نہیں بلکہ دنیا ہی میں جنّت اور متقین میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ اِدھر وہ دنیا سے جائیں گے، اُدھر جنّت میں داخل ہو جائیں گے۔ (تفسیر نمونہ)

* مثلاً حضرت امام جعفر صادق ؑ سے روایت ہے کہ: " جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اُس کے جنّت میں داخل ہونے میں صرف اور صرف موت حائل ہوتی ہے"۔ ٭ (مفاتیح الجنان۔ شیخ عباس قمی ؒ)

www.drhasanrizvi.com

هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ (۳۲) یہ ہے وہ چیز جس کا تم سے

اَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿۳۲﴾ وعدہ کیا جاتا تھا، ہر اُس شخص کے

لیے جو اللہ کی طرف بہت زیادہ توجہ کرنے والا اور (خود کو برائیوں سے) محفوظ رکھنے والا تھا۔

"اَوَّاب" جنّتیوں کی پہلی صفت اَوّاب بتلائی گئی ہے۔

"اَوَّاب" کا لفظ اَوْب کے مادّے سے ہے جس کے معنی "پلٹنا" ہے۔

جب اُس پر تشدید آگئی تو معنی ہو گئے " بار بار پلٹنا "

یعنی چھوٹا سا گناہ بھی ہو گیا تو فوراً خدا کی طرف پلٹ کر معافی مانگی، اور پھر گناہ کی طرف نہ پلٹنا۔

مطلب یہ ہے کہ جنتی ایسے گناہوں سے بچنے والے لوگ ہوتے ہیں کہ اگر اتفاقاً کوئی عمل ایسا سرزد ہو جاتا ہے جو ان کو خدا سے دور کر دیتا ہے، تو وہ فوراً خدا اور اُس کی اطاعت کی طرف پلٹ پلٹ کر آتے ہیں، اپنی کوتاہیوں اور گناہوں، غفلتوں اور سستیوں پر بار بار توبہ کرتے ہیں اور خدا کی طرف بار بار لوٹ لوٹ آتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ ∴ ایں درگہِ من درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

یعنی: لوٹ آ، لوٹ آ، تو جو کچھ بھی ہے لوٹ آ۔ اگر سو بار بھی تو نے توبہ توڑی ہے، پھر بھی لوٹ آ
کیوں کہ میری بارگاہ، نا اُمید ہونے کی جگہ نہیں ہے، لوٹ آ۔ میرے پاس لوٹ آ۔ (سعدیؒ)

"حفیظ" یعنی حفاظت کرنے والا۔ ایسا آدمی جو اللہ کے حدود کی حفاظت کرے، خدا کے عائد کیے ہوئے فرائض کو پوری پوری طرح ادا کرے، اور اپنے آپ کو ہر قسم کے گناہ سے بچائے رکھے۔

گویا ہر معاملہ میں خدا کے قانون پر عمل کرے، خدا کی نافرمانی نہ کرے، گناہ پر بار بار شرمندہ ہو کر معافی مانگے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ (۳۳) غرض جو کوئی بھی بغیر دیکھے
وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ (۳۴) خدائے رحمٰن سے ڈرتا ہوگا، اور اُس
دل کے ساتھ آئے گا جو خدا سے لَو لگائے رہنے والا ہو، یا خدا کی طرف رُخ
کیے بار بار اُسی کی طرف پلٹنے والا ہو۔

بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ یعنی: ہر وقت اللہ کی طرف پلٹنے والا دل لے کر اللہ سے ملنا۔

"منیب" کا لفظ "انابت" سے ہے۔ انابت کے معنی ایک طرف رُخ کیے رہنے کے ہوتے ہیں اور بار بار ایک ہی طرف پلٹنے کے ہوتے ہیں۔ جیسے قطب نما کی سوئی ہوتی ہے کہ اُسے کتنا بھی ہلایا، گھمایا جائے مگر وہ سوئی پھر پھر کر قطب ہی کی طرف آجاتی ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ خدا کے ہاں اُس آدمی کی قدر ہوتی ہے جو صرف زبان سے نہیں بلکہ دل و جان اور پورے خلوص کے ساتھ سچّے دل سے صرف اور صرف اللہ کا ہو کر رہ جائے۔ (مجمع البیان، تفہیم)

خوف اور خشیّت کا فرق خوف کا لفظ اُس وقت بولا جاتا ہے کہ جب کسی کی طاقت کے سامنے اپنی کمزوری کے احساس سے انسان کے دل میں ڈر کی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ "خشیّت" اُس ہیئت کو کہتے ہیں جو کسی کی عظمت یا بڑائی کو سمجھنے کے بعد آدمی کے دل پر طاری ہوتی ہے۔ خداوندِ عالم نے یہاں خوف کے بجائے خشیّت استعمال فرمایا ہے، اِس سے معلوم ہوا کہ مومن کے دل میں اللہ کا خوف صرف اللہ کی سزا کے خوف سے نہیں پیدا ہوتا بلکہ اللہ کی عظمت، بزرگی و بڑائی اور اُس کا جمال و کمال دیکھ کر اُس سے مرعوب اور ہیبت زدہ ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

قلب سے مراد عقل و ادراک و شعور ہے۔ (مفردات امام راغب، لسان العرب، اصول کافی بقول امام جعفر صادق ع)

www.drhasanrizvi.com

ادْخُلُوهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ (۳۴) (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) "تم لوگ اس
يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾ جنت میں امن و سلامتی کے ساتھ
داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔"

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا (۳۵) اُن کے لیے اُس جنت میں وہ سب
وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے، اور ہمارے پاس تو
اُس سے بھی زیادہ اور بہت کچھ اُن کے لیے موجود ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ (۳۶) اور ہم نے اُن سے پہلے بہت سی قومیں
قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ ہلاک و برباد کر ڈالیں جو اُن سے طاقت میں
بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ کہیں زیادہ تھیں، اور اُنھوں نے تو دنیا کے تمام
هَلْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٦﴾ ملکوں کو چھان ڈالا تھا، تو اب بھاگنے کا
کوئی راستہ ہے۔؟

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَذِكْرَىٰ (۳۷) حقیقت یہ ہے کہ اِس میں عبرت
لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ کا سبق اور یاد رکھنے کی باتیں ہیں

www.drhasanrizvi.com

أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾ ہر اُس شخص کے لیے جس کے پاس (سوچنے سمجھنے والا) دل ہو یا جو کان لگا کر سُنے اِس حالت میں کہ اُس کا ذہن بھی حاضر ہو۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ ﴿۳۸﴾ اور ہم نے تو آسمانوں اور زمین کو
وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي اور اُن کے درمیان کی ساری چیزوں کو
سِتَّةِ أَيَّامٍ ۖ وَمَا مَسَّنَا چھ دنوں (مرحلوں) میں پیدا کر دیا
مِنْ لُغُوبٍ ﴿۳۹﴾ اور ہمیں ذرا سی تکان بھی نہ ہوئی۔

"أَلْقَى السَّمْعَ" یعنی کان کو ڈالے رہے۔ یعنی کان دھرے انتہائی انہماک اور پوری پوری توجہ کے ساتھ بات سنے۔ فارسی میں کہتے ہیں: گوشِ ما نزدِ تو است یعنی ہمارے کان تمہارے پاس ہیں۔ یعنی: ہم تمہاری باتوں کو خوب اچھی طرح سُن سمجھ رہے ہیں۔ ٭ (لغات القرآن نعمانی)

"شَهِيدٌ" یعنی وہ آدمی جو دل لگا کر، حضورِ قلب کے ساتھ مطالب کو سُنے سمجھے۔ ٭...... (مفردات القرآن امام راغب)

"قَلْب" کے معنی عقل کے ہوتے ہیں۔ ٭ (مجمع البیان بقول ابنِ عباس، الکافی بقول امام جعفر صادقؑ، مفرداتِ راغب)

نتائج و تعلیمات آیت سے معلوم ہوا کہ دو قسم کے آدمی نصیحت حاصل کر سکتے ہیں (۱) پہلا گروہ وہ جو عقل و ہوش رکھتا ہو، خود مسائل کو سمجھ سکے، اُن کا تجزیہ کر سکے۔ یہ علماء اور دانشمندوں کا گروہ و مقام ہے۔
(۲) دوسرا گروہ، وہ ہے جو علماء اور دانشمند تو نہیں بن سکتا مگر پوری پوری توجہ حضورِ قلب سے علماء اور دانشمندوں

www.drhasanrizvi.com

کی باتیں سُنتے ہیں اور حقیقتوں کو سمجھ لیتے ہیں۔

"سورۃ الملک ۶۷" میں اِن دو گروہوں کی طرف اشارہ اِس طرح فرمایا ہے کہ:

"وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ" (آیت ۱۲ - پارہ ۲۹ - سورۃ ۶۷)

یعنی: "اور وہ کہیں گے کہ اے کاش! ہم سُنتے اور عقل سے کام لیتے (عالم فاضل ہوتے) تو ہم دوزخی نہ ہوتے۔" (القرآن)

دوسرا گروہ یہ ہے: "اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ" (آیت ۱۲ - سورۃ ۶۷)

...... ۳ (تفسیر نمونہ)

شانِ نزول آیت ۳۸

یہودی کہتے تھے کہ خداوندِ عالم نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر ہفتہ کے دن اُس نے آرام کیا، اِس طرح اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا، اِسی لیے وہ اِس طرح بیٹھنے کو بے ادبی یا اللہ میاں کی نقل قرار دیتے ہیں۔ اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر درِ منثور جلد ۶)

(کتاب پیدائش ۲:۲)

★ اور کنگ جیمز کی مستند انگریزی بائیبل میں لکھا ہے: "And He (God) rested on the seventh day."

بائیبل کے عربی ترجمے میں لکھا "فاستراح في اليوم السابع"

یعنی: "پس ساتویں دن اللہ نے آرام کیا۔" ★ (بائیبل مطبوعہ فلیڈیلفیا، امریکہ ۱۹۵۵ء)

★ جہاں اللہ میاں کی قدرتِ کاملہ کا تصور اِس قدر کمزور ہو، وہاں انبیاءِ کرام کی جو بھی گت بنائی جائے وہ کم ہی ہوگی۔ ★ (مؤلف)

★ خداوندِ عالم نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں خلق فرمایا یعنی اُس کی مصلحت کا تقاضا یہی تھا کہ چیزوں کی پیدائش اسباب و ذرائع سے تدریجاً ہو، تاکہ لوگ اِس کو امرِ اتفاقی نہ قرار دیں، ورنہ وہ چشم زدن میں بھی پیدا کرنے پر مکمل قادر تھا۔ ★ بروایت عکرمہ حضرت رسالتمآبؐ سے مروی ہے کہ خداوندِ عالم نے زمین کو اتوار و سوموار کے دنوں میں خلق فرمایا، پہاڑوں کو منگل کے دن، درختوں، پانی اور آبادیاں، ویرانے بدھ کے روز۔ اور یہ کل چار دن ہیں یعنی زمین اور زمین کی اقوات و خوراک کی تکمیل چار دنوں میں ہوئی یعنی صرف زمین کی پیدائش دو دنوں میں اور باقی چیزوں کی پیدائش چار دنوں میں ہوئی۔ (تفسیر انوار النجف جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۲)

www.drhasanrizvi.com

فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ (۳۹) تو جو کچھ بھی وہ (ہمارے بارے میں)
وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ کہتے ہیں، اُس پر صبر کیجیے اور اپنے
قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ پالنے والے مالک کی تعریف و حمد کے
وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ ﴿۳۹﴾ ساتھ تسبیح کیجیے (نماز پڑھیے) سورج نکلنے
سے پہلے، اور غروبِ آفتاب سے پہلے۔

وَمِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاَدۡبَارَ (۴۰) اور رات کے کچھ حصے میں بھی
السُّجُوۡدِ ﴿۴۰﴾ اُس کی تسبیح کیجیے، اور سجدے
کے بعد بھی (تسبیح و نوافل پڑھیے)

تین اوقات میں پانچ نمازوں مع نوافلِ شب کا ذکر	(۱) اللہ کی تسبیح حمد کے ساتھ

پڑھنا، یعنی نماز پڑھنا۔ (تین اوقات میں)

(۱) طلوعِ آفتاب سے پہلے، فجر کی نماز۔

(۲) غروبِ آفتاب سے پہلے دو نمازیں، ظہر و عصر

(۳) رات کے وقت سے مراد مغرب و عشاء کی نمازیں ہیں۔ (عشایین۔ (جلالین)

نمازِ تہجد بھی رات ہی کی تسبیح میں شامل ہے۔

(فصل الخطاب) + (تفسیرِ کبیر امام رازی، تفہیم مودودی)

www.drhasanrizvi.com

اِن اَذکار سے صبر حاصل ہوتا ہے

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے دوستوں سے فرمایا: "جو اُس زمانے میں بڑے ہی سخت تکلیف دہ حالات سے گذر رہے تھے کہ تم پر لازم ہے کہ ہر معاملے میں صبر سے کام لو۔ کیوں کہ خداوندِ عالم نے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی صبر سے کام لینے کا حکم دیا ہے۔ اُنھوںؐ نے ہر حال میں صبر سے کام لیا۔ لوگوں نے آں حضرتؐ پر ناروا غلط الزامات لگائے، جب آپؐ کا دل تنگ ہونے لگا تو خداوندِ عالم نے فرمایا: "ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتیں تمھیں غمگین کرتی ہیں لیکن یہ لوگ تمھیں جھوٹا نہیں قرار دیتے، بلکہ میری تکذیب کرتے ہیں، خدا کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اِن لوگوں نے تم سے پہلے انبیاء اور رسولوںؑ کی بھی تکذیب کی تھی۔ اور اُن رسولوںؑ نے اس پر صبر کیا تھا، یہاں تک کہ ہماری مدد اُن تک آن پہنچی۔ (القرآن) سورۃ الانعام آیت ۳۳-۳۴ - پارہ ۷)

آں حضرتؐ نے عرض کی: "اپنے مالک، اپنے پالنے والے کے لیے بُرے الفاظ نہیں سُن سکتا۔

اُس موقع پر خداوندِ عالم نے فرمایا: "ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُس کے اندر درمیان ہے چھ دنوں (چھ ادوار) میں پیدا کیا ہے۔ (القرآن) یعنی ہم نے اُن کے پیدا کرنے میں جلدی نہیں کی۔ اِس لیے اے رسولؐ! تم بھی جلد بازی نہ کرو، اُن کی باتوں پر صبر کرو۔ اِس حکم کے ملنے پر آں حضرتؐ نے ہر ہر معاملے میں صبر سے کام لیا، یہاں تک کہ اپنے دشمنوں پر کامیاب ہوئے۔

...... (اصولِ کافی، نور الثقلین جلد ۵)

★ جنابِ رسولِ خداؐ سے غریب مہاجرین نے شکایت کی، یہ مالدار لوگ صدقات دیتے اور غلام آزاد کرتے ہیں اور ہماری طرح نماز، روزے بھی ادا کرتے ہیں، لیکن ہمارے پاس مال وغیرہ نہیں، یہ لوگ ہم سے زیادہ ثواب حاصل کرتے ہیں۔" آنحضرتؐ: "میں تمھیں تسبیح بتائے دیتا ہوں تاکہ تم لوگ بھی دوسروں سے بازی لے جاؤ۔ اور وہ تسبیح یہ ہے ہر نماز کے بعد ۳۳، ۳۳ مرتبہ سبحان، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔" کچھ دنوں کے بعد لوگوں نے عرض کی: حضورِ اکرمؐ مالداروں نے بھی یہی عمل شروع کر دیا۔" آپؐ نے فرمایا: "ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ" یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔" (بخاری، مسلم)

www.drhasanrizvi.com

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ (۴۱) اور سنو! جس دن ایک پکارنے
مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ (۴۱) والا (ہر شخص کے بالکل) قریب سے پکارے گا،
يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ (۴۲) جس دن سب لوگ حشر کا
بِالْحَقِّ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ (۴۲) شور و غل ٹھیک ٹھیک سن رہے ہوں گے
وہ مُردوں کا (قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا۔

الصَّيْحَةَ (سخت چیخ)۔ اس آیت میں "سخت چیخ حق کے ساتھ" سے مراد وہ آواز ہے جو امام مھدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت آسمان سے سُنی جائے گی۔" ★ (تفسیر قمی ص۶۴۲)

★ فرزند رسول خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "یَوْمُ الْخُرُوجِ" سے مراد "رجعت" ہے۔ یعنی ائمہ اہل بیت کا قبروں سے باہر نکل کر دنیا میں تشریف لانا مراد ہے۔ اور یہ ظہور امام مھدی ع کے بعد ہوگا۔ ★ (تفسیر صافی ص۶۴۲ بحوالہ تفسیر قمی)

★ خداوند عالم کا فرمانا "جس دن سب لوگ آوازۂ حشر کو ٹھیک ٹھیک (بالحق) سُن رہے ہوں گے۔" یعنی حشر کی آواز اتنی صاف اور واضح ہوگی کہ اُن کو پورا پورا یقین آجائے گا کہ یہ میدانِ حشر ہے اور یہ سب میدانِ حشر کی آوازیں ہیں، یہ کوئی خواب و خیال، وہم و گمان نہیں بلکہ واقعاً یہ حشر کا میدان ہے، اس میں اُن کو نہ کوئی شک و شبہ ہوگا، نہ وہم گمان ہوگا۔

(تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیٖ وَ نُمِیۡتُ (۴۳) وَ اِلَیۡنَا الۡمَصِیۡرُ ﴿۴۳﴾ غرض، ہم ہی تو زندہ کرتے ہیں اور موت دیتے ہیں، اور (سب کو) ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔

یَوۡمَ تَشَقَّقُ الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ (۴۴) سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشۡرٌ عَلَیۡنَا یَسِیۡرٌ ﴿۴۴﴾ جس دن زمین اُن پر سے کھل جائے گی اور لوگ اُس میں سے تیز تیز نکل رہے ہوں گے، یہی وہ حشر و نشر ہے (یعنی) سب کو جمع کرلینا ہے، جو ہمارے لیے بالکل آسان ہے۔

یہ کفار کے اعتراض کا جواب ہے

یہ آیت کفار کے اُس اعتراض کا جواب ہے جو آیت ۳ میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ "جب ہم مر کر خاک پتھر ہو جائیں گے پھر ہمیں کیسے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا؟ یہ واپسی تو بعید از امکان ہے۔" جواب میں فرمایا جا رہا ہے کہ اگلے پچھلے تمام انسانوں کو بیک وقت زندہ کر کے جمع کر دینا ہمارے لیے بالکل آسان ہے، کیوں کہ ہم کو تمام انسانوں کے بکھرے ہوئے تمام اجزاء کا پورا پورا علم ہے۔ ہم اُن سب کو سمیٹ کر ہر آدمی کے جسم کو دوبارہ بنا کر کھڑا کر دیں گے، بس ہمارا ایک اشارہ ہوگا، ہماری قدرتِ کاملہ کے سامنے یہ کام ایک لمحہ کا بھی نہیں۔ البتہ تمھیں مشکل اور ناممکن نظر آتا ہے۔" (تفسیر کبیر، مجمع البیان۔ تفہیم)

★ حدیث میں آیا ہے کہ: "قیامت کے دن سب سے پہلے قبر سے نکل کر میدانِ حشر میں وارد ہونے والے جناب رسول خدا ؐ ہوں گے، اور اُن کے ساتھ ساتھ حضرت علیِ مرتضیٰ ؑ ہوں گے۔"

★ ...... (کتاب خصال، تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (٤٥) ہمیں خوب معلوم ہے جو کچھ بھی کہ
وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ وہ کہتے رہتے ہیں، مگر آپؐ کا کام
فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ اُن سے جبراً منوانا نہیں ہے۔ آپؐ تو
يَّخَافُ وَعِيْدِ (٤٥) بس قرآن کے ذریعے ہر اُس
شخص کو نصیحت اور یاد دہانی کراتے رہیے جو میرے عذاب کے وعدے یا
سزا کے اعلان سے ڈرتا ہو۔

شانِ نزول ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "ہمارے اندر خوفِ خدا پیدا فرمائیے"۔ اس پر یہ آیت اتری۔
(تفسیر قرطبی جلد ۹)

نتیجہ یہ نکلا یہ آیتیں مومنین کو خدا کی ناراضگی اور عذاب کا خوف دلانے کے لیے کافی ہیں۔
اس لیے کہ انسان اگر واقعتاً قیامت کے واقعات کو یاد کرے کہ یکایک زمینیں پھٹ جائیں گی، مٹی میں جان پڑ جائے گی، سارے مردے لباسِ زندگی پہن کر قبروں سے باہر نکل آئیں گے، سب کو خدا کی عدالت کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا۔ یہ تصور خوفِ خدا کے پیدا کرنے کے لیے کس قدر لرزا دینے والا ہے۔
(تفسیر نمونہ)

★ یاد رہے کہ قرآن کے مخاطب تو سب کے سب ہیں، البتہ قرآن سے نفع حاصل کرنے والے صرف وہی ہیں جن کے دل میں خدا کا خوف بھی موجود ہوگا۔ مگر ذوقِ جنگ رکھنے والوں نے یہاں بھی یہی

www.drhasanrizvi.com

لکھا کہ یہ صبر کرتے رہنے کا حکم، جہاد کا حکم آنے سے پہلے کا تھا
*...... (تفسیر تبیان بقول زجاج)

حالاں کہ اِس قسم کے الفاظ قرآن مجید میں شروع سے آخر تک ملتے ہیں۔ اِس لیے اس کو وقتی پالیسی نہیں کہا جاسکتا۔ یہ اصولی تعلیم ہے جب خدا خود اپنے دین کو اور اپنی ذات تک کو منوانے میں جبر سے کام نہیں لیتا تو اپنے رسولؐ پر مجبور کر کے منوانے کا فریضہ کیسے عائد کرسکتا ہے؟
*...... (فصل الخطاب ؛ مجمع البیان)

اصل پیغام

اصل میں اِس آیت میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے، اور ساتھ ہی کفار کو دھمکی بھی دی جارہی ہے۔ آں حضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ آپؐ لوگوں کے جملوں، فقروں، طنز و طعن کی قطعاً کوئی پرواہ نہ فرمائیں، کیوں کہ ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہم اُن سے اچھی طرح نمٹنا جانتے ہیں ساتھ ساتھ کفار کو یہ دھمکی دی جارہی ہے کہ ہمارے نبیؐ پر جو تم فقرے چست کر رہے ہو وہ تمہیں سخت مہنگے پڑیں گے، کیوں کہ ہم خود اُن کو اچھی طرح سے سن رہے ہیں۔ ہم ایک ایک حرف کا خوب خوب بدلہ دیں گے اور ایسی سخت سزا دیں گے کہ تمہارے ہوش ٹھکانے آجائیں گے۔

پھر حضور اکرمؐ کو مخاطب کر کے کفار کو سنایا جارہا ہے کہ ہم نے نبیؐ کو جبر کرنے نہیں بھیجا ہے، اُن کا کام زبردستی تمہیں مومن بنانا نہیں ہے بلکہ تم مانو یا نہ مانو وہ تمہیں منوا کر ہی چھوڑے۔ ہمارے رسولؐ کی ذمہ داری صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ تمہیں حقیقت بتلادے۔ اب جو کوئی اُس کی باتیں سن کر ہوش میں آجائے اُسے قرآن سنا کر حقیقتوں کو سمجھادے
*...... (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

محققین نے نتیجہ نکالا: کہ جب رسولِ خداؐ کو دین کے معاملے میں جبر کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تو پھر کسی اور کو دین کے معاملے میں جبر کرنے کا اختیار کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔

دُعَاء: آخر میں دعاء ہے کہ خداوندِ کریم ہمیں ایسے لوگوں میں قرار دے جو خدا کی ناراضگی اور عذاب سے ڈرتے ہوں اور قرآن سے نصیحت حاصل کرنے والے ہوں، اور مالک! میدانِ محشر کی انتہائی تنہائی اور لاچاری کے عالم میں ہمیں اپنی رحمت کے دامنِ مغفرت میں جگہ عطا فرمانا، عذاب سے بچائے رکھنا بحقِ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و جملہ ائمہ معصومین علیہم الصلوٰت والسلام۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

سُوْرَۃُ الذّٰارِیَاتِ کے

فضائل اور خصوصیّات

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص دن یا رات کے وقت سورۂ ذاریات کو پڑھے گا خداوندِ عالم اُس کی زندگی کے حالات و وسائل کو خاص کر اُس کی معیشت کی اصلاح فرمائے گا. اُس کو وسیع روزی عطا فرمائے گا، اور اُس کی کو ایک ایسے چراغ سے روشن فرمائے گا جو قیامت تک چمکتا رہے گا۔"

...... (تفسیر مجمع البیان، ثواب الاعمال، تفسیر نور الثقلین جلد ۵)

ؔ "لحد میں ہوگا اندھیرا چراغ لے کے چلو"

★ سورے تلاوت سے مراد ایسی تلاوت ہے جو انسان کی فکر و نظر میں تحریک پیدا کردے، اور سورے کے مطالب اُس کی فکر میں عمل کی روح میں روانی پیدا کردیں۔

...... (تفسیر نمونہ)

غمِ حسینؑ کا سینے پہ داغ لے کے چلو
لحد میں ہوگا اندھیرا چراغ لے کے چلو

www.drhasanrizvi.com

آیاتھا ۶۰ | # سُورَةُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۶۷ | رکوعاتھا ۳

(غبار اُڑانے والی ہواؤں کے ذکر والی سورت)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا ۝۱ قسم ہے اُن غبار اُڑانے والی ہواؤں کی جو بڑی شدت کے ساتھ چلتی اور گرد و غبار اُڑاتی ہیں۔

فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ (۲) پھر (پانی سے لدے ہوئے بادلوں کا) بوجھ اُٹھاتی ہیں۔

فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا ۝۳ (۳) پھر دھیمی رفتار سے چلتی ہیں۔

قرآن مجید کی قسمیں قرآن کا روشن حصہ ہیں۔ اس سورۃ کے آغاز میں خداوندِ عالم نے پانچ قسمیں کھائی ہیں۔ یہ قسمیں اس وعدے پر دلیل ہیں جو بعد میں کیا گیا ہے جس کی تفصیل آیت کی تفسیر میں کی گئی ہے۔ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ (۴) پھر ایک بڑے کام (بارش) کی تقسیم کرنے والی ہیں (یا) پھر (قسم ہے) احکامِ الٰہی کی تقسیم کرنے والی ہستیوں کی۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ کہ جس چیز سے تمہیں ڈرایا جارہا ہے وہ بالکل سچی بات ہے۔

وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۶﴾ (۶) اور بلاشبہ جزاء اور سزا لازمی طور پیش آنے والی ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: "اِن پراگندہ کرنے والی اور غبار اڑانے والی سے کیا مراد ہے؟" فرمایا: "ہوائیں مراد ہیں۔" پھر پوچھا گیا: "بوجھ اُٹھانے والیوں سے کیا مراد ہے"؟ فرمایا: "بادل"۔ پھر پوچھا گیا: "دھیمی رفتار سے چلنے والیوں سے کیا مراد ہے۔"؟ فرمایا: "جہاز اور کشتیاں"۔ پھر پوچھا گیا: "کاموں کو تقسیم کرنے والوں سے کیا مراد ہے"؟ آپ نے فرمایا: "فرشتے"۔ ★ (تفسیر صافی صـ۲۷۶ بحوالہ تفسیر قمی)

آیت ۵ کی تشریح: خدا کے سب وعدے سچے ہوتے ہیں۔ کیونکہ وعدہ خلافی یا تو کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے کہ وعدہ کرنے والے نے وعدہ تو کرلیا مگر وہ کام اُس کے بس کا نہ تھا۔ خدا نہ کمزور ہے اور نہ جاہل (معاذ اللہ) وہ قادرِ مطلق ہے اور علیم و خبیر ہے وہ لامحدود علم رکھنے والا ہے۔ پھر خدا کے ہاں وعدہ خلافی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۶ کی تشریح قسم کھانے میں استدلال یہ ہے کہ : تم خود دیکھ لو کہ بارش کا نظام کس قدر باقاعدگی کے ساتھ منظم طور پر کام کر رہا ہے، جس میں لاکھوں مصلحتیں اور حکمتیں کارفرما ہیں۔ یہ نظام گواہی دے رہا ہے کہ یہ دنیا کوئی بے مقصد، بے معنیٰ کھلونا یا گھروندا نہیں ہے۔ یہاں کوئی کام اندھا دھند نہیں ہو رہا ہے۔

اب اِس نظام میں یہ بات کسی طرح ممکن نہیں ہو سکتی کہ انسان جیسی باعقل، باشعور، بااختیار مخلوق کو محض فضول و بے مقصد پیدا کیا گیا ہو۔ جسے عقل و شعور، دل و دماغ اور اختیارات و وسیع ذرائع دیے ہوں، بے شمار مخلوق پر تصرّف دیا ہو، اُسے بے لگام و بے حساب و کتاب چھوڑ دیا جائے۔

جبکہ انسان کے تمام افعال صرف عالمِ طبیعت تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اخلاقی نوعیت بھی رکھتے ہیں اسے صرف طبیعی کام ختم ہو جانے کے بعد، نباتات و حیوانات کی طرح ضائع کیسے کیا جا سکتا ہے ؟

اِس لئے عقل و ضمیر کا تقاضا ہے کہ ہر انسان کو اُس کے اچھے، بُرے اعمال کا ٹھیک ٹھیک پورا پورا بدلہ ملنا چاہیے، کیوں کہ دوسری مخلوقات کے برخلاف انسان کو باشعور اور بااختیار مخلوق بنایا ہے۔

اگر ایسا نہیں ہے تو انسان کی تخلیق بے معنیٰ، بے مقصد یا عبث ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ : اِن قسموں سے اِس دعوئ آخرت کا کیا تعلّق ؟ تعلّق یہ ہے کہ کافر یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم مر کر سڑ گل کر خاک ہو جائیں گے، اور ہمارا ذرہ ذرہ مٹی میں مل جائے گا تو پھر یہ منتشر اجزاء کس طرح یکجا ہو سکیں گے ؟ جواباً یہ قسمیں کھائی گئی ہیں کہ تم خود دیکھ لو کہ سورج کی حرارت سے پانی کے بیحد و بیحساب قطرے فضا میں غائب ہو جاتے ہیں، مگر پھر بھی وہ فنا نہیں ہوتے، بلکہ بھاپ بن کر ہواؤں میں محفوظ رہتے ہیں، پھر جب خدا کا حکم ہوتا ہے تو یہی ہوائیں اُن قطروں کو سمیٹ کر لے آتی ہیں اور پھر ہر قطرے کو جیسا کہ وہ پہلے تھا واپس برسات کی شکل میں برساتی ہیں۔ اب جو خدا پانی کے بخارات کو، جو ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں، پھر ہواؤں کے ذریعہ سمیٹ کر انہیں قطروں کی شکل میں برسانے پر قادر ہے اُس کے لیے کیا مشکل ہے کہ انسانی جسموں کے بکھرے ہوئے اجزاء کو ہوا، پانی، مٹی سے سمیٹ کر سابق شکلوں میں دوبارہ کھڑا کر دے ۔ ؟ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝۷ قسم ہے آسمان کی جو راستوں والا ہے۔

اِنَّكُمْ لَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝۸ تم لوگ (قیامت کے بارے میں) مختلف باتیں کہتے رہتے ہو۔

یُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝۹ (لیکن روزِ قیامت سے بس) وہی منحرف ہوتا ہے جو حق سے پھرا ہوا گمراہ ہو

ؒ آسمان کے راستوں سے مراد فرشتوں کے چلنے، اُڑنے، پھرنے کے راستے بھی ہیں، اور ستاروں، سیاروں، کہکشاؤں کی گردش کرنے کے مدار یا راستے بھی۔ ٭ (امام راغب)

"حُبُك" یعنی: راستے۔ "حُبُكِ" اُن لہروں کو بھی کہتے ہیں جو ہوا کے چلنے سے ریگستانوں کی ریت یا پانی میں پیدا ہوتی ہیں۔ ٭ (لسان العرب)

٭ یہاں آسمان کو "ذَاتِ الْحُبُكِ" یعنی راستوں والا" اِس لئے فرمایا ہے کہ رات کو آسمان پر جب ستارے بکھرے ہوتے ہیں تو اُن کی مختلف شکلیں بن جاتی ہیں۔ ٭ (تفہیم)

قرآن کا اعجاز آج جدید دوربینوں سے کہکشاؤں "Galaxies" کو جب آسمان پر دیکھیں تو گھنگر یالے بالوں کی طرح پیچ وخم کھائی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ آج جب بہت بڑی بڑی دوربینیں ایجاد ہوئیں اور کہکشاؤں کے فوٹو آئے تو یہ معلوم ہوا، جبکہ خداوندِ عالم نے پہلے ہی اُن کو گھنگر یالے بالوں سے تشبیہ دی تھی۔ "سبحان اللہ"

٭..... (لسان العرب، مفردات امام راغب، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام علی ابنِ موسیٰ الرضا علیہ السّلام سے "ذَاتِ الْحُبُکِ" کے معنی دریافت کیے گئے تو آپؑ نے اس کے معنیٰ "ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہونا" فرمائے۔

چناں چہ آپؑ نے زمین کے اوپر ایک ہاتھ رکھا، پھر اُس کے اوپر دوسرا ہاتھ رکھا، اور فرمایا کہ نیچے اِس طرح زمین ہے جس طرح میرا نیچے والا ہاتھ ہے، اور اس کے اوپر آسمان کا گنبد نما شامیانہ ہے پھر زمین، پھر اُس کے اوپر آسمان۔ اسی طرح سات زمینیں اور (ہر زمین کے اوپر ایک) آسمان ہے اور سب سے اوپر اللہ جلّ شانہٗ کا عرش ہے۔

★ ..... (تفسیر مجمع البیان، انوار النجف)

آیت ۸ کی تشریح: قیامت کے بارے میں مختلف باتیں کرنے سے مراد یہ ہے کہ: تم لوگ رسولِ خدا اور قرآنِ خدا کے بارے میں مختلف قسم کے لوگوں کی باتوں کے جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہو۔

★ ..... (معالم ۔ بیضاوی)

★ فرمایا: قسم ہے آسمانوں کی شکنوں کی، کہ تم منکرینِ حق کی باتیں اینچ پینچ والی ہوتی ہیں۔ تم لوگ ایک بات پر ٹھہرتے ہی نہیں، یہی تمھاری باتوں کے باطل ہونے کا ثبوت ہے۔

؎ فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں ⁖ ڈور کو سلجھا رہا ہے پر سرا ملتا نہیں (اکبر)

آیت ۹ کی تشریح: مطلب یہ ہے کہ اعمال کی جزا، تو ضرور بالضرور ملنی ہے، مگر تم لوگ اُلٹی سیدھی باتیں بنا رہے ہو۔ مگر اس حقیقت سے صرف وہی آدمی انکار کرتا ہے جو حق سے پھرا ہوا ہو۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم)

★ اِس آیت کی ظاہری تفسیر تو مشرکینِ مکّہ کے متعلق ہے جو حضورِ اکرم ؐ کے بارے میں مختلف باتیں کرتے تھے لیکن چوں کہ قرآن مجید قیامت تک زندہ کتاب ہے لہٰذا اس کی تاویل کا قیامت تک موجود رہنا ضروری ہے۔ اسی بنا پر فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خدا ؐ کے بعد آپؐ کے قائم مقام کے متعلق اُمّت میں جو اختلاف پیدا ہوا، یہ آیت مجیدہ اُسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ پس جو لوگ حضرت امام علی علیہ السّلام کی ولایت میں داخل ہو گئے وہ جنتی ہو گئے اور جو آپؑ سے منحرف ہوئے وہ جہنمی ٹھہرے۔ اسی بنا پر یُؤْفَکُ عَنْهُ میں ضمیرِ غائب کا مرجع جنت ہے یعنی وہ جنت سے پھیر دیا جائے گا جو علیؑ کی ولایت سے پھر جائے گا۔ ★ (تفسیر برہان، تفسیر قمی، تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ (۱۰) قیاس کرنے والے اور اٹکل پچو باتیں بنانے والے تو بالکل مارے گئے۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ (۱۱) جو غفلت اور بیخبری کے عالم میں مدہوش (پڑے) ہیں۔

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۲﴾ (۱۲) پوچھتے ہیں کہ آخر وہ بدلے کا دن کب آئے گا؟

"خَرّٰصُوْنَ" (اٹکل پچو باتیں بنانے والے) قدیم معقولین ہوں یا جدید فلسفی، یہ سب بلا تحقیق الٰہیات کے مسائل پر اپنی رائے زنی کرتے رہتے ہیں، مگر اُن کی ساری باتیں اٹکل پچو ہوا کرتی ہیں۔ * ... (تفسیر ماجدی)

ے فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں ڈور کو سلجھا رہا ہے پر سرا ملتا نہیں (اکبر)

علامۂ جہاں ہیں بڑے فیلسوف ہیں یہ اور بات ہے کہ ذرا بے وقوف ہیں (اکبر)

★ مطلب یہ ہے کہ قیاس و گمان کی بناء پر کوئی اندازہ کرنا دنیوی زندگی کے چھوٹے چھوٹے معاملات میں تو کسی حد تک چل سکتا ہے، لیکن زندگی کے بنیادی مسئلہ کو، کہ انسان اپنی پوری زندگی کے اعمال میں کس کے سامنے جوابدہ ہے یا نہیں، یہ کوئی اتنا معولی سا مسئلہ نہیں ہے کہ انسان بس اپنے قیاس و گمان سے یہ اندازہ لگالے کہ نہیں کوئی جوابدہی نہیں ہے، کوئی آخرت نہیں ہے، کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اور پھر اسی اپنے اندازے پر اپنی پوری زندگی داؤ پر لگادے۔ اور اگر یہ اس کا

www.drhasanrizvi.com

اندازہ غلط نکلا تو اُس کی پوری زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی۔

پھر یہ کہ انسان کا قیاس و گمان صرف اور صرف انسان کے محسوسات تک محدود ہے جبکہ آخرت کا مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ہمارے محسوسات سے بلند ہے

البتہ انسان اپنا اطمینان اِس طرح ضرور کر سکتا ہے کہ خود اپنے آپ ہی کو دیکھ لے' کائنات کے نظام کو دیکھ لے کہ کوئی قادرِ مطلق ہے جو سارا نظام چلا رہا ہے۔ وہی قادرِ مطلق جو پہلی زندگی کی ابتدا کر سکتا ہے' وہی دوسری زندگی بھی دے سکتا ہے۔

* ..... (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

خرّاص کا مادّہ خرص ہے جس کے معنی ہیں گمان کرنا' اندازے لگانا' اٹکل پچو جھوٹی باتیں کرنا' بے بنیاد' بے دلیل' بے سروپا باتیں کرنا۔ ایسے لوگوں کو قتل ہونے کی بددعا دی گئی ہے۔ یعنی ایسے جھوٹے، مکار' احمق موت و نابودی کے لائق ہیں (یعنی مردہ باد)

* ..... (لسان العرب۔ مفردات امام راغب)

آیت ۱۱ میں غَمْرَۃ" کے معنی بہت زیادہ پانی' جو کسی جگہ کو ڈھانپ لیتا ہے۔

یہاں مراد گہری جہالت، جو عقل اور حقیقت کو ڈھانپ لے۔

"ساھون" سھو "کے مادّے سے ہے جس کے معنی غفلت ہے۔

ماہرین نے لکھا کہ جہالت کی پہلی منزل شک ہے، اِس کے بعد غفلت ہے اور اس کے بعد غمرۃ ہے۔ پہلے انسان حقیقت کو بھلا دیتا ہے جس کی وجہ سے حقیقتوں سے غافل ہو جاتا ہے اور آخر کار جہالت میں پوری طرح ڈوب جاتا ہے۔

اِس لیے خَرّٰصُوْنَ وہ لوگ ہیں جو اپنی جہالت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور وہ اٹکل پچو' بے تکی باتیں کرتے رہتے ہیں۔

* ..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ (۱۳) وہ اُس دن آئے گا جب
يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ انھیں آگ میں تپایا جائے گا۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا (۱۴) اب چکھو اپنی اس سزا کا مزہ
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ یہی وہ ہے جس کی تم جلدی مچایا
کرتے تھے۔

"قیامت کا دن کب آئے گا" کفّار کا یہ سوال کسی علمی تحقیق کے لیے نہ تھا۔ صرف آخرت کے عقیدے کا مذاق اُڑانے کے لیے تھا۔ اِس لیے اُن کو مدلّل جواب یہاں پر نہیں دیا گیا، صرف چُبھتا ہوا جملہ کس دیا کہ "قیامت اُس دن ہوگی جس دن تمھارا تیا پانچا کر دیا جائے گا۔" اور تم سے کہا جائے گا کہ لو اپنے حصّے کا عذاب چکھو، جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔"

اِس کو کہتے ہیں فصاحت، کہ جیسے مخاطب ہوں اُن کو ویسا ہی جواب دیا جائے۔

(جیسے کو تیسا۔ نہلے پہ دہلا) * (تفسیرِ نمونہ)

"پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر ∴ مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر"
(اقبال)

* حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"احمقوں کے سامنے حکمت کی گہری باتیں بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسے گدھوں کو سونے کا ہار پہنانا۔" (یعنی: بھینس کے سامنے بین بجانا)

www.drhasanrizvi.com

کفّار کا یہ سوال کہ "جزا، سزا کا دن کب آئے گا"

یہ سوال علم حاصل کرنے کے لیے نہ تھا، بلکہ طعن اور استہزاء کے طور پر تھا۔ اِس لیے اُن کو اُنہی جیسا جواب بھی دیا گیا کہ: "وہ بدلے کا دن اُس دن آئے گا جس دن تمہاری شامت آئے گی۔"

اصل میں دلیل وہاں دی جاتی ہے کہ جہاں سنجیدگی سے سوال کیا جائے، مگر جہاں مقصد صرف ٹھٹھا اُڑانا ہو کہ بتاؤ آخرت کس تاریخ کو آئے گی؟ کیا بجا ہوگا؟ کیسا موسم ہوگا؟ مہینہ کونسا ہوگا؟

تو کیا اگر اُس کو یہ سب کچھ بتا دیا جائے تو وہ آخرت کو مان لے گا؟

یہ سوالات از خود بتا رہے ہیں کہ یہ صرف مزہ لینے کے لیے فقرہ بازی کی جارہی ہے۔ اس لیے جیسا سوال ویسا ہی جواب ہونا چاہیئے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

★ آیت ۱۴ میں خداوند عالم کا جہنّم کے لیے کافروں سے یہ کہنا کہ: "یہ وہی چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے۔" شاید اِس لیے ہے کہ کفّار نے یہ پوچھا تھا کہ "آخر وہ بدلے کا دن کب آئے گا؟" یعنی اِس دن کے آنے میں دیر کیوں لگ رہی ہے؟ اِس لیے اب جہنّم میں اُن سے کہا جا رہا ہے کہ: "یہ وہی چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے۔"

مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی تھی کہ اُس نے تمہارے انکارِ حق اور بدمعاشیوں پر فوراً سزا نہ دی تھی، تمہیں سوچنے سمجھنے، سنبھلنے کی مہلتوں پر مہلتیں عطا فرمائی تھیں، مگر تم ایسے احمق نکلے کہ اُس مہلت سے فائدہ اُٹھانے کے بجائے اُلٹا یہی مطالبہ کرتے رہے کہ "جلدی سے لے آ وہ عذاب جس کا تُو ہم سے بار بار وعدہ کرتا ہے۔" تو جلدی لانے کا مطالبہ تم ہی تو کر رہے تھے، لو وہ حاضر ہے، چکھو مزہ اِس عذاب کا۔

★..... (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ (۱۵) مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اُس دن
وَعُيُونٍ ۝۱۵ برائیوں سے بچنے والے متّقی لوگ جنت کے سرسبز
شاداب گھنے باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔

آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ (۱۶) جو کچھ اُن کا پالنے والا مالک
إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ اُن کو دے گا وہ اسے خوشی خوشی لے رہے
مُحْسِنِينَ ۝۱۶ ہوں گے۔ حقیقتاً وہ لوگ اُس دن کے
آنے سے پہلے نیک کام کرتے تھے۔

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ (۱۷) وہ راتوں کو کم سوتے تھے
مَا يَهْجَعُونَ ۝۱۷

وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝۱۸ پھر سحر کے وقت وہ خدا سے معافی
مانگتے تھے۔

متّقین کے مراد اور معنی سیاق و سباق سے متّقی کے معنی یہ ثابت ہوتے ہیں کہ
(۱) جو لوگ خدا کی کتاب اور اُس کے رسولؐ کی دی ہوئی خبروں کو 'خاص طور پر آخرت کے آنے
کو دل سے مان لیں'، اور نتیجتاً (۲) وہ طرزِ زندگی اختیار کرلیں جو اُن کو آخرت کی کامیابی

www.drhasanrizvi.com

حاصل کرنے کے لیے بتایا گیا ہے۔

(۳) اور اُن تمام کاموں سے خود کو بچائے رکھیں جو خدا کے عذاب میں مبتلا کرنے والے ہیں، وہی متقین کہلائیں گے۔

★..... (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

آیت ۱۷ کی دو تفسیریں بیان ہوئیں۔

(۱) تفسیر اہلِ بیتؑ: یہ ہے کہ "کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ رات بھر سو کر گذارتے ہیں۔ رات کا کچھ نہ کچھ حصّہ، چاہے ابتدائے شب میں، یا رات کے درمیانی حصّے میں، یا آخری حصّے میں جاگ کر وہ لوگ اللہ کی عبادت ضرور کرتے ہیں۔"

★... (بقول حضرت امام محمد باقرؑ، ابنِ عباسؓ، انس ابن مالک، مجاہد، قتادہ، ربیع بن انس ابو العالیہ، تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم القرآن)

★ دوسرے گروہ نے یہ تفسیر کی کہ: "وہ لوگ اپنی راتوں کا زیادہ حصّہ اللہ کی عبادت میں گذارتے ہیں۔"

★.... (بقول حسن بصری، احنف بن قیس، ابنِ شہاب زہری از تفسیر کبیر)

★ مگر یہ قول کہ زیادہ تر رات کو جاگتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں، اس لیے معتبر نہیں ہے کہ: یہ مومنین کے لیے عمومی حکم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ سچے مومنین ساری رات سوتے گذار دیں، رات کا کوئی حصّہ عبادتِ خدا میں بسر نہ کریں۔ "مِنَ الَّيْلِ" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ مومنین "متقین" رات کے ایک حصّے میں جاگتے رہتے ہیں اور عبادت یعنی نمازِ شب میں مشغول رہتے ہیں، اُن کی زندگی میں ایسی راتیں بہت کم ہوتی ہیں کہ جن میں وہ پوری کی پوری رات سو کر گذار دیں، اور کچھ حصّہ بھی خدا کی عبادت میں بسر نہ کریں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس آیت کی یہی تفسیر بیان فرمائی ہے۔ نیز فرمایا کہ: "سحور کے وقت استغفار سے مراد نمازِ وتر کے قنوت میں ستر مرتبہ استغفار پڑھنا ہے۔"

★... (تفسیر نمونہ) (تفسیر انوار النجف)

★ "بہت کم راتیں اُن کی ایسے ضائع ہوتی ہیں جن میں وہ عبادت کے لیے نہ اُٹھتے ہوں۔"

★.... (تفسیر صافی، مجمع البیان جلد ۹ صفحہ ۱۵۵)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۸ میں "بِالْاَسْحَارِ" کا لفظ ہے جو سحر کی جمع ہے۔ یعنی سحری کا وقت، وہ وقت جب رات کے اندھیرے کے ساتھ دن کی روشنی ملنا شروع ہوتی ہے۔ یعنی صبح کا اوّل وقت۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۸۹) ------ ★

★ سحر کا وقت خاص طور پر خدا کی عبادت کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ اُس وقت ذہن تازہ ہوتا ہے مادّی زندگی کا شور وغل ماند پڑ چکا ہوتا ہے، ہر طرف خاموشی ہی خاموشی ہوتی ہے۔ اُس وقت سچے مومنین اُٹھتے ہیں، خدا کو دل سے یاد کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافیاں طلب کرتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں، اور مرادیں پاتے ہیں۔

(تفسیر نمونہ) ..... ★

؎ "کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی" ★ (اقبال)

★ "اسحار" سحر کی جمع ہے۔ اِس کے اصل معنی "چھپانے" کے ہیں۔ کیوں کہ رات کے آخری حصّے میں ہر چیز پر غفلت اور پوشیدگی چھائی ہوتی ہے اس لیے اس کو سحر کہتے ہیں۔

نمازِ شب کا ذکر

(مفردات امام راغب) ------ ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رات کے آخری حصّے میں نمازِ تہجد (نمازِ شب) پڑھنا میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اِس سے کہ رات کے اوّل حصّے میں نمازِ شب پڑھی جائے۔ اِس لئے کہ خداوندِ عالم ارشاد فرماتا ہے کہ: وہ لوگ سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں" "وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ" (درِ منثور جلد)

نمازِ شب تہجد کی فضیلت

(۱) یہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔ اُن میں سے ایک رات کو تہجد پڑھنا ہے۔ جس وقت لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

(وسائل الشیعہ جلد ۵)

★ نیز آں حضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "میری اُمت میں سب سے زیادہ شریف (افضل) حاملینِ قرآن (قرآن کو سمجھنے، سمجھانے اور عمل کرنے والے) اور رات کے وقت عبادت کرنے والے ہیں۔"

(وسائل الشیعہ جلد ۵)

★ جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے حبیب جناب رسولِ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وصیت میں مجھ سے چار مرتبہ یہ ارشاد فرمایا:

"یَا عَلِیُّ عَلَیْکَ بِالصَّلٰوۃِ اللَّیْلِ" یعنی: (اے علیؑ! تم پر نمازِ شب پڑھنا ضروری ہے۔)

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۵)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"متقین پر بہت کم راتیں ایسی گذرتی ہیں کہ وہ جاگ کر خداوندِ عالم کی عبادت نہ کریں۔"

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۵)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"دو رکعت نماز جو رات کے اندھیرے میں پڑھی جائے میرے نزدیک ہر اُس چیز سے بہتر ہے جو کچھ بھی دنیا میں ہے۔" ★...... (بحار الانوار جلد ۸۷)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک دیلمی صحابی سے فرمایا:

"رات کے وقت عبادت کرنے کو بھول نہ جانا، کیوں کہ وہ شخص سخت گھاٹے میں ہے جو رات کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی سعادت سے محروم رہے۔" ★...... (بحار الانوار جلد ۸۷)

★ خود خداوندِ قدوس نے ارشاد فرمایا: "وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹ پارہ ۱۵)

یعنی: (اے رسولؐ!) اور رات کے خاص حصے میں نمازِ تہجد پڑھا کرو یہ سنت (طریقہ) تمہاری (خاص) فضیلت ہے۔ قریب ہے کہ (قیامت کے دن) تمہارا پالنے والا مالک تم کو مقامِ محمود تک پہنچا دے۔" (ترجمہ فرمان علیؒ)

نمازِ شب کے فوائد ❁ احادیثِ متواترہ کی رُو سے (۱) گناہوں کی معافی (۲) فکر و نظر کی بیداری (۳) دل کی روشنی (۴) روزی میں وسعت (۵) تندرستی (۶) خدا سے تنہائی میں راز و نیاز کی باتیں کرنا (یہ سب سے افضل فائدہ ہے)۔ (بحار الانوار جلد ۸۰)

★ فرزندِ رسولؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: "جو رات کو اُٹھ کر نمازِ شب پڑھتا ہے اُس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے لاشوں کے درمیان کوئی زندہ آدمی کھڑا ہو" اور جو نمازِ شب پڑھتا ہے وہ خدا سے تنہائی میں ملاقات کا شرف حاصل کرتا ہے۔ (الحدیث)

www.drhasanrizvi.com

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ (۱۹) اور اُن کے مالوں میں مانگنے والے لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹ محتاج اور (نہ مانگنے والے) محروم کا حق تھا (یعنی اُن میں یہ احساس ذمہ داری بالکل بیدار رہتا تھا کہ ہمارے اموال صرف ہمارے لیے یا ہماری اولاد ہی کے لیے نہیں ہیں، بلکہ اِس میں ہر قسم کے محتاج کا بھی حق ہے۔

محروم کے معنی

فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "محروم سے مراد وہ بدقسمت لوگ ہیں جن کو خرید و فروخت (تجارت) کرنے میں نفع نہ ہو۔"

★ نیز فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "محروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں فتور ہو۔ یا اُس کی روزی میں وسعت نہ ہو، اور تقدیر اُس کی مخالف ہو۔"

★ ..... (تفسیر صافی بحوالہ کافی)

★ بعضوں کے نزدیک محروم سے مراد وہ حاجتمند ہے جو خودداری کی وجہ سے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔

★ ..... (تفسیر جلالین)

★ "ایسے فقرا بھی ہیں جو اللہ کی راہ میں ایسے گھر گئے کہ وہ زمین پر چل پھر کر دوڑ دھوپ نہیں کرسکتے، بے خبر لوگ اُن کو اُن کی خودداری (وحیا) کی وجہ سے غنی خیال کرتے ہیں، تو اُنھیں اُن کی پیشانیوں سے (اندازہ سے) پہچان لے گا وہ لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔"

★ .... (سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۳ پارہ ۳)

www.drhasanrizvi.com

★ ائمۂ اہلِ بیتؑ کی احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ "حقِ معلوم" زکوٰۃِ واجب کے علاوہ کوئی چیز ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "خداوندِ عالم نے دولتمندوں کے مال میں زکوٰۃِ واجب کے علاوہ بھی کچھ حقوق قرار دیے ہیں، جیسا کہ فرمایا: "اُن کے اموال میں سائل اور محروم کے لیے حقِ معلوم ہے۔"

اِس سے معلوم ہوا کہ حقِ معلوم زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ جو انسان خود اپنے اوپر واجب کرتا ہے کہ وہ یہ حق اپنے مال سے دے گا۔ اب چاہے روزانہ دے، یا ہر جمعہ کو دے، یا ماہانہ دے۔

(وسائل الشیعہ جلد ۶ صفحہ ۲۷ ابواب ما تجب فیہ الزکاۃ باب ۷ حدیث ۲)

★ اِس لیے کہ خداوندِ عالم نے فرمایا: "حَقٌّ" یہ حق اُنھوں نے خود اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے، اور خدا سے عہد کر لیا ہے کہ حقوقِ واجبہ کے علاوہ بھی وہ سائلین اور محرومین کا حق ادا کریں گے۔

اِس کے علاوہ حقوقِ واجبہ تو سب کے اموال میں ادا کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ کفار پر بھی مالی حقوق ادا کرنا واجب ہے۔ یہ متقین کی بات ہو رہی ہے جو واجبات کے علاوہ اس حق کو اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں کہ سائلوں اور محروموں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

★----- (تفسیرِ نمونہ)

★ خداوندِ عالم نے اِن تین صفات پر انسان کو متقی اور محسن قرار دیا ہے:

(۱) آخرت پر ایمان لانا۔

(۲) اللہ کی بندگی و غلامی کا حق ادا کرنا، اور پھر اُس پر فخر نہ کرنا، بلکہ خدا سے کوتاہی کی معافیاں مانگنا۔

(۳) اللہ کے بندوں کی خدمت کرنا، وہ بھی اُن پر احسان سمجھ کر نہیں، بلکہ اُن کا حق اور اپنا فرض سمجھ کر۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ | صرف زکوٰۃ دے کر یہ سمجھ لینا کہ ہم نے مال کا شرعی حق ادا کر دیا، یہ غلط ہے۔ ★ (بقول ابنِ عباس، مجاہد، زید بن اسلم، تفسیرِ کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَفِي الْأَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ غرض زمین میں یقین کرنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں، دلیلیں اور حقیقتیں ہیں۔

تحقیقِ حق کی طلب رکھنے والوں کے لیے

یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں یقین حاصل کرنے کی طلب اور حق کی تلاش ہے، آفتاب سے لے کر ریگستانوں کے ذرّوں، دریاؤں کے قطروں، پتوں اور کیڑے مکوڑوں کی ساری کی ساری چیزیں کسی قاعدے میں تبدیلی اور ضابطوں کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی اپنا اپنا کام انجام دے رہی ہیں۔ یہ سب کام اور یہ سب چیزیں کسی حکیم و قدیر کے موجود ہونے کی دلیل نہیں ہیں تو اور کیا ہیں؟

★..... (تفسیر ماجدی)

نشانیوں سے مراد

وہ نشانیاں ہیں جو آخرت کے امکان اور لازمی طور پر آنے کی گواہی دے رہی ہیں۔ مثلاً: پورے نظامِ عالم کے انتظامات، بارشوں کا برسنا، مردہ زمین کا زندہ ہونا بوڑھے کا بچے کی طرح ہوجانا، خدا کے قادرِ مطلق ہونے کی نشانیاں ہیں جو انہی نشانیوں میں سے ہیں۔

کیوں کہ اگر انسان خدا کو قادرِ مطلق سمجھ لے تو اُس کو خدا کے دوبارہ زندہ کرنے پر شک نہ ہوگا۔

اِس کے علاوہ خدا کی حکمت کی نشانیاں بھی یہ سمجھاتی ہیں کہ جو حکیم ہے وہ ہمیں بے مقصد نہیں پیدا کرے گا۔ مقصدِ تخلیق، اعمال کا بدلہ دینا ہے۔

فلاطوں خُم میں بیٹھا ہے شرابِ مرگ پینے کو
نہیں حکمت سے خالی بات کوئی مردِ عاقل کی

(مؤلف)

★ جنابِ سیدۂ عالمیان فاطمہ زہراؑ نے اپنے خطبے میں فرمایا:

"حمد اُس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں انعامات سے نوازا، اُسی کے لیے شکر ہے جس نے ہمیں وحی والہام کے ذریعے ہدایت فرمائی۔

www.drhasanrizvi.com

اُس نے ساری کائنات کو اپنی قدرت سے بنایا، اور اپنی مشیّت سے کائناتِ عالم کو جاری و ساری فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ جبکہ اُس کو تخلیقات کی کوئی حاجت نہ تھی، اور نہ اُسے اِس کا کوئی فائدہ پہنچتا ہے ۔

اُس نے یہ کام صرف اور صرف اِس لیے کیا اُس کی حکمت ثابت ہو جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاکہ لوگ اُس کی اطاعت کی طرف متوجّہ ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاکہ پھر اپنی اطاعت پر ثواب عطا فرمائے اور اپنی نافرمانی پر سزا دے ۔ ؎ (خطبۂ لمۂ بحارالانوار)

★ غرض خداوندِ عالم کی نشانیاں وہ تمام نعمتیں ہیں جو خدا نے ہم کو عطا فرمائی ہیں ۔ اب جو شخص اپنی آنکھیں بند کر لے تو اُس کو کون دکھا سکتا ہے، ورنہ بقولِ میر انیسؒ :

؎ ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا ※ جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے ۔

اب جس کا دل تعصب سے پاک ہو، طلبِ حق، تلاشِ حق رکھتا ہو، وہ خدا کی ان بے شمار نعمتوں کو دیکھ کر ہرگز ہرگز یہ تصوّر قائم نہیں کر سکتا کہ یہ ساری تخلیقاتِ عالم اور اَن گنت نعمتیں کسی اتّفاقی دھماکے کا نتیجہ ہے جو اچانک ہوا تھا، بلکہ اُس کو یقین آجائے گا کہ کمال درجے کی حکیمانہ صفت ضرور ایک قادرِ مطلق، حکیمِ مطلق، دانا، بینا ذات والاصفات کی تخلیقات ہیں، جو اتنی عظیم انسانی کائنات کو بنا سکتا ہے، وہ بھلا اِس بات سے کیسے عاجز ہو سکتا ہے کہ انسان کے مرنے کے بعد اُسے دوبارہ زندہ کر دے، اور نہ یہ بات ممکن ہے کہ وہ انسان جیسی دانا، بینا مخلوق کو پیدا کر کے عقل و اختیارات دے کر اُسے تھل بیل کی طرح چھوڑ دے ۔ اختیارات کا دیا جانا خود محاسبے کا تقاضا کرتا ہے، جو اگر نہ ہو تو حکمت اور انصاف کے خلاف ہوگا اور خدا کی قدرتِ مطلقہ از خود بتا رہی ہے کہ وہ انسان کو مرنے کے بعد زندہ کر سکتا ہے، اور سب انسانوں کو جمع کر کے اُن کے اعمال کا محاسبہ بھی اپنے انتظام کے تحت کر سکتا ہے، اور اُن کو اُن کے نیک و بد اعمال کی بھرپور جزا و سزا دے سکتا ہے ۔ ؎ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم ۔ تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ اور خود تمھارے اپنے وجود (یا نفس کے اندر بھی (بہت سی خدا کی قدرت، حکمت، نعمت اور عظمت کی نشانیاں ہیں) کیا تمھیں دکھائی یا سجھائی نہیں دیتا۔؟

انسان کے وجود میں نشانیاں موجود

انسان اگر خود ہی اپنے جسم اور اعضاء کی حکیمانہ ترتیب اور تناسب، ترکیب اور ساخت پر غور کرے تو اُس کے دل و دماغ گواہی دیں گے کہ یہ ساری کی ساری کاریگری سوا ایک حکیم مطلق کے اور کوئی نہیں کرسکتا۔ ......(تفسیر ماجدی)

٭ وہ تو گھٹ ہی پٹ میں نہاں ہے میاں ٭ مگر اندھوں کو آتا نظر ہی نہیں
؎ تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود ٭ مری نگاہ میں ثابت نہیں ہے وجود ترا
(اقبالؒ)

٭ باہر دیکھنے کی حاجت نہیں، خود اپنے وجود اور تخلیق، ساخت اور کیفیات ہی کو دیکھ لو۔ خدا کی بیشمار نشانیاں موجود پاؤ گے کہ کس طرح ماں کے رحم کے اندھیروں میں بے نظیر ساخت دے کر تمھیں پیدا کیا، حیرت انگیز قوتوں، صلاحیتوں سے مالا مال کیا، تمھیں بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھا (اور بوڑھے سے ٹیڑھا) کیا۔ ایک خود کار مشین تمھارے اندر نصب کردی کہ جس کی وجہ سے نظامِ ہضم، نظامِ تنفس، خون بنانے کا نظام، فضلات کے خارج کرنے کا نظام، تحلیل شدہ اجزاءِ جسم کی جگہ دوسرے اجزاء تیار کرنے کا نظام، باہر سے آنے والی آفتوں کا مقابلہ کرنے کا نظام، پھر عجیب و غریب خود کار دماغ دیا جس کی پیچیدہ تہوں میں عقل، فکر، تخیل، شعور، تمیز، ارادہ، حافظہ، خواہشات، احساسات، جذبات، میلانات، رُجحانات کے سمندر موجیں

www.drhasanrizvi.com

مار رہے ہیں۔ "سبحان اللہ"

پھر بہت سے ذرائع علم دیے، بے شمار وسائل فراہم کیے، بیحد مفید اور پیچیدہ اعضا، دیے، جیسے دل، آنکھ، کان، ناک، پورے جسم کی کھال، بولنے چکھنے کھانے کا آلہ زبان، جس سے تم اپنے مافی الضمیر کو بیان کرسکتے ہو۔ پھر تمہارے وجود کی اس سلطنت میں تمہاری انا کو رئیس بنا کر بٹھا دیا، جو ان تمام صلاحیتوں اور قوتوں سے کام لے رہی ہے۔ فیصلہ کررہی ہے، کسی بات کو قبول کررہی ہے، کسی بات کو رد کررہی ہے۔

پھر تمہیں دوسرے انسانوں سے تعلّقات و معاملات کرنے کے اختیارات دیے۔ بیحد و بیحساب وسائل دیے، کفر و ایمان، فسق و اطاعت، انصاف و ظلم، نیکی اور بدی، حق و باطل کی راہیں اختیار کرنے کا اختیار دیا۔

اب ان ساری باتوں کو دیکھ کر، سارے نظاموں کو دیکھ کر، ان کے اندر ہم آہنگیوں کو دیکھ کر کون عقل کا دشمن یہ کہہ سکتا ہے کہ انسان کی یہ عظیم الشان ہستی اتفاقاً وجود میں آگئی؟ تخلیقِ انسانی کے پیچھے کسی حکیم کی حکمت کو دخل نہیں۔ اس تخلیق کو دیکھ کر ایک صاحبِ عقل و دانش کو صاف صاف دکھائی دیتا ہے کہ یقیناً ایک بہت بڑا حکیمانہ منصوبہ ہے جس کے تحت آدمی کو پیدا کیا گیا ہے۔ اُسی حکمت کا لازمی منطقی تقاضا ہے کہ انسان کے ہر عمل کی باز پرس ہو، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے، دار العمل کی طرح ایک دار الجزا بنائے تاکہ مقصدِ تخلیقِ انسانی پورا ہو۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "جو شخص خود اپنے آپ کو پہچان لے گا وہ ضرور خدا کو اپنے رب کو پہچان لے گا"..... (سفینۃ البحار جلد ۲)

★ فلاسفہ کے نزدیک پورا عالم، عالمِ کبیر ہے اور انسان عالمِ صغیر ہے .... مگر

★ حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "اے انسان! تو خود کتابِ مبین ہے جس کے حروف سے پوشیدہ امور کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو چھوٹا سا ایک جرم (جرم صغیر) خیال کرتا ہے حالانکہ تجھ میں عالم اکبر سمایا ہوا ہے"۔ (دیوان حضرت علیؑ)

www.drhasanrizvi.com

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ (۲۲) کہ تمہاری روزی آسمان میں
وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾ بھی ہے، اور وہ چیز بھی تمہارا
رزق ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے (مراد جنّت ہے)۔

"مَا تُوعَدُونَ": سے مراد

خداوندِ عالم کا فرمانا کہ:

"آسمان ہی میں تمہارا رزق بھی ہے، اور وہ چیز بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے"۔ (مَا تُوعَدُونَ)

"جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے" سے مراد جنّت، جہنّم ہیں۔ جن کا وعدہ شروع دن سے خداوندِ عالم تمام آسمانی کتابوں میں کرتا رہا ہے۔

آیت کا مطلب یہ نکلا کہ عالمِ بالا ہی سے فیصلہ ہوتا ہے کہ تم میں سے کس کو جنّت میں جانا ہے اور کس کو جہنّم میں۔ مگر یہ فیصلہ خود تمہارے اپنے اعمال کی بناء پر ہوگا۔

...... (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم القرآن)

★ اگلی آیت میں بتلایا گیا کہ "خدا کا یہ وعدہ اتنا ہی حقیقی اور یقینی ہے جیسے جب تم بولتے ہو تو تمہیں یقین ہوتا ہے کہ تم بول رہے ہو"۔ (مؤلّف)

★ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: "روزی خدا کی طرف سے مقرّر کی جا چکی ہے، حریص حرص کی وجہ سے اُس میں اضافہ نہیں کر سکتا، اور نہ لوگوں کا ناراض ہونا اُس کی روزی کو روک سکتا ہے"۔ (نور الثقلین جلد ۵)

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا: "اُس ذات کی قسم جس نے ہمارے جدِّ امجد کو اپنا سچا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ خدا انسان کو اُس کی شخصیت اور مردانگی کے مطابق روزی دیتا ہے، اور خدا کی مدد شدّتِ بلا کی مناسبت سے آتی ہے"۔

★ جنابِ امیر المومنین ع نے فرمایا: "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ کی سنّت ہے۔ اگر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو گے تو کیا اللہ تمہارا رزق تم سے چھین لے گا یا کم کر دے گا؟"۔ (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ (۲۳)

تو قسم ہے آسمان اور زمین کے پالنے والے مالک کی کہ یہ بات بالکل سچی حقیقت ہے۔ ایسی ہی یقینی جیسے تم بول رہے ہو۔

۲۳ ع ۱۸

★ مطلب یہ ہے کہ جس طرح تم بول رہے ہو، اور اس میں تمھیں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ کی یہ بات بھی بالکل یقینی حقیقت ہے۔ کہ تمھاری روزی آسمان سے اُترتی ہے بارش کی شکل میں، اور اللہ کا وعدہ بالکل سچی حقیقت ہے۔ اللہ کے وعدے سے مراد جنت ہے۔

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ عظیم مفسّر زمخشری نے عجیب واقعہ لکھا کہ: "میں بصرہ کی مسجد سے باہر آیا تو میں نے ایک بیابانی عرب کو دیکھا جو میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ: "سُنا ہے کہ آپ خدا کا کلام پڑھتے ہیں، میرے لیے بھی پڑھو۔" میں نے سورۃ الذّٰریٰت کی کچھ آیات پڑھیں۔ جب یہ الفاظ پڑھے کہ "وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ" "آسمان میں تمھارا رزق ہے"، وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا بس کافی ہے۔" اپنے اونٹ کو ذبح (نحر) کر ڈالا اور اُس کا گوشت غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ اپنی تلوار، اور کمان توڑ دی اور چلتا بنا۔ پھر وہی عرب دورانِ حج مجھے ملا اور کہنے لگا کہ کچھ خدا کا کلام سناؤ۔" میں نے سورۃ الذّٰریٰت کی کچھ آیتیں سنائیں۔ مگر جب یہ آیت پڑھی کہ: "قسم ہے آسمان اور زمین کی، کہ قرآن حق ہے۔" تو وہ بولا: "یہ کتنی عجیب بات ہے۔ وہ آخر کون تھا جس نے خدا کو غصہ دلایا کہ اُسے اس طرح قسم کھانی پڑی۔ کیا وہ لوگ خدا کی باتوں پر بھی یقین نہیں کرتے کہ اُس کو قسم کھانی پڑی۔ یہ بات اُس نے تین دفعہ کہی اور پھر زمین پر گر گیا، اور اُس کی روح پرواز کر گئی۔

★...... (تفسیر کشاف جلد ۴ صفحہ ۲۰)

www.drhasanrizvi.com

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ (۲۴) کیا ابراہیم کے معزز مہمانوں کا
اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ (۲۴) واقعہ آپؐ تک پہنچا ؟

حضرتِ ابراہیمؑ کی مہمان نوازی

حضرت ابراہیمؑ کے پاس اللہ کے فرستادہ فرشتے بشکلِ انسانی پہنچے، تو آپؑ نے اُن کو نہ پہچانا۔ آپؑ یہ سمجھے کہ یہ محترم مہمان ہیں، چناں چہ آپؑ نے اُن کی ضیافت میں اتنی جلدی کی، کہ اُن کو اطلاع دیے بغیر، اُن کو دیکھتے ہی، فوراً گھر میں گئے اور اُن کے کھانے کے بندوبست کرنے کا حکم دیا، اور خود ایک موٹا سا بچھڑا ذبح کر کے بھون کے لے آئے، لیکن انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اُن سے خطرہ محسوس ہوا کہ یہ کہیں ڈاکو، لیٹرے نہ ہوں، جو کھانے سے انکار کر رہے ہیں تب فرشتوں نے کہا کہ آپؑ خوفزدہ نہ ہوں، ہم خدا کے فرستادہ فرشتے ہیں، ہمیں غذا کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی پھر انھیں ایک فرزند کی ولادت کی خوشخبری سُنائی۔ اور بولے کہ ہمارے آنے کا مقصد حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب لانا ہے ... (تفسیر انوار النجف)

★ امام احمد ابنِ حنبل نے اسی آیت سے مہمانوں کی عزت اور خاطر مدارات کرنے کے وجوب پر استدلال کیا ہے ★... (ابنِ کثیر)

★ اب یہاں سے انسانی تاریخ کے حوالے سے یہ حقیقت ثابت کی جائے گی کہ:

(۱) خدا کا قانونِ مکافاتِ عمل برابر ہمیشہ سے کام کرتا رہا ہے، نیک لوگوں کو انعاماتِ الٰہی سے نوازا جاتا رہا ہے، اور بُرے لوگوں کو خدا کی سزائیں بھگتنی پڑی ہیں۔

(۲) خدا کا انسان سے جو معاملہ ہے وہ صرف اور صرف قوانینِ طبعی Physical Law پر مبنی نہیں ہے بلکہ اخلاقی قانون Moral Law اُس کے ساتھ ساتھ کام کر رہا ہے۔ انسان کے اعمال کا تعلق اخلاقی قانون سے بھی ہے۔ اسی لیے اس کو دنیا میں اچھے کاموں کے اچھے بدلے اور بُرے کاموں کی سزائیں کچھ نہ کچھ ضرور ملنا شروع ہو جاتی ہیں۔
چاہ کن را چاہ در پیش: کنواں کھودنے (کسی کا بُرا چاہنے) والے کے سامنے کنواں ہی آتا ہے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ (٢٥) جب وہ فرشتے ابراہیم کے
قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۚ پاس آئے تو انھوں نے سلام کیا۔ ابراہیم نے
کہا: آپ لوگوں پر بھی سلام ہو آپ تو کچھ
اجنبی سے لوگ معلوم ہوتے ہیں۔"

فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ (٢٦) پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے
بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ۙ ﴿٢٦﴾ پاس گئے اور ایک موٹا تازہ (بھنا ہوا)
بچھڑے کا گوشت لاکر اُن فرشتوں کے سامنے رکھ دیا۔

مہمان نوازی کے آداب

ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے گھر آئے ہوئے مہمانوں سے یہ نہیں پوچھا کہ کیا میں آپ لوگوں کے لیے کھانے پینے کا بندوبست کروں؟ بلکہ اُن کو اپنے مکان کی بیٹھک میں احترام سے بٹھا کر خاموشی سے اُٹھے اور کھانے کا انتظام کرنے کے لیے اپنے گھر میں تشریف لے گئے تاکہ مہمان تکلفاً کھانا کھانے سے منع نہ کردیں۔ "بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ" مراد موٹا تازہ بچھڑا (بھنا ہوا) لائے گویا مہمان نوازی میں بخل سے کام نہیں لیا، بلکہ سب سے اچھا بچھڑا بھنوا کر لائے۔ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم)

نتیجے اِس طرح خداوندِ عالم مہمان نوازی کی تعلیم اپنے نبیؐ کے ذریعے دے رہا ہے (١) مہمان نوازی انبیاء کی سنّت ہے۔ (٢) مہمان کا احترام واجب ہے۔ (٣) خدا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا خدا کو پسند ہے۔ (٤) اموالِ حلال اپنے پاس بقدرِ ضرورت جمع رکھنا نیک عمل ہے۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيۡهِمۡ قَالَ اَلَا (۲۷) پھر اُس کو اُن کے قریب کیا

تَاۡكُلُوۡنَ ۞۲۷ اور کہا: "کیوں آپ لوگ کھاتے نہیں؟"

فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ (۲۸) پھر جب اُنھوں نے اُس میں سے کچھ بھی

قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَبَشَّرُوۡهُ (نہ کھایا)، تو ابراہیم نے اپنے دل میں

بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ۞۲۸ خوف محسوس کیا (کہ شاید یہ دشمن

یا لٹیرے ہیں اور مجھے قتل کرنا یا لوٹنا چاہتے ہیں)، اُنھوں نے کہا: "ڈرئیے نہیں"۔ پھر اُنھوں نے ابراہیمؑ کو ایک صاحبِ علم بچّے (بیٹے) کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی۔

اب جو اُن اجنبی مہمانوں نے اپنے ہاتھ کھانے کی طرف نہ بڑھائے تو حضرت ابراہیمؑ کے دل میں خوف پیدا ہونا شروع ہوا۔ کیونکہ قبائلی زندگی کا قانون یہ ہوتا ہے کہ اگر مسافر کھانا نہ کھائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آنے والا قتل کرنے کے لیئے آیا ہے۔ مہمان بن کر نہیں آیا۔

★ یہ بھی ممکن ہے کہ فرشتوں کے کھانا نہ کھانے کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ سمجھ گئے ہوں کہ یہ مہمان فرشتے ہیں جو انسانی صورت میں آئے ہیں؛ اِس لئے شاید آپؑ کے دل میں خوف پیدا ہوا ہو۔ کیوں کہ فرشتوں کا انسانی شکل میں آنا ضرور کسی اہم کام کے لیے ہوا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ لوطؑ کی قوم کے بُرے اخلاق تو معلوم ہی تھے، یہ خیال آیا ہو کہ شاید یہ فرشتے لوطؑ کی قوم کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ ★ (تفسیر کبیر، مجمع البیان، تفہیم، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ (۲۹) اِس پر اُن کی بیوی نے آتے ہی

فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ ایک چیخ ماری اور اس کے بعد اپنا منھ

عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾ پیٹ لیا اور کہا: (میں) تو بڑھیا بانجھ ہوں۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ (۳۰) فرشتوں نے کہا: ہاں! تمھارے

اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾ پالنے والے مالک نے یہی فرمایا ہے

وہ دانائی کے ساتھ گہری حقیقتوں کے مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا "حکیم" بھی ہے اور پیدائش کے ہر طریقے کو پوری طرح جاننے والا بھی ہے۔

"صَرَّةٍ" کے معنی فریاد کرتے ہوئے زور سے چیخنا ہوتا ہے۔ یا زوردار چیخ مراد ہوتی ہے۔

★ .... (بقول مجاہد، ابنِ ابی حاتم، ابوعبیدہ، ابن عباس در لغات القرآن نعمانی جلد)

★ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ جناب سارہؑ ایک بوڑھی تھیں، پھر بانجھ تھیں۔ اس لیے جب فرشتوں سے سنا کہ میرے ہاں بچہ ہوگا، تو چیخ پڑیں۔

★ بائیبل کا بیان ہے کہ اُس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر سو سال کی تھی اور حضرت سارہؓ کی عمر ۹۰ سال تھی
★ ...... (پیدائش ۱۸ : ۱۷)

★ جب فرشتوں نے دیکھا کہ حضرت سارہؑ پر اسباب کی اہمیت کا غلبہ ہے تو فوراً فرشتوں نے اُن کو یاد دلایا کہ یہ فرمان تو خدائے تعالےٰ کی طرف سے جاری ہو چکا ہے۔ وہ ذات جس کا علم اور حکمت مخلوق پر غالب ہے۔ نبیؑ کی زوجہ کے لیے اتنا واضح استدلال اور اشارہ، ہر دلیل سے قوی تر تھا۔
★ ...... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

★ خدا کا آخرِ آیت ۳۰ میں خود کو "اَلْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ" فرمانا شاید اس لیے ہے کہ خدا جانتا ہے کہ تم بوڑھی بھی ہو اور بانجھ بھی۔ اور حکیم اس لیے فرمایا کہ یہ خدا کی حکمت ہے کہ وہ بڑھاپے میں تم کو اولاد عطا فرما رہا ہے، اور پھر نبیؑ کی بیوی کے لیے فرشتوں کا یہ کہنا ہی کافی تھا کہ کیا تم خدا کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ جبکہ خدا کی رحمتیں اور برکتیں تمہارے گھرانے پر ہیں۔ خدا تو از خود قابلِ حمد بھی ہے اور بزرگ بھی۔

★ ...... (تفسیر نمونہ ، تفسیر ماجدی)

نتائج واسباق

(۱) قرآن نے حضرت ابراہیمؑ کا قصّہ شاید اس لیے سنایا ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ خدا کا جو بندہ دنیا میں ٹھیک ٹھیک اپنے پالنے والے مالک کا حق ادا کرتا ہے، خدا اُس کو دنیا میں بھی خوب خوب نوازتا ہے۔ ایسا نوازتا ہے کہ فزیکل قوانین کی رُو سے جس عمر میں اولاد پیدا ہی نہیں ہو سکتی، اُس وقت خدا نے اولاد بھی دی، اور وہ بھی ایسی بےنظیر جو کسی کو نصیب نہ ہو سکی۔ دنیا میں کوئی انسان نہیں ہے جس کی نسل میں چار انبیاء کرامؑ مسلسل پیدا ہوئے ہوں سوا حضرت ابراہیمؑ کے جن کی تین پشتوں تک مسلسل نبوت چلتی رہی، اور حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحاقؑ، حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ جیسے جلیل القدر انبیاءؑ پیدا ہوئے۔ اور پھر حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے خاتم النبیینؐ جیسا آخری رسولؐ پیدا ہوا جن کی مثل نہ اوّلین میں ہو سکی، نہ آخرین میں۔

★ ...... (تفسیر کبیر ، مجمع البیان ، تفہیم ، تفسیر نمونہ ، انوار النجف)

آج تک حضرت ابراہیمؑ اور آپ کی اولاد پر مسلسل درود وسلام پڑھا جا رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

★ یہ درودِ ابراہیمیؑ جو آج ساری ملتِ مسلمہ پڑھ رہی ہے (۱) حضرت ابراہیمؑ کی عظمتِ جاودانی کا روشن ثبوت ہے (۲) یہ ثابت کرتا ہے کہ آلِ محمدؐ، آلِ ابراھیمؑ ہی کا تسلسل ہیں۔ (مؤلف)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ آج اس پارے (۲۶) کی کتابت مکمل ہوئی: کاتب: جعفر حسین ۳۶ بی لانڈھی (پنجشنبہ ۱۴ مارچ ۲۰۰۲ء - ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ ★ کفرودہ جلالپوری ثم چوڑیالوی)